

نوائے
افغان جہاد
رمضان المبارک/شوال ۱۴۳۱ء
ستمبر 2010ء
ظالموں پر نہ افسوس کوئی کرے
قاتلوں پر نہ آہیں کوئی بھی بھرے
جن کو مٹی کا پیوند ربّ نے کیا
جو ہو مومن انھیں آج پُرسہ نہ دے

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیت المقدس میں لشکرِ اسلامیہ سے خطاب

تمام تعریفیں اُس اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہیں جو ستودۂ صفات، صاحبِ قوت بزرگ اور ہر اُس چیز کا بنانے والا ہے جس کا وہ ارادہ فرمالیتا ہے۔ اس کے بعد آپؓ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام سے مکرم فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہمیں ہدایت بخشی، ہمیں ضلالت اور گمراہی سے علیحدہ کردیا۔ دشمنی کے بعد ہمارے دلوں میں محبت بھر دی، بغض وعداوت کی جگہ ہمارے قلوب الفت ومؤدت سے آشنا کردیے۔ لہٰذا تم ان نعمتوں پر اُس کی تعریف کروتا کہ تم اُن کے اور زیادہ مستحق ہوجاؤ کیونکہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ''اگر تم میرا شکرادا کروگے تو میں تمہارے لیے اور زیادہ دوں گا اور اگر تم کفرانِ نعمت کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے''۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''من یھدی اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشداً'' جسے اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت بخشتے ہیں وہی ہدایت پر ہے اور جسے وہ گمراہ کرتے ہیں اُس کے لیے تو کوئی راہ بتانے والا نہیں پائے گا''۔ میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں، اُس سے جس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور ایک وہی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، جس کی اطاعت اُس کے دوستوں (اولیا) کو نفع دینے والی اور جس کی معصیت اُس کے دشمنوں کو قعرِ مذلت اور بدبختی میں گرانے والی ہے۔ لوگو! زکوٰۃ ادا کروتا کہ تمہارے قلوب پاک ہوجائیں۔ مگر تمہارا نفس اُس کے بدلے مخلوق سے کچھ طلب نہ کرے اور نہ اپنے اُس دینے کا شکریہ چاہے۔ جو کچھ سنتے ہو اُس کو سمجھو، عقل مند وہ شخص ہے جو اپنے دین کی حفاظت رکھے اور سعید وہ شخص ہے جو دوسروں سے سبق حاصل کرے۔ یاد رکھو اور اس بات سے خبردار رہو کہ سب سے برا کام دین میں نئی بات کا اختراع (بدعات) ہے۔ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوط پکڑلو۔ اور اُسی کو اپنے لیے لازم کرلو کیونکہ سنت میں میانہ روی اختیار کرنا (اقتصاد) بدعت سے اجتہاد کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اپنے لیے لازم کرلو کیونکہ اس میں شفا، تسکین قلب، آرام، فوز کبیر اور ثواب ہے۔ لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اسی طرح تقریر کے لیے کھڑے ہوئے تھے، جس طرح آج میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ آپ نے دورانِ تقریر میں فرمایا تھا الزموا سنت اصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یظھر الکذب حتی یشھد من لم یشھد ویخلف من لم یخلف ''میرے صحابہ کی سنت کو لازم پکڑ لو، پھر اُن لوگوں کی جو اُن سے متصل ہیں (یعنی تابعین)۔ پھر جو اُن سے متصل ہیں (یعنی تبع تابعین)، اُن کے بعد جھوٹ ظاہر ہوجائے گا، حتیٰ کہ جس شخص سے گواہی اور شہادت نہیں لیں گے وہ شہادت دے گا اور جس سے قسم نہیں کھلوائیں گے وہ قسم کھائے گا''۔ بس جو شخص وسطِ جنت میں داخل ہونا چاہے وہ جماعت کو لازم پکڑلے کیونکہ تنہائی اور علیحدگی (یا فرقہ بندی) شیطان کا کام ہے۔ تم میں سے کوئی شخص کسی غیر عورت کے پاس خلوت نہ اختیار کرے کیونکہ وہ دراصل شیطان کی رسیوں میں سے ایک رسی ہے۔ جس شخص کو اپنی خوبیاں اچھی معلوم ہوں اور ساتھ ہی اپنی برائیوں پر بھی نظر رکھتا ہو اور اُنہیں بُرا سمجھتا ہو وہ مومن ہے نماز کو سب سے زیادہ مقدم سمجھو اور نماز پڑھو''۔

(فتوح الشام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر۳، شمارہ نمبر۸

شعبان/رمضان ۱۴۳۱ھ ستمبر 2010ء

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کا ایک لشکر قبیلہ ہذیل کی شاخ بنی لحیان کے مقابلے کے لیے بھیجا اور جہاد کے لیے نکلنے والے صحابہ کرام کو یہ حکم دیا کہ ہر دو مردوں میں سے ایک مرد جہاد کے لیے جائے، ایک گھر کی ضروریات وغیرہ کے لیے یہاں رہ جائے اور اس طرح کرنے سے جہاد کا ثواب دونوں میں مشترک ہو جائے گا۔'' (رواہ مسلم)

اس شمارے میں......



تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۱۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے



مسلمانو! سنبھل جاؤ، سنبھل جانے کا وقت آیا!!!

گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ کا دن عصر حاضر میں حقیقی معنوں میں یوم تفریق ثابت ہوا کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ اہل ایمان اور اہلِ نفاق وکفر کے درمیان کھینچے والی لائن مزید گہری ہورہی ہے۔کفرو اسلام کا معرکہ واضح دلائل و براہین کے ساتھ بپا ہوگیا اور ایمان والے' ایمان والوں کے لشکر میں شامل ہورہے ہیں جبکہ اہل کفر زیادہ واضح ہوکر سامنے آرہے ہیں۔نائن الیون کے بعد ہی اہل صلیب نے اس کائنات کی سب سے عظیم ہستی صلی اللہ علیہ وسلم' جن کا مخلوق میں سب سے اونچا مقام ہے' کی شان اقدس میں پے در پے گستاخیاں کیں اور اب امسال گیارہ ستمبر کو صلیبی دنیا کے قلبِ نجس امریکہ میں قرآن مجید جلانے کا پروگرام تشکیل دیا گیا ہے۔ان کو قرآن کی زبان میں یہی جواب دیا جاسکتا ہے موتو بغیظکم 'اپنے غصّے میں جل مرو'۔جس دین اور کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری خود خالق کائنات نے لے رکھی ہے،تمام مخلوق مل کر بھی اس کا بال بیکا نہیں کرسکتی جبکہ یہ حقیقت ہے کہ چاند پر تھوکنے والے کا تھوک اُس کے اپنے ہی منہ پر آکر گرتا ہے۔

جہاں اہل صلیب پر یہ ہذیانی کیفیات طاری ہیں اور وہ دین دشمنی اور اسلام کے خلاف بغض میں ہر حد عبور کرتے چلے جارہے ہیں' وہیں امت کے فرزند' دنیا بھر میں محاذوں پر استقامت کا پیکر بنے ڈٹے ہوئے ہیں،یہود و نصاریٰ کے مکروہ عزائم وافعال کے خلاف سینہ سپر ہیں اور آج ان ہی فرزندان امت کی ضربوں سے کفار بلبلا رہے ہیں۔افغانستان میں ماہ جولائی میں ہونے والی باگرام ایئربیس اور جلال آباد ایئرپورٹ کی کارروائیاں دس سالہ جنگ کی عظیم ترین کارروائیاں ہیں،جن میں ۷۰۰ سے زاید صلیبی فوجی مردار ہوئے ، ۸۰ ہیلی کاپٹر، ۲۰ ڈرون طیارے اور بے شمار فوجی گاڑیاں و دیگر ساز وسامان تباہ ہوگیا۔اللہ کی قدرت دیکھیے کہ جرمنی سے تعلّق رکھنے والے ابوطلحہ المانیؒ سے اُس نے یہ کام لیا کہ وہ صلیبیوں کے قلب پر ایسا کاری گھاؤ لگا گئے۔صومالیہ میں پارلیمنٹ کے ۱۶/ارکان فدائی حملے میں ہلاک ہوگئے۔الشباب کے مجاہدین صومالیہ میں کفار اور اُن کے ساتھیوں کے مقابل سخت چٹان کی مانند جمے ہوئے ہیں۔عراق سے امریکی لڑاکا فوج کی واپسی مکمل ہوئی اور مجاہدین آج بھی پوری آب وتاب کے ساتھ عراق میں موجود ہیں اور آئے روز صلیبی حواریوں اور رافضی کفار کو فدائی حملوں اور دیگر کارروائیوں میں نشانہ بنا رہے ہیں۔

پاکستان میں اللہ تعالیٰ کی مسلسل نافرمانیوں،خراسان اور سوات میں کفار کی سپاہ کا کھلے عام سپاہی بن کر مسلمانوں کی نسل کشی اور اللہ کے برگزیدہ بندوں' مجاہدین فی سبیل اللہ کو پکڑ پکڑ کر یہود ونصاریٰ کے ہاتھوں فروخت کرنا،اپنے خفیہ عقوبت خانوں میں ان پر اذیتوں اور مظالم کے پہاڑ توڑنا اور ستاون ہزار پروازیں اپنی ایئربیسز سے اڑا کر امارت اسلامی افغانستان کو خاک وخون میں نہلا دینا ایسے جرائم ہیں جن کی پکڑ اور اُن سے تائب ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ گاہے بگاہے کبھی زلزلے اور کبھی سیلاب کے ذریعے بحیثیت قوم جھنجھوڑتے رہتے ہیں۔سرحد کے جن علاقوں میں مجاہدین کے خلاف مقامی لشکر کھڑے کیے گئے' وہی علاقے سیلاب نے برباد کرکے رکھ دیے۔جہاں فوج چھاؤنیاں آباد تھیں' وہ علاقے بھی اللہ کا قہر اپنے ساتھ لانے والی طوفانی موجوں میں بہہ گئے۔سوات میں شریعت کا سرعام مذاق اڑانے والے طائفے بھی اِسی عذاب کی نذر ہوگئے۔یہ سیلاب کی صورت میں اللہ کی ناراضی دراصل اُن کی تنبیہات میں سے بہت بڑی تنبیہ ہے۔اس کی سائنسی توجیہات تلاش کرنے کی بجائے ارتداد سے توبہ کا راستہ اپنایا جائے۔پورے ملک میں سرعام شراب، زنا، ظلم اور قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے۔اللہ کی ناراضی کو مزید بھڑکانے والے ان جرائم سے توبہ کرنے اور لوٹ آنے کا وقت ہے کہ بقیہ ملک ابھی رہتا ہے......ایسا نہ ہو کہ ۲۲ فیصد پاکستان کے غرق ہونے پر بھی بے ہوش پڑے رہنے کی صورت میں بقیہ ملک کے لیے کوئی اور الٰہی کوڑا برسے' تب معصیتوں میں پڑے' بے ہوشی کے عالم میں ہی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیشی بھگتنے پر خود مجبور پائیں۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کا در کھلا ہے،معافی اور عفو ودرگزر کے سارے دروازے اس ماہِ مبارک میں کھلے ہیں۔پس اپنے فرض کو ادا کیجیے،امت کے درد کا درماں بننے کا عہد کیجیے اور اپنے سروں پر مسلط ظالم حکمران ٹولے اور دین دشمن نظام سے گلوخلاصی کے لیے جہاد کے میدانوں کا رخ کیجیے کہ اُس ذات باری تعالیٰ کا وعدہ ہے۔وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ '' اور جو لوگ ہماری خاطر جدوجہد کرتے ہیں،ہم ضرور بالضرور انھیں اپنے راستے سجھائیں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے''۔

(آخری قسط)

اللہ کی رحمت کے امیدوار

شیخ مصطفیٰ ابو یزید شہید رحمہ اللہ

کیا تارک جہاد اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید کرسکتا ہے؟

دوسرا یہ کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ اللہ کی رحمت سے پرامید ہے، جبکہ اس نے جہاد چھوڑ رکھا ہو جو کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر فرض عین ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ پر نظرثانی کرے اور ان شرائط اور صفات کو مدنظر رکھے جو اللہ عزوجل نے اس قرآنی ہدایت میں اللہ کی رحمت کی امید کے سلسلے میں بیان فرمائی ہیں، جن میں سے ایک جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اور علمائے کرام نے یہ واضح کردیا ہے کہ بغیر عمل اور سبب کے امید رکھنا بے بسی، تمنائے خام، دھوکہ اور کم عقلی ہے۔

اور خبردار تمہیں تمہارا نفس یا خواہش دھوکہ نہ دیں اور نہ جن وانس کے شیاطین یہ کہہ کر دھوکہ دیں کہ جہاد کی تو آج طاقت ہی نہیں اور نہ ہی وہ ممکن ہے۔ جہاد کی وسیع فتوحات، مجاہدین کی مبارک کامیابیاں اور ان کا اللہ کے دشمنوں کو مغلوب رکھنا اور ان کے منصوبوں اور حکمتِ عملی کو ناکام بنانا اس دھوکے اور دعوت کے جھوٹے ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔

تیسرا یہ کہ مجاہدین کو ہمیشہ اپنی نیتوں کی تجدید کرتے رہنا چاہیے کہ ان کا جہاد اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہوجائے اور اس کی رضا (کے حصول) کی خواہش میں ہو، تاکہ کلمۃ اللہ ہی غالب رہے۔

چنانچہ یہ آیتِ رجاء جو (آج) ہمارے ساتھ ہے، اس کی حالت بھی باقی آیات کی طرح ہے جو جہاد کی قبولیت کو فی سبیل اللہ ہونے کے ساتھ مشروط کرتی ہے جس میں خود پسندی، تعصب یا قوم پرستی نہ ہو اور نہ وہ دنیا کی غنیمت اور منصب یا حکمرانی کے لیے ہو۔

فرمانِ الٰہی ہے۔ ''لہٰذا جو کوئی اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہو وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے''۔ (الکہف: ۱۱۰)

اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا؛ یارسول اللہ ایک شخص جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے اور (اصل میں) دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز چاہتا ہے (تو کیا اس کے لیے اجر ہے) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔ ابوداؤد اور شیخ البانی نے اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

اور حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایک شخص غنیمت کے لیے جہاد کرتا ہے اور ایک شخص اس لیے جہاد کرتا ہے کہ اس کا چرچا ہو اور ایک اس لیے جہاد کرتا ہے کہ لوگ اس کا مرتبہ دیکھیں، تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس لیے لڑا کہ کلمۃ اللہ ہی غالب رہے تو وہ اللہ کے راستے میں ہے (بخاری)۔

اور معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''لڑنا دو طرح کا ہے، ایک (اس شخص کی لڑائی) جو اللہ کے لیے لڑے، امام کی اطاعت کرے اور بہترین مال خرچ کرے اور ساتھیوں کے ساتھ نرمی کرے اور فساد سے بچے تو اس کا سونا، جاگنا سب کا سب اجر ہے۔ دوسرا (اس شخص کی لڑائی) جو فخر وغرور، ریا اور عزت کے لیے لڑے اور امام کی نافرمانی کرے اور زمین میں فساد پھیلائے تو بے شک وہ کوئی نفع لے کر نہیں لوٹے گا''

چوتھا یہ کہ مجاہدین پر واجب ہے کہ جہاد میں ہر وقت خوش امید رہیں اور اللہ سے اچھا گمان رکھیں خصوصاً شدید مشکلات اور آزمائش کے اوقات میں اور یاد رکھیں کہ وہ جو کچھ بھی جھیل رہے ہیں، سب اللہ کی تقدیر اور اس کی اجازت، علم اور حکمت سے ہو رہا ہے۔ اور اس کا انجامِ کار ان کے لیے اچھا ہوگا بشرطیکہ وہ مخلص اور اللہ کے حکم پر ثابت قدم رہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر محفل میں مجھے یاد کرے تو میں اسے (اس محفل سے) بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں''۔ (متفق علیہ)

اور مجاہدین کو چاہیے کہ ان لوگوں جیسے نہ ہوجائیں جو اللہ کے بارے میں جاہلوں کی طرح گمان رکھتے ہیں کہ وہ اپنے دین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے بارے میں فرماتا ہے:

''اس غم کے بعد پھر اللہ نے تم میں سے کچھ لوگوں پر ایسی اطمینان کی سی حالت طاری کردی کہ وہ اونگھنے لگے، مگر ایک دوسرا گروہ جس کے لیے ساری اہمیّت بس اپنے مفاد ہی کی تھی، اللہ تعالیٰ کے متعلّق طرح طرح کے جاہلانہ گمان کرنے لگا جو سراسر حق کے خلاف تھے۔ یہ لوگ اب کہتے ہیں کہ ''اس کام کے چلانے میں ہمارا بھی کوئی حصّہ ہے''؟ ان سے کہو (کسی کا کوئی حصّہ نہیں،) اس کام کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ دراصل یہ لوگ اپنے دلوں میں جو بات چھپاتے ہیں اسے تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ ان کا اصل مطلب یہ ہے کہ اگر فیصلے میں ہمارا کچھ حصّہ ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ ان سے کہہ دو کہ ''اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے اور یہ معاملہ جو پیش آیا یہ تو اس لیے تھا کہ جو کچھ تمہارے سینوں میں پوشیدہ ہے اللہ اسے آزمالے اور جو کھوٹ تمہارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ دے، اللہ دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔'' (آل عمران: ۱۵۴)

ابن القیم زاد المعاد میں اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ''یہ ایک ایسا گمان ہے

جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرے گا اور اس کا اختیار ختم ہو جائے گا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل ہونے کے لیے چھوڑ دے گا۔ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ جو کچھ ان کے ساتھ ہوا اس میں اللہ کی رضا اور حکمت شامل نہیں تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حکمت الٰہی اور تقدیر سے انکار کرتے تھے اور اس بات سے منکر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام مکمل ہو گا اور وہ پورے کا پورا دین نافذ کر دیں گے۔ یہ وہ برا گمان تھا جو منافق اور مشرک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں کرتے تھے۔ اور بے شک یہ ایک برا اور جاہلیّت کا گمان ہے جو کہ جاہل لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جو اللہ کے اسمائے حسنیٰ، اس کی اعلیٰ صفات اور ہر نقص سے پاک ذات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ یہ ظن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمت وثناء اور ربوبیت اور الوہیت کی انفرادیت سے بھی مناسبت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کے عہد حق سے جو اس نے اپنے رسولوں سے کیا کہ وہ ان کی مدد کرے گا اور ان کو اکیلا نہ چھوڑے گا اور یہ کہ اس کا لشکر ہی غالب رہے گا۔

پس جو اللہ تعالیٰ سے یہ گمان کرے کہ وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرے گا، اس کا امر نافذ نہ ہو گا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لشکر کی مدد نہ کرے گا، وہ دشمنوں سے مغلوب اور مفتوح ہو جائیں گے، اللہ شرک کو توحید پر اور باطل کو حق پر اس طرح غالب کر دے گا کہ توحید اور حق ہمیشہ کے لیے معدوم ہو جائیں، تو اس نے اللہ رب العالمین کے بارے میں ایک برا گمان کیا۔ اور اس کی طرف ایک ایسا عمل منسوب کیا جو کہ اس کی قدرت، عظمت اور صفات کے خلاف ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اس بات کو برداشت نہیں کرتی کہ اس کا گروہ اور لشکر ذلیل ہو اور دائمی فتح ونصرت اس کے مشرک دشمنوں کے ہاتھ آئے پس جس نے اللہ کے بارے میں ایسا گمان کیا تو وہ نہ تو اللہ کو جانتا ہے اور نہ ہی اسکے کمالات وصفات کو۔

علامہ سعدیؒ اس آیت کی تفسیر کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ:

ترجمہ:" اس غم (یعنی مشکلات ومصائب) کے بعد نازل کیا تم پر ایسا اطمینان کہ اونگھنے لگے''۔ بے شک اطمینان کا نازل ہونا اونگھ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی اور مومنین کے دلوں کو مضبوط کرنے کے لیے تھا۔ کیونکہ خوف زدہ شخص کو تب تک نیند نہیں آسکتی جب تک اس کے دل میں ڈر ہو اور جب یہ خوف ختم ہو جائے تو ہی نیند آسکتی ہے۔ اور یہ گروہ جس پر اللہ نے اونگھ نازل کی ان مؤمنین کا گروہ تھا جن کو اللہ کا دین قائم کرنے، اس کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور مؤمنین کی فلاح کے علاوہ کوئی غم نہ تھا۔

مگر دوسرا گروہ جن کے بارے میں کہا گیا کہ ''قد همّتهم انفسهم'' اُن کے لیے ساری اہمیّت ان کے اپنے مفاد کی تھی۔ پس اپنے نفاق اور کمزور ایمان کے باعث انھیں صرف اپنے مفاد کی فکر تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر اونگھ یعنی اپنی رحمت نازل نہ کی۔ اور نہ ہی ان پر جن کے بارے میں اللہ نے کہا کہ:'' اس کام کے چلانے میں ہمارا بھی کوئی حصّہ ہے؟''۔ یہ استفہام کی شکل میں انکار ہے کہ ہمارا تو کوئی فائدہ نہیں، یعنی فتح اور غلبہ۔ پس انھوں نے اپنے رب، اس کے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں برا گمان کیا کہ اس کے رسول کا امر پورا نہ ہو گا اور یہ کہ شکست اللہ کے دین کے لیے فیصلہ کن ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے جواب میں کہا کہ ''قل ان الامر كله لله'' یہاں امر سے مراد تقدیر پر اختیار اور شریعت دونوں ہیں۔ پس تمام اشیا اللہ کی قضا اور مقرر کردہ ہیں۔ اور فتح ونصرت اللہ کے اولیاء اور اس کے فرمانبرداروں کی ہو گی۔ اور اس سے پہلے جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔

سید قطب سورۃ 'آل عمران' کی اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں کہ ''طائفة الاخرى'' سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ایمان کمزور تھا اور ان کے لیے اپنا ذاتی نفع اہمیّت رکھتا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو پوری طرح سے جاہلانہ تصورات سے خالی نہ تھے اور انہوں نے خلوصِ دل سے اللہ کی اطاعت قبول نہ کی تھی۔ ان کے دل اس بات سے ہرگز مطمئن نہ ہوتے تھے کہ اللہ جو بھی مصیبت ڈالتا ہے وہ آزمائش کے لیے ہے، نہ کہ اللہ کی دوری کی وجہ سے۔ اللہ کی مرضی یہ نہیں کہ آخری غلبہ اور فتح کفر، شر اور باطل کی ہو۔ سید قطب ''هل لنا من الامر من شئى'' کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کا کہنا تھا کہ جب ہم جہاد کے لیے اللہ کی راہ میں نکلتے ہیں تو صرف اللہ کے لیے نکلتے ہیں اسی کے لیے لڑتے ہیں اور اسی کے لیے چلتے ہیں۔ اس میں اپنی ذات کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی مرضی کے سامنے جھکتے ہیں اور راہ میں آنے والی ہر مشکل کو اس کی رضا مانتے ہیں۔ اس میں سے کچھ بھی اپنے فائدے کے لیے نہیں۔ اللہ نے ان کی بات کا جواب دیا کہ ''قل ان الامر كله لله''۔ اس سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ''ليس لک من الامر شئى'' پس اس دین کا کام، اس کو قائم کرنے کے لیے جہاد، دین کو زمین پر نافذ کرنا اور اس کے لیے دلوں کی ہدایت سب اللہ ہی کے کام ہیں۔ اور انسان کے لیے اس میں کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ وہ اپنا فرض ادا کرے اور اپنے عہد کو پورا کرے۔ پھر جو اللہ کی رضا ہو، وہ کرے۔

مجاہدین کے لیے پانچویں بات یہ ہے کہ انہیں چاہیے کہ اللہ کی راہ میں تمام کوششیں اور صلاحیتیں پورے یقین کے ساتھ لگا دیں یعنی اس بات کا پورا یقین کر لیں کہ موجود اسباب کے استعمال میں کوئی کمی بیشی نہ رہ جائے۔ اور اللہ پر توکل اور یقین کے ساتھ اس بات کی امید رکھیں کہ اللہ ان کے اعمال کو قبول کرے گا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ان کو فتح ونصرت عطا کرے گا۔ اس بارے میں پہلے بھی علما کے اقوال گزر چکے ہیں کہ کوششوں اور اسباب کو حسب استطاعت استعمال کرنے کے بعد فتح کی امید رکھی جائے۔

''منہاج القاصدین'' کے مصنف اس بات کی مثال یوں دیتے ہیں کہ ''ضروری ہے کہ بندہ اپنے رب سے مغفرت کی امید ایسے رکھے جیسے کہ کسان، بہترین زمین میں اعلیٰ نسل کا بیج جو تمام نقائص سے پاک ہو، بوتا ہے۔ پھر ضرورت کے وقت پانی مہیا کرتا ہے۔ اور فصل کو نقصان دہ جڑی بوٹیوں سے پاک کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ سے فضل کی دعا کرتا ہے کہ وہ آفات ارضی وسماوی سے اس کے کھیت کو محفوظ رکھے۔ حتیٰ کہ فصل پک کر تیار ہوتی ہے اور وہ اپنا ہدف پا لیتا ہے۔ تو اسے ''رحمت'' کا انتظار کہا جاتا ہے''۔

(بقیہ صفحہ نمبر ے پر)

(آخری قسط)

اللہ کا ذکر

مولانا گوہر رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ ذکر کرتے تھے:

لااله الا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد وهوعلى کل شيء قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذالجد منک الجد

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ! نہیں ہے کوئی روکنے والا اس چیز کا جسے تو دینا چاہے اور نہیں ہے کوئی دینے والا اس چیز کا جسے تو روکنا چاہے اور نفع نہیں دے سکتی تیری پکڑ سے بچانے کے لیے طاقت ور شخص کو اس کی طاقت''۔

لیکن لا الہ الا اللہ کا ذکر بلکہ تمام اذکار کے پورے اثرات اسی وقت مرتب ہوتے ہیں اور پورے فوائد اسی وقت اٹھائے جاسکتے ہیں جب کہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے یا اگر صادر ہوگئے ہوں تو اس سے توبہ کر لی جائے۔ زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

من قال لااله الا الله مخلصا دخل الجنة قيل وما اخلاصها قال ان تحجزه عن محارم الله(رواه الطبرانى الاوسط)

''جس شخص نے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا تو وہ جنت میں جائے گا۔ کسی نے پوچھا کہ اخلاص کے ساتھ کہنے کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: اسے یہ کلمہ حرام کاموں سے روک دے''۔

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما قال عبد لا اله الا الله فتحت له ابواب السماء حتى يقضى الى العرش مااجتنب الکبائر(ترمذی)

''نہیں کہتا کوئی بندہ لا الہ الا اللہ، مگر جب کہتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ کلمہ عرش کو پہنچ جاتا ہے بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہو''۔

جس طرح اعلیٰ سے اعلیٰ غذا یا دوا اس وقت بے کار اور بے اثر ہوجاتی ہے جب انسان صحت کے لیے مضر چیزوں سے پرہیز نہیں کرتا، اسی طرح ذکر الٰہی کی تاثیر کبائر کے ارتکاب اور فرائض کے ترک کی وجہ سے ختم یا کم ہوجاتی ہے۔ بلاشبہ ذکر تو وہ ہے جو دل سے کیا جائے، لیکن زبان سے ذکر کرنے کی بھی اہمیت ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث قدسی میں آیا ہے:

ان الله يقول انا مع عبدى اذاذکرى وتحرک بى شفتاه(بخاری)

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میری یاد میں حرکت کرتے ہیں''۔

عبداللہ بن بسرؓ کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ بہترین عمل یہ ہے کہ ان تفارق الدنيا ولسانک رطب من ذکر الله۔ ''تم دنیا کو اس حال میں چھوڑو کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔ (ترمذی)

علامہ طرطوشی اندلسیؒ (متوفی ۵۲۰ھ) نے انہی دلائل کی بنیاد پر لکھا ہے کہ:

ان الذکرهوالعمدة فى الطريق الى الله سبحانه ولا يصل احد الى الحق سبحانه الابدوام الذکر والذکر نوعان ذکر اللسان وذکر القلب فذکر اللسان به يصل العبد الى ذکر القلب التاثير لذکر القلب فاذا کان العبد ذاکربلسانه وقلبه فهو الکامل وصفه(الدعا الماثور وآدابه، طبع بیروت، ۱۹۸۸، ص ۲۸۶۔۲۸۷)

''تعلق باللہ کا بہترین طریقہ ذکر الٰہی ہے۔ ذکر کے دوام کے بغیر حق تعالیٰ کا قرب کوئی بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ ذکر کی دو قسمیں ہیں: ایک زبان کا ذکر اور دوسرا دل کا ذکر۔ پس زبان کا ذکر دراصل بندے کو دل کے ذکر کی طرف کے لے جاتا ہے مگر تاثیر دل کے ذکر کو حاصل ہے۔ پس جب بندہ زبان اور دل دونوں سے اللہ کو یاد کرتا ہو تو یہ کامل ذکر کرنے والا ہے''۔

امام نوویؒ (متوفی ۶۷۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

الذکر يکون بالقلب ويکون باللسان والافضل منه ما کان بالقلب واللسان جميعا فان اقتصر على احدهما فالقلب افضل ثم لا ينبغى ان يترک الذکر باللسان مع القلب خوفا من ان يظن به الريا بل يذکر بهما جميعا ويقصد به وجه الله تعالىٰ (الاذکار للنووی، ص ۲۹ طبع ریاض ۱۹۸۸ء)

''ذکر دل سے بھی کیا جاتا ہے اور زبان سے بھی کیا جاتا ہے مگر بہتر وہ ذکر ہے جو دل اور زبان دونوں سے کیا جائے۔ اگر کوئی ایک ہی پر اکتفا کرنا چاہے تو پھر دل کا ذکر بہتر ہے۔ لیکن یہ مناسب نہیں کہ قلبی ذکر کے ساتھ زبانی ذکر اس خوف سے چھوڑ دیا جائے کہ لوگ مجھ پر ریا کا گمان کریں گے بلکہ دل اور زبان دونوں سے اللہ کو یاد کرنا چاہیے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ مقصد اللہ کو راضی کرنا ہو''۔

امام نسائیؒ (متوفی ۳۰۳ھ) نے اور ان کے شاگرد ابن السنیؒ (متوفی ۳۶۴ھ) نے عمل اليوم والليل کے نام سے کتابیں لکھی ہیں جن میں لیل ونہار کے مختلف اوقات و احوال سے متعلق اذکار مسنونہ اور ادعیہ ماثورہ کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔

علامہ طرطوشیؒ اور امام نوویؒ کی کتابیں بھی اس سلسلے میں بڑی افادیت رکھتی ہیں۔

قرآن مجید کی تلاوت: بہترین ذکر الٰہی

قرآن کریم کا ایک نام ''الذکر'' ہے۔ یہ نام ۲۱ آیات میں آیا ہے۔ مثلاً وانزلنا

الیک الذکر اور انا نحن نزلنا الذکر (ہم نے تیرے پاس ذکر اتارا ہے یعنی قرآن)۔

ابن جریر طبریؒ اور ابن عطیہ غرناطیؒ نے اس نام کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے:

اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں اپنے بندوں کو ان کی آخرت یاد دلائی ہے، جس سے وہ غفلت میں پڑے ہوئے تھے اور ان کو احکام و فرائض یاد دلائے ہیں اور سمجھائے ہیں تاکہ وہ زندگی کے مقصد کو بھول نہ جائیں''۔(تفسیر ابن جریر ص ۴۴، ج او تفسیر الوجیز لابن عطیہ ص ۶۹، ج ا طبع قطر، ۱۹۷۷ء)

اس نام اور اس کی مذکورہ وجہ تسمیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت بہترین ذکر الٰہی ہے بشرطیکہ یہ تلاوت اخلاص اور شعور و حضور کے ساتھ کی جائے کیونکہ دل کی صفائی اور رقت و سوز کا موثر ذریعہ تلاوت قرآن ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''دلوں پر زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح پانی لگ جانے سے لوہا زنگ آلود ہوجاتا ہے۔ سوال کیا گیا کہ اس زنگ کو دور کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا''۔(بیہقی، شعب الایمان)

دلوں کا زنگ غفلت اور قسوت ہے، جس کی وجہ سے انسان عبادت اور آخرت سے غافل اور بےفکر ہوجاتا ہے۔ یہ امراض قلب میں سے وہ بیماری ہے جس کا علاج اللہ نے اس دنیا میں پیدا نہیں کیا بلکہ آسمان سے اتارا ہے۔ وہ ہے قرآن کریم کا نسخہ کیمیا۔

قد جاء تکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور (یونس:۵۷)

''بے شک آ گئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی جانب سے اور ان بیماریوں کی دوا جو دلوں کے اندر موجود ہیں''۔

یہ ایک نفسیاتی اور نفس الامری حقیقت ہے کہ کلام سننے اور پڑھنے سے صاحبِ کلام کے ساتھ دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور اس سے ملنے اور اسے دیکھنے کا شوق بڑھ جاتا ہے اور صاحب کلام جب دیکھتا ہے کہ فلاں شخص میرا کلام پڑھ رہا ہے یا سن رہا ہے تو وہ اس سے بہت زیادہ خوش ہوجاتا ہے اور اسے اپنا محبوب اور دوست بنالیتا ہے۔ قرآن کریم کلام اللہ ہے، کلام البشر نہیں ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کسی دوسرے ذکر سے اتنا زیادہ خوش نہیں ہوتا جتنا قرآن کی تلاوت سے خوش ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابوسعید خدریؓ سے مروی ایک حدیث قدسی میں آیا ہے:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن پڑھنے پڑھانے نے میرا ذکر کرنے اور مجھ سے سوال و دعا کرنے سے روک دیا کرلیا ہو تو میں اسے اس سے زیادہ دوں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں اور اللہ کے کلام کی عظمت باقی کلاموں پر اتنی زیادہ ہے جتنی اللہ کی عظمت اس کی مخلوق پر ہے''۔(ترمذی)

ذکر بالعمل:

جس طرح ذکر بالقلب کے بغیر ذکر باللسان موثر اور نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوسکتا، اسی طرح عمل کے بغیر صرف زبانی ذکر اصلاح نفس کا ذریعہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ جب زبان پر اللہ کا نام ہو اور عمل اللہ کے احکام و ہدایات کے خلاف ہو تو قول و عمل کا یہ تضاد باعث رحمت نہیں ہوسکتا بلکہ الٹا موجب غضب ثابت ہوتا ہے۔

كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (الصف:۳)

''اللہ کے نزدیک یہ بڑی بےزاری کی بات ہے کہ تم وہ بات کہو جس کے مطابق عمل نہ کرو''۔

عمل سے اللہ کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور غیر اللہ کی عبادت سے اجتناب کیا جائے، اس کے پسند کردہ نظام کے مطابق زندگی بسر کی جائے اور انسانوں کے وضع کردہ نظاموں اور ازموں سے انفرادی اور اجتماعی زندگی کو پاک کیا جائے اور پاک رکھا جائے۔ اسی کی شریعت کی اطاعت کی جائے اور غیر شرعی قوانین سے بغاوت کی جائے۔ ظاہر ہے کہ اسلام صرف اعتقاد اور اقرار کے لیے نہیں آیا بلکہ عمل کے لیے آیا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر سے راضی نہیں ہوتا جس کے مطابق عمل نہ کیا جائے۔ قرآن کریم کی ذیل میں درج آیت میں ذکر الٰہی سے ذکر بالعمل مراد ہے:

فَاذْكُرُونِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُواْ لِيْ وَلاَ تَكْفُرُوْن (البقرة:۱۵۲)

''پس تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو''۔

وَاشْكُرُواْ لِيْ، فَاذْكُرُونِيْ کی تفسیر ہے اس لیے کہ شکر صرف زبان سے ''شکر الحمدللہ'' کہنے کا نام نہیں ہے۔ حقیقی شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اسی کی رضا کے حصول کے لیے استعمال کیا جائے۔ امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''سعید بن جبیرؒ تابعی نے فرمایا ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو میں تم کو اجر اور مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ ذکر، اللہ کی اطاعت کو کہتے ہیں۔ پس جو شخص اس کی اطاعت نہیں کرتا وہ اس کا ذکر نہیں کرتا۔ اگرچہ اس کی تسبیح و تہلیل اور قرأت زیادہ ہو۔ ابن خویز منداد نے احکام القرآن میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے اسے یاد کرلیا اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے اسے بھلا دیا، اگرچہ اس کی (نفلی) نمازیں، روزے اور دوسری نیکیاں زیادہ ہوں''۔(تفسیر قرطبی، ص ۱۱۶، ج ۲، سورہ بقرہ:۱۵۶)

امام نوویؒ فرماتے ہیں: ''ذکر کی فضیلت، تسبیح و تہلیل اور تحمید و تکبیر پر منحصر نہیں ہے بلکہ اللہ کے لیے عمل کرنے والا اور اس کی اطاعت کرنے والا بھی اللہ کو یاد کرنے والا ہے جیسا کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا ہے اور دوسرے علما نے بھی فرمایا ہے۔ حضرت عطا بن ابی رباحؒ (امام ابوحنیفہؒ کے شیخ) نے کہا ہے کہ ''مجالس ذکر'' سے مراد وہ مجالس ہیں جن میں حلال و حرام، خرید و فروخت، نماز، روزے، نکاح و طلاق اور حج وغیرہ کے احکام بیان کیے جاتے ہیں (یعنی مجالس تعلیم و تعلم)......عطا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس نے پانچ نمازیں ان کے پورے حقوق کے ساتھ پڑھنے کی عادت بنالی ہو وہ اللہ کو کثرت کے ساتھ یاد کرنے والوں میں شامل ہے (الاذکار للنووی، ص ۳۰)

صحابہ کرامؓ کے تربیت یافتہ ان دو تابعین کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازیں پڑھنا اور دوسرے اعمال صالحہ کرنا بھی ذکر الٰہی ہے۔ دینی علوم کی مجالس بھی ذکرِ الٰہی کی مجالس ہیں۔ خلاصہ یہ ہے دل، زبان اور عمل تینوں کی یک رنگی اور ہم آہنگی کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا ذکر الٰہی ہے۔ اس کے بہت سے فضائل قرآن و سنت میں بیان ہوئے ہیں۔ اہل ذکر علما اور مشائخ نے

اس موضوع پر چھوٹی بڑی کتابیں لکھی ہیں جن کا مطالعہ کرنا دعوت دین واقامت دین کے کارکنوں کے لیے مفید ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔فضائل ذکر میں چند فضائل پیش خدمت ہیں:

فضیلت ذکر:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْراً كَثِيراً Oوَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاًO(سورہ الاحزاب: ۴۱۔۴۲)

''اے ایمان والو!اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کیا کرو''۔

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيراً لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ(سورہ الجمعة:۱۰)

''جب جمعہ پڑھ لو تو رزق حلال کی تلاش میں زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْراً عَظِيماً (سورہ الاحزاب:۳۵)

''اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مردوں اور یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجرعظیم تیار کر رکھا ہے''۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مکہ کے راستے میں جمدان نام کے پہاڑ سے گزرتے ہوئے فرمایا:

سبق المفردون قالواومالمفردون؟قال الذاکرون اللہ کثیراً والذاکرات(مسلم ،کتاب الدعوات)

''دنیوی الجھنوں سے اپنے آپ کو الگ کرنے والے لوگ آگے بڑھ گئے۔صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یہ مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں''۔

مفردون تفرید سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں الگ کرنا، جدا کرنا اور اکیلا وتنہا بنانا۔اس جگہ مراد وہ لوگ ہیں جو دنیوی دھندوں اور الجھنوں سے اپنے آپ کو الگ اور علیحدہ کر کے اللہ کو یاد کرتے ہوں یعنی سب سے کٹ کر اللہ کے ہو جاتے ہوں۔تفرید کا مفہوم وہی ہے جو تبتیل کا ہے یعنی سب سے کٹ کر اسی کی جانب متوجہ ہو جانا۔

سورہ مزمل میں ارشاد خداوندی ہے:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً

''اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہو اور سب سے کٹ کر اسی کی طرف متوجہ رہو''۔

تبتیل و تفرید کے معنی یہ نہیں ہیں کہ دنیا کے مشاغل سے اور لوگوں سے الگ ہو کر خلوت گزینی اختیار کر لی جائے۔یہ تو رہبانیت ہے جو بدعت ہے،سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلّق باللہ دوسرے تمام تعلقات پر غالب ہو جائے اور خلوت درانجمن کی کیفیت پیدا ہو جائے کہ لوگوں کے درمیان رہتے ہوئے اور کام کرتے ہوئے بھی دل کا تعلّق اللہ کی طرف ہو۔''دست بکار و دل بیار'' کے حال ومقام پر فائز لوگوں کو مفردون کہا جاتا ہے۔اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں وہ ہیں جنہوں نے اللہ کی رضا کو اپنا مقصد اور نصب العین بنا لیا ہو اور جنہوں نے اپنے دلوں کو دنیا کی محبت اور حرص سے خالی کر کے اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کی محبت سے معمور کر لیا ہو۔وہ ہر وقت ذکر بالقلب،ذکر باللسان اور ذکر بالعمل میں مصروف ومشغول رہتے ہوں۔خواہ وہ حمد وتسبیح کی صورت میں ہو یا نماز اور تلاوت قرآن کی شکل میں ہو یا قرآن وسنت کی درس وتدریس کی حالت میں ہو۔علامہ نسفیؒ مدارک میں لکھتے ہیں

''اللہ کے ذکر کے مفہوم میں تسبیح،تہلیل،تکبیر،نماز یا تلاوت اور علم دین کی درس و تدریس سب شامل ہیں''۔(تفسیر مدارک،سورہ مزمل:۸)

امام نوویؒ نے اپنے شیخ ابن الصلاحؒ کا قول نقل کیا ہے کہ:

لیل ونہار کے مختلف اوقات واحوال کے لیے جو دعائیں اور اذکار ماثور ہیں ان کو پڑھنے والے اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والوں میں شامل ہیں(الاذکار للنووی،ص ۱۳)۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اللہ کی رحمت کے امیدوار

اس کے بجائے اگر کوئی اونچی نیچی اور سخت زمین میں بیج بوئے جہاں پانی بھی نہ پہنچتا ہو اور پھر کٹائی کا انتظار کرے تو اسے حماقت اور غرور کہیں گے نہ کہ رحمت کی امید۔اگر کوئی شخص اچھی زمین میں بیج بوئے لیکن پانی وہاں موجود نہ ہو اور بارش کے پانی کا منتظر ہو تو اسے تمنا تو کہیں گے امید نہیں"۔

پس جب بندہ ایمان کا بیج بوئے ، اسے اطاعت کا پانی دے اور اپنے قلب کو برے اخلاق کے کانٹوں سے پاک کرے، پھر اللہ کی رحمت کا انتظار کرے کہ وہ اسی حالت پر زندہ رکھے موت تک اور مغفرت کے ساتھ اس کا خاتمہ کرے تو یہ حقیقی امید ہے جو کہ اطاعت اور موت تک ایمان کے تقاضے پر قائم ہے۔

اور اگر ایمان کے بیج کو اطاعت کا پانی نہ دیا اور دل برے اخلاق کے کانٹوں سے آلودہ رہا اور دنیا کی لذّتوں میں کھویا رہا اور اس کے ساتھ مغفرت کی امید بھی رکھی تو یہ سراسر حماقت اور غرور ہے۔

قول باری تعالیٰ ہے:

''پھر ان کے بعد ناخلف جانشین ہوئے جو کتاب کے وارث بن کر اسی دنیا کی زندگی کا مال سمیٹنے لگے اور کہتے تھے کہ ہمیں ''معاف کر دیا جائے گا''(الاعراف:۱۶۹)۔

''اور اگر مجھے اپنے رب کے ہاں لے جایا بھی گیا تو یقیناً اس سے بہتر جگہ پاؤں گا"۔(الکھف:۳۶)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں برائی سے اپنی پناہ میں رکھے اور ان لوگوں میں شامل کرے جو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔آمین

☆☆☆☆☆

نفاذ شریعت کی برکات

شیخ ابو یحییٰ اللیبی حفظہ اللہ

امت مسلمہ پر شب و روز ٹوٹنے والے مصائب و آلام اور پے در پے نازل ہونے والی مشکلات کے اسباب پر غور کرنے سے یہی وجہ سامنے آتی ہے کہ تمام مسلم علاقوں سے شریعت کی حکمرانی غائب ہو چکی ہے اور کفار کے افکار و قوانین اور ان کے سیاسی و معاشی نظام ہر سمت رائج ہیں۔ امت مسلمہ اپنی عزیز اور کامل شریعت کو چھوڑ کر بھٹکی ہوئی نگاہوں سے کبھی مشرق کی طرف دیکھتی ہے اور کبھی مغرب کی کاسہ لیسی اختیار کرتی ہے، خود کو اقوام کفر کی تہذیب و ثقافت میں ڈھالنے کے لیے کوشاں اور ان کی پامال راہوں پر چلنے کے لیے بے تاب محسوس ہوتی ہے اور اپنے محور دین اسلام سے ہٹ جانے کے بعد اس خلا کو پر کرنے کے لیے سرابوں کے پیچھے سرپٹ دوڑتی نظر آتی ہے۔ لیکن جوں جوں یہ سفر لمبا ہو رہا ہے توں توں پیاس بجھنے کے بجائے بڑھتی جا رہی ہے، مسائل ہیں کہ حل ہونے کی بجائے مزید پھیل رہے ہیں، جاہلیّت کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہو رہی ہیں اور اس راہِ ضلالت پر اٹھنے والا ہر قدم اس امت کو حق سے دور اور گمراہی سے قریب تر کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ اللہ کی نازل کردہ شریعت سے پہلو تہی کرنے والے تمام افراد و اقوام کا یہی انجام ہوا کرتا ہے...... حیرت و اضطراب، بدحالی و عذاب، مصائب و آلام، دربدری و خواری، تنگی و بدبختی، تکلیف و پریشانی ...... جہاں نگاہ اٹھائیں آپ کو یہی سب نظر آئے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى (طٰهٰ: ۱۲۴)

''اور جس نے بھی میری یاد سے منہ پھیرا تو یقیناً اس کی زندگی تنگ ہوگی اور روزِ قیامت ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے''۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ای: خالف أمري، وما انزلته علی رسولي، أعرض عنه و تناساه واخذ من غیره هداه ﴿فاان له معیشة ضنكاً﴾ أی: في الدنیا، فلا طمانینة لـه، و لا انشراح لصدره، بل صدره ضیق حرج الضلالة، وان تنعم ظاهره، ولبس ماشاء وأکل ماشاء، وسکن حیث شاء، فان قلبه مالم یلخص الی الیقین والهدی، فهو في قلق و حیرة و شک، فلا یزال في ریبة یتردد، فهذا من ضنک المعیشة"۔

''یعنی (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) جو شخص میرے حکم کی مخالفت کرے، اس شریعت کو فراموش کرے جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی، اس سے منہ پھیرے، اسے بھلا دے اور اسے چھوڑ کر دوسرے طریقوں کو اپنا لے (تو اس کی زندگی تنگ ہو جاتی ہے)...... اور زندگی تنگ ہو جانے کا معنی یہ ہے کہ اسے اطمینان قلب نصیب نہیں ہوتا اور اس کے دل میں کشادگی نہیں ہوتی بلکہ گمراہی میں گرفتار رہنے کی وجہ سے اس کا دل تنگ ہو جاتا ہے، گرچہ بظاہر وہ ناز و نعم میں رہے، جو چاہے پہنے، جو چاہے کھائے، جہاں چاہے رہے، مگر جب تک اس کا دل یقین و ہدایت کی منزل تک نہیں پہنچتا تب تک وہ حیرت و اضطراب، تنگی و عذاب اور شکوک و شبہات میں پھنسا رہتا ہے۔ زندگی تنگ ہونے کا یہی مطلب ہے''۔

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ طه، آیة ۱۲۴)

یہ بدحالی اور عذاب جس طرح انفرادی سطح پر حق سے منہ پھیرنے والوں کا مقدر ہوتا ہے، اسی طرح معاشروں اور حکومتوں کی سطح پر بھی اگر اسلامی شریعت سے اعراض و انحراف کیا جائے اور ہلاکت و بربادی اور اتباعِ نفس کی راہ اختیار کی جائے تو اس کا نتیجہ بھی تنگی و عذاب اور ذلت و انحطاط کی صورت میں ہی ظاہر ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ جب آپ آسمان و زمین کے خالق اور عالم الغیب جل جلالہ کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ کر لاعلم و جاہل انسان کے بنائے ہوئے قوانین و نظام رائج کریں گے تو زمین میں فساد ہی برپا ہوگا۔

شریعت کا نفاذ آسمانی برکتوں اور فراوانیٔ رزق کا باعث:

جس طرح شریعت سے منہ پھیرنا اللہ کے غضب کو دعوت دینے اور ذلت اور پریشانیاں مسلط کرنے کا باعث بنتا ہے، اسی طرح ایمان و تقویٰ اور اصلاح و استقامت کی راہ اختیار کرنے سے آسمانوں اور زمین سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ بلاشبہ رب تعالیٰ کسی پر ظلم کرنے سے پاک ہے۔ رب کا فرمان ہے:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ وَلَـكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (الأعراف: ۹۶)

''اور اگر ان بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے، لیکن انہوں نے (دینِ حق کو) جھٹلایا تو ہم نے ان (برے) اعمال کی وجہ سے انہیں پکڑ لیا جو یہ کیا کرتے تھے''۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيهِم مِّن رَّبِّهِمْ لأكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاء مَا يَعْمَلُونَ (المآئدہ: ۶۶)

''اور اگر یہ لوگ تورات و انجیل اور اپنے رب کی نازل کردہ دیگر کتب کو ٹھیک ٹھیک قائم کرتے تو انہیں اپنے اوپر اور نیچے سے (وافر رزق) کھانے کو ملتا، ان میں سے

ایک گروہ تو درمیانی (درست) راہ پر چلنے والا ہے اور ان میں سے زیادہ تر لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ بہت برا ہے''۔

نیز فرمایا:

وَأَلَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقاً O لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَاباً صَعَداً (الجن:۱۶،۱۷)

''اور (وحی کی گئی) اگر یہ لوگ سیدھے راستے پر قائم رہتے تو ہم انہیں خوب سیراب کرتے، تاکہ ہم اس میں ان کی آزمائش کریں۔ اور جو کوئی اپنے رب کی یاد سے منہ موڑ لے گا تو وہ اسے بڑھتے چڑھتے عذاب میں داخل کرے گا''۔

مزید فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ (النحل:۹۷)

''اور جس کسی نے نیک عمل کیے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ صاحبِ ایمان ہو تو ہم ضرور اسے (دنیا میں) پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور ہم ضرور (آخرت میں) انہیں ان کے اچھے کاموں کے عوض اجر و ثواب دیں گے''۔

بھوک، بیماریاں، دشمن کا تسلط اور بدامنی......کیوں؟

اس کے مقابلے میں جب ظلم عام ہو جائے (جس کی بڑی شکل اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور اس کی شریعت کا انکار ہے)، عدل اٹھ جائے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پھیل جائے تو اس کا نتیجہ بھی بحر و بر میں فساد و تباہی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (الروم:۴۱)

''خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا جو لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہے (اور یہ اس لیے ہے) کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے، شاید کہ وہ (ہدایت کی طرف) رجوع کر لیں''۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ (الشوریٰ:۳۰)

''اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے اپنے ہی کرتوتوں کی وجہ سے (پہنچتی ہے) اور بہت سی باتوں سے تو وہ درگزر ہی فرماتا ہے''۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کیف أنتم اذا وقعت فیکم خمس وأعوذ بالله أن تکون فیکم أو تدرکوهن ماظهرت فاحشة فی قوم ویعمل بها فیهم علانیة الا ظهر فیهم الطاعون والأوجاع التی لم تکن فی اسلافهم ،وما منع قوم الزکاة الا منعوا القطر من السمآء،ولولاالبهائم لم یمطروا،ومابخس قوم المکیال والمیزان الا أخذوا بالسنین ، وشدة المؤنة، وجورالسلطان،وما حکم أمرائهم بغیر ما أنزل الله الا سلط علیهم عدوهم فاستنقذوا بعض مافی أیدیهم،وما عطلوا کتاب الله وسنة نبیه الا جعل الله بأسهم بینهم"

''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب پانچ چیزیں تم میں وقوع پذیر ہوں گی اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ یہ تم میں پائی جائیں یا تم انہیں پاؤ۔ جب بھی کسی قوم میں فحاشی پھیلتی ہے اور علی الاعلان اس کا ارتکاب کیا جاتا ہے تو اس قوم میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں ظاہر ہوتی ہیں جو ان سے پچھلے لوگوں میں نہ تھیں، اور جب بھی کوئی قوم زکوٰۃ روک لیتی ہے تو آسمان سے بارش روک دی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوتے تو بارش بالکل منقطع ہو جاتی، اور جب بھی کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس پر قحط نازل ہوتا ہے، بھوک اور افلاس بڑھ جاتا ہے اور وہ قوم حکمرانوں کے ظلم کا شکار ہو جاتی ہے، اور جب بھی ان کے حکمران اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت سے اعراض کرتے ہوئے دیگر قوانین کو حاکم بناتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے اور وہ دشمن ان کی ملکیت میں موجود بعض چیزیں ان سے چھین لیتا ہے اور جب بھی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو معطل کر دیتی ہے تو اللہ اس کے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے''۔

یہ حدیث امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں انہی الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔ نیز اس حدیث کو ابن ماجہؒ، حاکمؒ، ذہبیؒ اور بزارؒ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے بھی آپ کی اس رائے سے موافقت ظاہر کی ہے۔

اتباعِ حق یا اتباعِ نفس:

دنیا میں دو ہی قسم کے لوگ آباد ہیں: ایک تو وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ حق کی پیروی کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اترتی ہیں۔ ایسے لوگ سلامتی کے حق دار ٹھہرتے ہیں اور پاکیزہ زندگی ان کا مقدر بنتی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو راہِ حق کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کے پیچھے بھاگتے ہیں اور شیطان کے مزین کردہ افکار کو اپنا لیتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے اور ان کے نصیب میں تباہی و بربادی لکھ دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ (المومنون:۷۱)

''اور اگر (بالفرض محال) دینِ حق ان کی خواہشات کے تابع ہو جاتا تو آسمان و زمین اور جو کوئی اُن میں ہیں سب تباہ ہو جاتے، بلکہ ہم ان کے پاس ان کے لیے نصیحت لائے ہیں اور یہ اپنے (نفع والی) نصیحت ہی سے منہ موڑے ہوئے ہیں''۔

شریعت کا نظام یا جاہلیّت کا نظام؟

پھر اس دنیا میں دو ہی قسم کے نظام قائم ہو سکتے ہیں، ایک تو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دینِ قویم ہے، جس پر ایمان لانے اور اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا خود اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے۔ دوسرا جاہلیّت پر مبنی وہ کافرانہ نظام ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ نفسانی خواہشات سے جنم لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے ماننے والوں کا نہ تو کوئی فرض قبول کرتے ہیں اور نہ ہی نفل۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے سوا ہر حکم جہالت کا پلندہ ہے خواہ اسے کتنا ہی مزین اور خوبصورت کر کے پیش کیا گیا ہو اور ایک عالَم نے اسے اپنا رکھا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْماً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ(المآئدة:۵۰)

''(اگر یہ اللہ کے نازل کردہ قانون سے منہ موڑتے ہیں تو) کیا پھر جاہلیّت کا فیصلہ چاہتے ہیں، اور یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہے''۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلاَ تَطْغَوْاْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ(هود:۱۱۲)

''(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (راہِ دین پر) ثابت قدم رہیں جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو (کفر سے) توبہ کر کے آپ کے ساتھ ہیں۔ اور (دائرۂ دین سے) ذرا باہر نہ نکلیں، بے شک جو عمل بھی آپ کرتے ہیں وہ انہیں دیکھ رہا ہے''۔

مزید فرمایا:

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ (79)

''پس اللہ پر توکل کیجیے، یقیناً آپ واضح حق پر ہیں''۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاء الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونO إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئاً وإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَO هَذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ(الجاثية:۱۸۔۲۰)

''پھر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کے واضح راستے پر لگا دیا، لہٰذا آپ اس کی پیروی کریں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو علم نہیں رکھتے۔ بلاشبہ وہ اللہ (کی پکڑ) سے (بچانے میں) آپ کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے اور بے شک ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ تو متقین کا دوست ہے۔ یہ (قرآن) لوگوں کے لیے بصیرت افروز دلائل پر مشتمل ہے اور ان لوگوں کے لیے ہدایت و رحمت ہے جو یقین رکھتے ہیں''۔

نیز فرمایا:

فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلاَّ الضَّلاَلُ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ(یونس:۳۲)

''یہی تو اللہ ہے جو تمہارا حقیقی رب ہے، پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ تو تم کدھر پھیرے جاتے ہو؟''

نفاذِ شریعت کے لیے جدوجہد......ایک فرض عبادت

پس نفاذِ شریعت کا معاملہ اتنا معمولی نہیں جتنا لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔ یہ کوئی نفل یا مستحب قسم کی عبادت نہیں کہ ہمیں اس میں اختیار ہو...... یہ تو وہ اہم ترین فریضہ ہے جس پر اسلام کی بقا کا انحصار ہے! جیسا کہ ہمیں معلوم ہے، ''عبادت'' کا اطلاق اپنے عمومی معنی میں ایسے تمام ظاہری و باطنی اقوال و افعال پر ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام مخلوق کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت بجا لائیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونOمَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُون(الذاریات:۵۶،۵۷)

''اور میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں''۔

پھر ایک جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاء وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَة(البينة:۵)

''اور انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ یہ دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر اسی کی عبادت کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی سیدھی ملت کا دین ہے''۔

اسی طرح سورۂ زمر میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصاً لَّهُ الدِّينَ (الزمر:۱۱)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے: بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کروں، اپنے دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے''۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اس دین پر عمل، اس کی اقامت، اس کی نشر و اشاعت اور اس کا نفاذ عین عبادت ہے اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔ پس ہم پر لازم ہے کہ ہم اس دینِ مبین کو تسلیم کرتے ہوئے مکمل طور پر اس میں داخل ہوں اور یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ہمیں ایسا کوئی اختیار نہیں کہ اس دین میں کانٹ چھانٹ کر کے اپنی من پسند چیزیں منتخب کر لیں اور باقی احکامات کو مسترد کر دیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہم سے اس دین کا مکمل نفاذ اور اس پر پورا پورا عمل درآمد چاہتے ہیں۔

دین میں پورے کے پورے داخل ہو جایئے!

اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

يَـا أَيُّهَـا الَّذِيْنَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِيْ السِّلْمِ كَآفَّةً وَلاَ تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (البقرة:۲۰۸)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

علامہ سعدی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"هذا أمر من الله تعالىٰ للمؤمنين أن يدخلوا في السلم كافة، أي: في جميع شرائع الدين، ولا يتركوا منها شيئاً، وأن لا يكونوا ممن اتخذ الهه هواه، ان وافق الأمر المشروع هواه فعله، وان خالفه تركه، بل الواجب أن يكون الهوى تبعاً للدين، وأن يفعل كل ما يقدر عليه من أفعال الخير، وما يعجز عنه يلتزمه وينويه فيدركه بينته"۔

''یہاں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ اسلام میں پوری طرح داخل ہو جائیں، یعنی تمام اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہوں، ان میں سے ایک حکم کو بھی ترک نہ کریں۔ نیز اُن لوگوں کی طرح نہ بنیں جنہوں نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے کہ اگر حکمِ شرعی ان کی خواہش کے مطابق ہو تو اس پر عمل کرتے ہیں اور مخالف ہو تو اسے چھوڑ دیتے ہیں...... حالانکہ ان پر لازم تو یہ تھا کہ اپنی خواہشات کو دین کے تابع کرتے اور حسبِ استطاعت تمام شرعی احکام پر عمل پیرا ہوتے اور جو اعمال بجالانا ان کے بس سے باہر ہوتا، ان کی تعمیل کا ارادہ و عزم رکھتے اور اس طرح اپنی صالح نیت کی بنا پر ان کا ثواب بھی پالیتے''۔

(تفسیر السعدی، سورہ البقرة، آیة ۲۰۸)

اپنے تمام فیصلے شریعت کے سپرد کر دیجیے!

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً (الاحزاب:۳۶)

''اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو ان کے لیے اپنے معاملے میں کوئی اختیار (باقی) رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا''

امام المفسرین ابن جریر رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"لم يكن لمؤمن بالله ورسوله، ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله في انفسهم قضاء أن يتخيروا من أمرهم غير الذي قضى فيهم، و يخالفوا أمر الله وأمر رسوله وقضاءهما فيعصوهما، ومن يعص الله و رسوله فيما أمرا أو نهيا ﴿فقد ضل ضلالا مبينا﴾ فقد جار عن قصد السبيل، وسلك غير سبيل الهدى والرشاد"۔

''کسی بھی مومن مرد یا مومن عورت کو یہ حق نہیں حاصل کہ جب اللہ اور اس کا رسول ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کر دیں تو پھر وہ اس فیصلے سے مختلف کوئی فیصلہ چننے کا اختیار اپنے پاس باقی رکھیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم اور فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے ان کی نافرمانی کریں اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کے اوامر و نواہی میں ان کی نافرمانی کی ﴿تو وہ صریح گمراہ ہو گیا﴾ یعنی سیدھے راستے سے ہٹ کر گمراہی میں جا پڑا اور رشد و ہدایت کی راہ کو چھوڑ بیٹھا''۔

(التفسير الطبری، سورة الأحزاب، آية ۳۶)

آج معرکہ دراصل نفاذِ شریعت کا معرکہ ہے:

ہر مخلص مسلمان جو رب کی رضا کا متلاشی ہے اور اپنے دین کے معاملے میں لاپرواہی کا شکار نہیں، اس پر لازم ہے کہ نفاذِ شریعت کو اپنی توجہ کا مرکز بنائے اور اپنی تمام صلاحیتیں اس کے لیے وقف کرے۔ حاکمیت شریعت اور نفاذ دین کا معرکہ ہی عصر حاضر کا اصل معرکہ ہے۔ اللہ کی رضا و ناراضی کی تمام راہیں اسی کے گرد گھومتی ہیں۔ موجودہ زمانے کے اولیائے رحمٰن اور اولیائے شیطان کے درمیان اسی مسئلے پر جنگ ہو رہی ہے۔ اگر ایک طرف رحمٰن کا لشکر ہے تو دوسری طرف شیطان ہے جو جاہلی نظاموں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اور کفریہ قوانین کی طرف بلاتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے جن و انس کے پورے پورے لشکر تیار کر رکھے ہیں، جو اپنی ملمع شدہ باتوں سے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، انہیں تباہ کرنے کے لیے ہر ممکن حیلہ و وسیلہ بروئے کار لا رہے ہیں اور جہنّم کے دروازوں پر کھڑے صبح شام ندائیں لگا رہے ہیں: اے لوگو! آؤ ہماری طرف...... اے لوگو! آؤ ہماری طرف......! یہ شیاطین لوگوں کی راہ میں شبہات و شہوات کے خطرناک جال بچھا کر انہیں پھنساتے ہیں اور ان کی آخرت برباد کرنے کے لیے ہر دم کوشاں رہتے ہیں۔ انسانیت آج واضح طور پر دو گروہوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ ایک طرف ''طائفۂ حق'' ہے جو راہِ حق کی طرف دعوت دیتا ہے، اصلاح کی طرف بلاتا ہے اور حق ہی کی خاطر لڑتا ہے...... جبکہ دوسری طرف ''طائفۂ ضلال و وبال'' ہے جو ہلاکت کی دعوت دیتا ہے، فساد کی طرف بلاتا ہے اور اپنی تمام توانائیاں اسی مکروہ مقصد کے حصول میں کھپاتا ہے۔ ان دونوں گروہوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک صادق آتا ہے کہ:

الَّذِيْنَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيْفاً (النساء:۷۶)

''جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں، پس تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو، بے شک شیطان کی چال نہایت کمزور ہے''۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۳ پر)

اللہ کی حاکمیت اور پاکستان کا آئین

ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ

اسلام میں حاکمیت اور قانون سازی محض اللہ تعالیٰ کا حق ہے

قانون سازی کو محض اللہ مالک الملک ہی کا حق سمجھنا اسلامی عقائد کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے اور قرآنِ کریم کی بہت سی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں۔حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (یوسف: ۴۰)

''حاکمیت تو صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہے، اُس نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اُسی کی عبادت بجالاؤ، یہی مستحکم دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْشَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُواالْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ۔ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ (المآئدۃ: ۴۸-۵۰)

''اور (اے پیغمبر علیہ السلام) ہم نے آپ پر سچّی کتاب نازل فرمائی ہے جو اس سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اُن پر نگہبان ہے، پس آپ ان کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ کیجیے اور جو حق آپ کے پاس آچکا ہے اُس سے روگردانی کرتے ہوئے ان کی خواہشات کی پیروی مت کیجیے۔اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے۔اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن جو حکم اُس نے تمہیں دیے وہ ان میں تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے۔سو نیک کاموں میں جلدی کرو، تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، پھر جن باتوں میں تم اختلاف کرتے تھے وہ تمہیں بتلا دے گا۔اور (ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ اے نبیؐ! آپ) ان کے درمیان اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ کیجیے اور ان کی خواہشات کی پیروی مت کیجیے اور اس سے خبردار رہیے کہ یہ اللہ کی جانب سے آپ کی طرف نازل کردہ کسی حکم سے آپ کو ہٹا نہ دیں۔پھر اگر یہ نہ مانیں تو جان لیجیے کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں کے سبب ان پر مصیبت نازل کرے، اور یقیناً لوگوں کی اکثریت تو فاسقوں پر مشتمل ہے۔(اگر یہ اللہ کے نازل کردہ قانون سے منہ موڑتے ہیں تو) کیا پھر جاہلیّت کا فیصلہ چاہتے ہیں، اور یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہے''۔

پس اگر کوئی قوم، جماعت، معاشرہ، حکومت یا نظام یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور احکامِ اسلام پر کاربند ہیں تو ضروری ہے کہ وہ قانون سازی اور فیصلہ کرنے کا حق بھی اللہ ہی کے لیے خالص کریں۔اور اگر ان میں سے کوئی گروہ یہ زعم بھی رکھتا ہے کہ وہ مسلم ہے لیکن اللہ رب العزت کا یہ حق تسلیم کرنے سے بھی انکاری رہتا ہے اور اپنے معاملات میں شریعت کی طرف رجوع بھی نہیں کرتا......تو اللہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں واضح فیصلہ فرمادیا ہے کہ وہ قطعاً مومن نہیں۔حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء: ۶۵)

''تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہوسکتے جب تک (اے نبیؐ) تمہیں اپنے باہمی تنازعات میں منصف نہ بنالیں اور جو فیصلہ تم کرو اس پر اپنے دل میں تنگی بھی محسوس نہ کریں اور اس کے آگے سرِ تسلیم خم کردیں''۔

پاکستان میں قانون سازی کا مطلق حق پارلیمانی اکثریت کو حاصل ہے

درج بالا اسلامی عقیدے کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان میں قانون سازی اور فیصلے کا حق کس کے پاس ہے؟ کیا یہ حق صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے مختص ہے؟ یا یہ اس پارلیمان کی غالب اکثریت کا حق ہے جسے یہ 'مجلسِ شوریٰ' کے نام سے بھی پکارتے ہیں؟

اس نہایت اہم سوال کا حتمی جواب ہمیں ریاستِ پاکستان کی اساسی قانونی دستاویزات میں ملتا ہے۔چنانچہ جب ہم دستورِ پاکستان پر نگاہ ڈالتے ہیں، جو بقول ان کے ''ابوالقوانین'' ہے، تو اس میں یہ بات پوری وضاحت اور قطعیت کے ساتھ درج ہے کہ دستور میں ترامیم کرنے اور نئے قوانین صادر کرنے کا حق نمائندگانِ پارلیمان کی غالب اکثریت کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔

لہٰذا دستور کے عطا کردہ حق کے مطابق اگر یہ لوگ چاہیں تو پاکستان کا نام ''اسلامی جمہوریہٴ پاکستان'' رکھ دیں، اور اگر یہی لوگ چاہیں تو دوتہائی اکثریت کے ساتھ اس

کا نام تبدیل کر کے ''امریکی جمہوریہ پاکستان'' یا ''مسیحی جمہوریہ پاکستان'' رکھ دیں......ان کے اکثریتی فیصلے کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں۔اسی طرح اگر نمائندگانِ پارلیمان چاہیں تو ''وفاقی شرعی عدالت'' قائم کر دیں، اور اگر چاہیں تو ''وفاقی غیر شرعی عدالت'' قائم کر دیں، ان کو مکمل حق حاصل ہے۔اسی طرح اگر یہ چاہیں تو دستور کو مکمل تبدیل کر کے اس میں سے وہ مواد بھی حذف کر دیں جس کی بنا پر دستورِ پاکستان یا ریاستِ پاکستان کے اسلامی ہونے کا شبہہ پیدا ہوتا ہے...... یہ ان کا حق ہے جس کی ضمانت خود دستور انہیں فرہم کرتا ہے۔

دستور کی دفعہ ۲۳۸ واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ پارلیمان کو دستور میں ترمیم کا حق حاصل ہے۔ جبکہ دفعہ ۲۳۹ میں آئینی ترمیم کے لیے دوتہائی اکثریت کی شرط لگائی گئی ہے۔اسی دفعہ کے تحت پانچویں اور چھٹے بند میں دو انتہائی اہم باتیں نصاً مذکور ہیں :

پہلی بات یہ کہ کسی بھی آئینی ترمیم کے خلاف کسی سطح کی عدالت میں کسی بنیاد پر اعتراض کرنا ممکن نہیں۔

دوسری بات یہ کہ ہر قسم کے شک کو رفع کرنے کے لیے یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ مجلسِ شوریٰ (یعنی پارلیمان) کو دستور کی دفعات میں ترمیم کا لامحدود اختیار حاصل ہے۔

ممکنہ شبہات اور ان کا رد

یہاں دو شبہات وارد ہو سکتے ہیں :

پہلا شبہہ : اراکینِ پارلیمان مسلم معاشرے کی مصلحت ہی کے لیے دستور سازی کرتے ہیں

ممکن ہے کہ کوئی اعتراض کرنے والا یہ کہے کہ آخر اس بات میں حرج ہی کیا ہے کہ ''مسلم عوام کے نمائندگان'' باہمی مشورے سے ''مسلم معاشرے کی مصلحت'' کی خاطر دستور سازی کریں؟

اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ دستور کی مذکورہ نصوص میں ایسی کوئی قید نہیں لگائی گئی جو اس اعتراض میں ذکر کی گئی ہیں ؛ یعنی نہ تو اس میں ''مسلم معاشرے'' کا ذکر ہے اور نہ اس کی ''مصلحت'' کا۔ یہ نصوص تو دستور میں ترمیم کے لیے دوتہائی اکثریت کے اتفاق کے علاوہ کوئی شرط نہیں لگاتی ہیں اور پھر نہایت تاکید کے ساتھ دوتہائی ارکانِ پارلیمان کے آئینی ترمیم کے حق کا بھر پور تحفظ بھی کرتی ہیں۔

پس یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ دستورِ پاکستان کے تحت تمام امور میں قبول ورد کا حتمی فیصلہ نمائندگانِ پارلیمان کی دوتہائی اکثریت کو حاصل ہے۔ دستور کا یہ اصول شریعت کے بالکل منافی ہے۔اسلام تو ہمیں یہ سکھلاتا ہے کہ یہ مقام صرف اللہ کی نازل کردہ شریعت کو حاصل ہے کہ اس کے ہر حکم کو بلانزاع قبول کیا جائے، ہر اس قانون، حکم یا ضابطے کو رد کر دیا جائے جو شریعت کے موافق نہ ہو اور کسی کا بھی یہ حق تسلیم نہ کیا جائے کہ وہ خلافِ شریعت فیصلہ کرے......خواہ اس فیصلے کو دوتہائی اکثریت بلکہ پورے پارلیمان کی اجماعی تائید ہی کیوں نہ حاصل ہو۔

دوسری بات یہ کہ اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ مسلم معاشرے کے نمائندے اپنے قوانین یا دستور کی نصوص میں ترمیم و اصلاح کریں بشرطیکہ یہ سارا عمل اللہ کے دین اور اس کی شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے انجام پائے، لیکن دستور میں تو ایسی کوئی شرط مذکور نہیں۔ پاکستان کا دستور تو الٹا اس بات پر زور دیتا نظر آتا ہے کہ دوتہائی اکثریت کو دستور میں ہر قسم کی ترمیم کا حق حاصل ہے، اور غالب اکثریت کے فیصلے پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں۔

دوسرا شبہہ : شریعت سے متصادم قوانین کو دور کرنے کے لیے وفاقی شرعی عدالت تشکیل پا چکی ہے

ممکن ہے کہ کوئی معترض یہ کہے کہ دستور نے وفاقی شرعی عدالت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ قرآن وسنت سے متصادم ہر قانون کو رد کر دے۔اس اعتراض کا تفصیلی جواب تو آگے چل کر وفاقی شرعی عدالت پر بحث کے تحت آئے گا، لیکن سرِ دست صرف اتنا کہنے پر اکتفا کروں گا کہ اس عدالت کو بھی دیگر عدالتوں کی طرح دستور کی دفعات پر نگاہ ڈالنے کا حق حاصل نہیں کیونکہ یہ اس کے دائرۂ اختیار سے ہی باہر ہے اور یہ بات دستور میں پوری صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔(اقتباس از سپیدۂ سحر)

☆☆☆☆☆

بقیہ: نفاذ شریعت کی برکات

امت کا حکمران طبقہ نفاذِ شریعت میں حائل اساسی رکاوٹ ہے :

آج مسلمانوں کے ممالک کا عمومی منظر یہ بن چکا ہے کہ اسلامی شریعت غائب ہے اور ایک چھوٹا سا طبقہ وہاں مسلط ہو کر شریعتِ مطہرہ کے نفاذ میں اساسی رکاوٹ اور کفریہ قوانین کے نفاذ کا حامی و ٹھیکہ دار بنا بیٹھا ہے۔ یہ کوئی ایک دو روز کی بات نہیں بلکہ کئی دہائیوں سے امت مسلمہ اسی حالت کا شکار ہے۔نتیجتاً ایسی نسلوں نے جنم لیا ہے جو اسلام کا صرف نام جانتی ہیں، شرعی احکامات کے بھی محض عناوین سے آگاہ ہیں اور ایک طویل عرصہ گزر جانے کی وجہ سے ان غیر شرعی نظاموں سے مانوس ہو چکی ہیں۔غفلت کے مرض سے محفوظ چند خوش نصیبوں کے سوا اس امت کی بڑی اکثریت اس بات کا شعور تک نہیں رکھتی ہے کہ وہ جاہلی نظام تلے جینے جیسی عظیم مصیبت میں مبتلا ہے۔ بلا شبہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب ہو چکی ہیں اور دل مردہ ہو گئے ہیں......وگرنہ لوگوں کو اگر صحیح معنی میں اس افسوس ناک صورت حال کا ادراک ہو اور یہ معلوم ہو کہ شریعت سے اعراض کا نتیجہ کتنا بھیانک ہوتا ہے اور کفریہ نظاموں تلے زندگی بسر کرنے سے معاشرے پر کیا اثر پڑتا ہے تو وہ ان نظاموں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ہر قیمتی شے لٹائیں اور نفاذِ اسلام کے لیے اپنی جان و مال تک قربان کرنے سے دریغ نہ کریں۔کفریہ قوانین کا نفاذ اور شرعی احکام کا مفقود ہونا اتنی عظیم مصیبت ہے کہ اس کے سامنے ہر مصیبت ہیچ ہے......والله المستعان!(حد السنان)

☆☆☆☆☆

(قسط دوم)

سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کی شرعی حیثیت

مولانا محمد احمد حافظ

جمہوریت کیا ہے؟

اب ہم آتے ہیں جمہوریت کی طرف!......جمہوریت سرمایہ دارانہ نظام کی سیاسی اور معاشرتی تنظیم......اور حقوق انسانی کے نفاذ کا آلہ کار ڈھانچہ ہے۔جمہوریت ایسا تنظیمی ڈھانچہ ہے جو جبر کا ایک ایسا ماحول وضع کرتا ہے کہ فرد اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشا کو ترک کر کے صرف اپنی خواہش اور سرمائے کی بندگی کرے۔

جمہوریت کی علمی اساس:

ہم گزشتہ سطور میں واضح کر چکے ہیں کہ مغرب کا ایک خاص تصورِ انسان ہے جس کے مطابق قائم بالذات ہے اور وہ ان معنوں میں آزاد ہے کہ اپنے لیے خیر وشر کے پیمانے خود وضع کر سکتا ہے۔یہی جمہوریت کی علمی بنیاد ہے۔

تاریخی طور پر جمہورت کا تصور کئی سو سال قبل از مسیح بھی موجود تھا۔افلاطون کی ''ری پبلک''،جمہوریت ہی کی ایک شرح ہے۔یونان اور سلطنت روما کے مختلف ادوار میں بھی جمہوریت رائج رہی۔پھر ایک عرصے تک یورپی ممالک میں بادشاہت قائم رہی.....مگر ایک بات جو نوٹ کرنے کی ہے وہ یہ کہ جمہوریت کبھی بھی کسی مذہبی معاشرے سے وابستہ نہیں رہی۔اس لیے کہ جمہوریت کا ڈھانچہ ایسا ہے کہ یہ صرف مذہب مخالف معاشروں سے وابستہ ہوسکتی ہے۔دوسرے لفظوں میں جمہوریت منکر اللہ و رسول معاشروں کی حکومتی اور ریاستی صف بندی کا ایک خاص طریقہ ہے۔جدید دور کی جمہوریت کا ایک خاص پس منظر اور اس کا ایک خاص تصورِ انسان ہے۔یہ وہی تصورِ انسان ہے جس پر ہم پچھلی سطور میں بحث کر آئے ہیں۔

جناب زاہد صدیق مغل کے بقول:

''جمہوریت کو علمی بنیادیں فراہم کرنے کے سلسلے میں تھامس ہابس (Thomas Hobbas,1588-1679)،جان لاک (John Locke, 1632-1704)اور جیک روسو (Jacques Rousseau, 1712-1778) کلیدی حیثیت رکھتے ہیں اس نظامِ حکومت کی بنیاد ایک خودمختار (Autonomous)، آزاد (Free)اور قائم بالذات (Selfdetermined) تصورِ فرد پر قائم ہے۔اس تصورِ انسان کو ہیومن کہتے ہیں۔یعنی یہ ایک ایسا ریاستی نظام ہے جس میں حکومت کا مقصد افراد کی زیادہ سے زیادہ آزادی کو ممکن بنانا ہوتا ہے تاکہ وہ اپنی زیادہ سے زیادہ خواہشات کو جیسے وہ چاہیں پورا کر سکیں''۔(جریدہ نمبر ۳۷ صفحہ نمبر ۱۱۷، شعبہ تصنیف و تالیف ، جامعہ کراچی)

جمہوری نظام کی ماہیت کیا ہے؟

جمہوری نظام کی پہلی بنیاد انتخابات ہیں،جن میں مختلف لوگ امیدوار بنتے ہیں کہ وہ پارلیمنٹ کے ممبر بنیں گے۔ریاست کے افراد انہیں مساوی بنیادوں پر ووٹ دیتے ہیں،یعنی مرد وعورت، عالم وجاہل، زاہد ومتقی اور چور ڈاکو، زانی شرابی سب مساوی بنیادوں پر اپنے امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں۔امیدوار بھی انتخابات میں مساوی حیثیت میں حصّہ لیتے ہیں اس لیے کہ پارلیمنٹ کا رکن ایک شیخ الحدیث بھی بن سکتا ہے اور چور اچکا، منافع خور، اسمگلر اور قاتلوں کا سرغنہ بھی رکن بن سکتا ہے......الیکشن کے بعد جو لوگ پارلیمنٹ میں جاتے ہیں وہ پہلے ایک دستور وضع کرتے ہیں (یا پہلے سے وضع شدہ دستور ہوتا ہے جو اصلاً انسانی حقوق کے تابع ہوتا ہے) پھر اسی دستور کی روشنی میں قانون سازی کی جاتی ہے۔اس سارے عمل میں کتاب اللہ کا کوئی رول نہیں ہوتا۔

[گو کہ پاکستان کے دستور میں ایک قراردادِ مقاصد کے ذریعے پارلیمنٹ کتاب وسنت کی روشنی میں قانون سازی کی پابند ہے مگر اس حقیقت سے جائے فرار نہیں کہ قراردادِ مقاصد کی حیثیت محض ایک ''علامت'' کی ہے۔پھر اس میں بھی آزادئ فرد کے تمام تصورات کو اس طرح سمو دیا گیا ہے کہ بالآخر حقوقِ انسانی کا کافرانہ ومشرکانہ چارٹر ہی بالادست ٹھہرتا ہے۔]

جمہوری نظام میں بیوروکریسی یا انتظامیہ (محکمہ جاتی افراد، پولیس، فوج) اور عدلیہ، یہ تمام حکومتی طبقے سرمایہ دارانہ تصورات اور سرمایہ دارانہ عدل کے قیام ونفاذ کے ضامن ہوتے ہیں......یوں جمہوری نظام کے ذریعے سرمایہ دارانہ جبر کا ماحول پروان چڑھتا ہے جہاں ہر انسان اس بات پر مجبور ہوتا ہے کہ:

☆مذہب کو اپنی اجتماعی زندگی سے نکال کر انفرادی زندگی تک محدود کردے۔

☆عبادت الٰہی کو حتی الامکان کم وقت دے اور سرمائے کی بڑھوتری کے لیے زیادہ وقت صرف کرے۔

☆اپنے معاشرتی تعلقات کو محدود کردے۔

☆دینی تعلیمات کو سیکھنے کی بجائے سوشل سائنسز کو زیادہ وقت دے تاکہ سرمائے کی بڑھوتری میں زیادہ بہتر انداز میں شمولیت کر سکے۔[دینی مدارس میں اصلاحات کے لیے مغربی ممالک کا دباؤ اور مدارس میں سوشل سائنسز اور کمپیوٹر سائنسز کو داخل کرنے کا مطالبہ اسی لیے ہے کہ وہ علما کو اور طلبہ کو بے کار محض سمجھتے ہیں اور انہیں ''کار آمد'' بنانے کے لیے اس قسم کی اصلاحات پر زور دیتے ہیں۔ایک طرف تو یہ بات ہے دوسری طرف یہ مقصد بھی ہے کہ مدارس کے نظام میں دخل اندازی کر کے وارثانِ محراب ومنبر کو توکل، قناعت اور زہد وتقویٰ کی

راہ سے ہٹا کر مادیت کا پرستار بنادیا جائے]

اس تفصیل کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ جمہوریت اپنے ماخذات کی بنیاد پر اسلام سے مکمل طور پر متصادم اور باطل نظریہ ونظام ہے۔اس نظام میں حصّہ لینا، ووٹ دینا اور لینا مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر حرام ہے:

جمہوریت عبدیت کا انکار ہے:

جمہوری حکومت کی پہلی بنیاد حاکمیت عوام ہے، جمہوریت کی تعریف ہی یہ ہے:

Government of the people by the people for the people

''عوام کی حکومت عوام کے ذریعے عوام پر''...... یہ جمہوریت کا بنیادی اصول ہے۔ جو کھلا کلمۂ کفر ہے۔اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقتدار کے انکار کے علاوہ انسان کی بندگی کا بھی انکار ہے۔دوسرے لفظوں میں حاکمیتِ انسان کا مطلب انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

الا له الخلق والامر(الاعراف)

له الحکم واليه ترجعون(القصص)

ولایشرک فی حکمه احدا(الکهف)

ان الحکم الا لله امر الا تعبدواالا اياه(يوسف)

ان آیات کے علاوہ بھی متعدد آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہی حکم وحکومت کی سزاوار ہے۔قانونِ شریعت میں انسان اللہ کا بندہ اور خلیفہ ہے، اسے یہ حق نہیں کہ خود خدا بن بیٹھے۔بہرحال ان آیات کی روشنی میں جب ہم جمہوری عمل کا جائزہ لیتے ہیں تو مندرجہ ذیل قباحتیں سامنے آتی ہیں:

جمہوریت شرک فی الحکم ہے:

مقنن اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، انسان عبد ہونے کے ناطے اس بات کا پابند ہے کہ وہ قوانین شریعت کو بلا چون و چرا تسلیم کرے اور ان پر عمل درآمد کرے۔انسان کو حق حاصل نہیں کہ وہ خود قانون ساز بن کر بیٹھ جائے اور حاکمیتِ الٰہ میں شریک ہوجائے۔ایسا کرنا شرک فی الحکم ہے۔(یہ بات یادرہے کہ یہ بات شرک جب ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا معبُود والٰہ بھی مانتا ہو، اگر وہ حاکمیت انسان کا یہ مطلب لے کہ ذات باری تعالیٰ کا کوئی وجود نہیں وہ خود ہی حاکم ہے تو یہ دہریت ہے جیسا کہ اکثر مغربی ممالک میں اسی بات کا تصور پایا جاتا ہے)۔

قرآن مجید میں شرک کے بارے میں فیصلہ ہے کہ:

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ(لقمان:۱۳)

''بے شک شرک ظلم عظیم ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيدًا(النساء:۱۱۶)

''بے شک اللہ اس چیز کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے، اس کے علاوہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے گا وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا''۔

جمہوریت انسانوں کو یہ حق فراہم کرتی ہے کہ وہ ووٹ کے ذریعے اپنی حاکمیت کو قائم کریں، پارلیمنٹ میں اپنے نمایندے بھیجیں جو مفاد عامہ کے مطابق قانون سازی کریں، چنانچہ یہ عمل شرک ہونے کے سبب باطل ہے۔

الٰہی نظام سے بغاوت کا سرچشمہ:

الف: جمہوری قوانین کے ماخذ انسانی حقوق کے چارٹر میں انسانوں کا پہلا حق آزادی (Freedom) کو تسلیم کیا گیا ہے۔آزادی کا یہ حق انسانی حقوق کا بہت خاص حق ہے اور ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ آزادی (اللہ تعالیٰ سے بغاوت، راہِ بندگی سے فرار) کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔آزادیٔ رائے، آزادیٔ اظہار، آزادیٔ مذہب وعقیدہ، آزادیٔ نسواں اور کئی دیگر قسم کی آزادیوں کو اس ایک قسم میں سمو دیا گیا ہے۔چنانچہ جمہوری پارلیمنٹ میں جو بھی قانون سازی کی جاتی ہے وہ آزادی کی تمام اقسام کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جاتی ہے، ہم یہ بتا آئے ہیں کہ انسانی حقوق کے چارٹر میں انسانوں کو دی گئی آزادی کا مطلب انکارِ بندگی کے سوا کچھ نہیں۔

قرآنی فکر کے مطابق انسان آزاد نہیں ہے، وہ بندہ ہے اللہ وحدہ لاشریک کا۔ چنانچہ اسے حکم ہے کہ وہ اسی کی بندگی کرے، بندگی بھی ایسی جس میں غیر اللہ کی بندگی کا شائبہ بھی نہ ہو۔

وما امروا الالیعبدوآ الها واحدا لا اله الا هو سبحانه عما یشرکون

''انہیں صرف ایک ہی معبُود کی عبادت کا حکم دیا گیا، اس کے سوا کوئی معبُود نہیں، وہ پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں''

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاء(البیّنه:۵)

''اور نہیں حکم دیے گئے مگر یہ کہ وہ اللہ ہی کی بندگی کریں اس کی خالص طاقت کے ساتھ بالکل یکسو ہو کر''۔

اسی طرح قرآن مجید میں دیگر کئی مقامات پر اپنی خالص بندگی اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، قرآنی احکام کے بعد کہیں اس بات کی گنجائش نہیں کہ اسلام کے دائرے سے ہٹ کر کسی دوسرے نظام کی طرف اور کسی قسم کے ''ازم'' کی طرف نگاہِ التفات بھی کی جائے۔انسان کو اگر آزاد تصور کیا جائے تو اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ رب کا بندہ نہیں رہا تو شیطان کا بندہ ہے، اس لیے کہ ہستی وجود میں دو ہی صورتیں ہیں، انسان اللہ کا بندہ ہو یا شیطان کا!

ب: انسانی حقوق کا دوسرا رکن مساوات (Equality) ہے۔مساوات کا مطلب یہ ہے کہ تمام انسان برابر ہیں۔مرد و عورت، عالم، جاہل، بدکار و نیکوکار، ایک ڈاکو اور متقی انسان سب برابر ہیں۔کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہیں۔اسی معنی میں ہر انسان کا ووٹ برابر

ہے، ہر انسان پارلیمنٹ کا ممبر بننے کا اہل ہے اور ہر انسان ترقی کے عمل میں شریک ہوسکتا ہے۔انسانی حقوق کے عالمی چارٹر کے مطابق تمام انسان قانون کی نظر میں برابر ہیں،جبکہ اسلام میں مساوات کا ایسا کوئی تصور نہیں۔اسلام مرد اور عورت میں فرق کرتا ہے۔وہ ذمّی اور معاہد میں فرق کرتا ہے، وہ عالم اور جاہل میں فرق کرتا ہے، اسلام ہر شخص کے ہر موضوع پر رائے دینے کا قائل نہیں۔مرد بیک وقت چار شادیاں کرسکتا ہے عورت نہیں۔مرد طلاق دیتا ہے عورت نہیں۔جمہوریت کا نصابی صحیفہ ''انسانی حقوق کا چارٹر'' ہر انسان کو حق دیتا ہے کہ وہ اپنے لیے جیسا چاہے خیر وشر کا پیمانہ تجویز کرسکتا ہے۔قرآن ان تمام تصوراتِ مساوات کو رد کرتا ہے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے......ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات (الآية)......لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح و قاتل(الآية)......لايستوى اصحاب النارو اصحاب الجنة(الآية)......هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون(الآية)......چنانچہ مساوات کی مندرجہ بالا فکر اسلام سے مکمل طور پر متصادم اور باطل ہے۔

ج۔انسانی حقوق کے چارٹر کا تیسرا بنیادی رکن ترقی (Progress) ہے۔ چونکہ سرمایہ دارانہ علمیت کے پاس موت کے بعد زندگی کا کوئی تصور نہیں اس لیے انسان کی تمام تگ و دو کا محور یہی دنیوی زندگی ہے۔چنانچہ انسانی حقوق کے چارٹر کے مطابق ہر انسان کو زیادہ سے زیادہ سرمایہ جمع کرنے اور سامانِ تعیش حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔اس معنی میں ترقی کا مطلب سرمائے کی بڑھوتری برائے بڑھوتری کے عمل کو تیز تر کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ بنک، اسٹاک ایکسچینج، اسی بڑھوتری اور حرص وحسد کے فروغ کے ادارے ہیں۔تکاثر کا عمل دہرایا جاتا ہے ،سود، سٹہ، جوا، دھوکہ، فریب اور ٹیکسز سرمایہ دارانہ معیشت کا خاص ہتھیار ہیں۔ان اداروں سے وابستہ افراد کی زندگی کا محور و مقصد محض پیسہ ہوتا ہے اور وہ ہر اس طریقے کو اختیار کرتے ہیں جس کے ذریعے سرمایہ اکٹھا ہوسکے۔

اسلام اس طرز فکر کو مکمل رد کرتا ہے۔قرآن مجید دنیوی زندگی کو اس معنی میں اہمیّت نہیں دیتا کہ انسان لذات کے حصول اور خواہشات نفس کی تکمیل میں لگ کر اپنے مقصدِ اصلی کو بھول جائے۔اور زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کی ہوس میں مبتلا ہوجائے ، بلکہ وہ دنیوی زندگی کو لہوولعب، دھوکہ وفریب قرار دیتا ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

اِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ(الحديد:٢٠)

''جان رکھو! دنیا کی زندگی......لہوولعب، زینت اور مال واولاد کے معاملے میں باہمی تفاخر وتکاثر ہے(اس کی) مثال بارش کی ہے جس کی اپجائی ہوئی فصل کافروں کے دل موہ لے پھر وہ بھڑک اٹھے اور تم اسے زرد دیکھو اور پھر وہ ریزہ ریزہ ہوجائے۔اور آخرت میں ایک عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی بھی اور دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں''۔

تکمیل دین کا انکار:

قرآن مجید میں فرمادیا گیا ہے :اليوم اكملت لكم دينكم ،واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا ......**اکمال دین اور اتمام نعمت کے بعد** کافرانہ نظام حکومت کو اپنی اجتماعی زندگی کا حصّہ بنانا اور اس پر مداومت اختیار کیے رکھنا تکمیل دین اور اتمام نعمت کا انکار ہے۔تکمیل دین و اتمام نعمت کا مطلب ہی یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے آغاز ہونے والے دینِ اسلام کا سلسلہ تدریجی مراحل طے کرتا ہوا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر اپنے اوج کمال کو پہنچ گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب ہدایت نازل کردی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچادیا۔ہمارے نزدیک عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ خير القرون قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم کا **عین مصداق** تھا۔

تمام مسلمانوں کے لیے دین اسلام کی صورت میں ایک خاص طریقہ اور ضابطۂ حیات متعین کردیا گیا ہے۔اب اس ضابطے سے باہر نکلنا کسی مسلمان کے لیے روا نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحاً وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ(الشورىٰ:١٣)

''اس نے تمہارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے جس کی ہدایت اس نے نوح کو فرمائی اور جس کی وحی ہم نے تمہاری طرف کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسٰیؑ کو دیا کہ اس دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔مشرکین پر وہ چیز شاق گزر رہی ہے جس کی طرف تم ان کو دعوت دے رہے ہو''۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (الجاثية:١٨)

''پھر ہم نے تم کو ایک واضح شریعت پر قائم کیا تو تم اس کی پیروی کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو علم نہیں رکھتے''۔

قرآن مجید کی ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کے لیے طریقۂ زندگی ،ضابطۂ حیات ،دائرۂ کار خواہ انفرادی معاملات ہوں یا اجتماعی معاملات' قانون شریعت ہی ہے ،اس سے انحراف کی راہیں تلاش کرنا اور کسی دوسرے طریقہ زندگی کو پسند کرنا جائز نہیں، ایسا کرنا بہت بڑا خسارہ ہے۔

ہمارے خیال میں سرمایہ دارانہ نظام میں شمولیت اختیار کرنے اور اس پوری نظام کو اس طرح اپنے اوپر حاوی کرلینا کہ شریعت معطل ہوجائے ،احکام دین کھلم کھلا پامال ہونے لگیں اور شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جانے لگے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص ہندو ہوجائے ،

عیسائیت قبول کرلے یا بدھ مت اختیار کرلے، اس لیے کہ جمہوری نظام کو قبول کرنے اور اس پر مداومت اختیار کرنے کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ شریعت اب چند اجزا مثلاً عبادات کے علاوہ قابلِ عمل نہیں رہی اور خلافت کا ادارہ بحالتِ موجود نا قابلِ قیام ہے۔ ظاہر ہے یہ فکر اور طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں سندِ قبولیت حاصل نہیں کرسکتا، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِيناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ(ال عمران:۸۵)

''اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب بنے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نامرادوں میں سے ہوگا''۔

آخرت کی نامرادی اور خسارہ کیا ہے؟ اس کی وضاحت بھی ایک دوسری جگہ ارشاد فرمادی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيراً(النساء:۱۱۵)

''اور جو کوئی راہِ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا اور مسلمانوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے گا تو ہم اس کے بعد اس کو اسی راہ پر ڈال دیں گے جس پر وہ پڑا اور اس کو جہنّم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے''۔

جمہوری نظام کفار کا طرزِ حکومت و سیاست ہے، چنانچہ غیر سبیل المومنین ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت آچکنے کے بعد کوئی دوسری راہ اختیار کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے مومنین کے راستے سے الگ راہ نکالنا اپنی حقیقت کے اعتبار سے شرک ہے اور شرک ہر طرح کی برائیوں کا منبع ہے کیونکہ مشرک اللہ سے کٹ کر اپنی باگ شیطان کے ہاتھ میں پکڑا دیتا ہے اور جو شخص اپنی باگ شیطان کے ہاتھوں میں تھما دے وہ معاشرے کا بدترین انسان ہوتا ہے۔ غیر سبیل المومنین کے شرک ہونے کا قرینہ اگلی آیت ہے جس میں مذکورہ آیت (ومن یشاقق الرسول الخ) کے فوراً بعد فرمایا گیا ہے:

إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيداً(النساء:۱۱۶)

''بے شک اللہ اس چیز کو نہیں بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے، اس کے نیچے جس چیز کے لیے چاہے گا بخش دے گا اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے گا وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا''۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

اہم اطلاع

ادارہ نوائے افغان جہاد نے قارئین کے اصرار پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ تحریروں کو باقاعدہ عنوانات کے تحت تقسیم کرکے شائع کیا جائے۔ اس ضمن میں درج ذیل عنوانات طے کیے گئے ہیں:

تزکیہ واحسان	ایمان وعقیدہ کی آبیاری کا مواد
شریعت یا شہادت	نفاذ شریعت......رکاوٹیں، حکمت عملی، ثمرات
فکر و منہج	علمی وفکری تحاریر
نشریات	جہادی قیادت کے بیانات اور مصاحبے (انٹرویز)
صلیبی دنیا کا زوال، اسلام کا عروج	امریکہ و یورپ کی خباثتیں، زوال وغیرہ
پاکستان کا مقدر......شریعت اسلامی	پاکستان......صلیبی غلامی... سلگتے مسائل... حالات حاضرہ
افغان باقی کہسار باقی	افغانستان کا جہادی منظر نامہ
گلدستہ افکار	
افسانے	

اور اس کے علاوہ مستقل سلسلے

مولانا ارسلان بیان کرتے ہیں کہ ہم پر ایک سو بیس ٹینکوں کے ساتھ کفار نے حملہ کیا۔ ان کے پاس ہاون میزائل اور کثیر تعداد میں جنگی ساز و سامان بھی تھا اور ہمارے پاس گولیوں کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا، حتیٰ کہ ہمیں کفار کے قبضے میں قید ہو جانے کا سخت خطرہ لاحق ہوگیا، ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں دعا کی۔ تھوڑی ہی دیر میں دشمن کی فوج پر چہار اطراف سے گولہ بارود کی بارش شروع ہوگئی اور بالآخر دشمن پسپا ہوگیا۔ اس وقت اس علاقے میں ہمارے علاوہ کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ مولوی ارسلان کہتے ہیں کہ یہ ملائکہ تھے جو ہماری نصرت کے لیے آئے تھے۔

معرکہ ۱۱ ستمبر......حق کو پہچاننے کے در کھلتے ہیں!!!

سلسبیل مجاہد

سبحان اللہ! میرے رب کی حکمتوں اور رحمتوں کا کیا کہنا کہ جب امت کے ۱۹ نوجوانوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر طاغوتی قوتوں کا غرور اوران کی فول پروف سیکورٹی کے انتظام کو خاک میں ملا دیا تو امریکا سمیت پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف ایک شدید نفرت بھری مہم کا آغاز کر دیا گیا۔ اللہ رب العزت نے اس آزمائش کی گھڑی میں لوگوں کے دل اسلام کے لیے کھول دیے گیارہ ستمبر کے بعد قرآن مجید امریکا میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتابوں میں سرفہرست ہے۔ اس وقت امریکا میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد سالانہ ۳۰،۰۰۰ سے دگنی ہو چکی ہے۔

نائن الیون کے مبارک حملوں کے بعد دنیا کی تاریخ میں یورپ اور امریکا میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں جس تیزی سے اضافہ ہوا ہے اس پر صلیبیوں کو نہ صرف غم وغصہ ہے بلکہ وہ حیرت واستعجاب کا بھی شکار ہیں۔ سچ ہے کہ 'پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا' کے مصداق جتنا اسلام کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ نائن الیون کے بعد کیا گیا اتنا ہی اس کی قبولیت میں اضافہ ہوتا گیا۔ ایک ریسرچ کے مطابق یورپ اور امریکا میں ''جون'' کے بعد سب سے زیادہ رکھا جانے والا نام ''محمد'' ہے۔ سب سے زیادہ ہدیہ دی جانے والی کتاب قرآن مجید ہے۔

پس مغربی معاشرہ کے بے چین اور مضطرب نفوس' اسلام کی بادِ بہاری سے اپنا دل و دماغ کو معطر کرنے کے بعد اس کی آغوش میں سکون واطمینان کو حاصل کر رہے ہیں اور زندگی کی حقیقتوں کا سراغ لگا کر ربِ رحمٰن کی طرف کشاں کشاں بڑھ رہے

نائن الیون کے بعد جہاں دنیا کا منظر نامہ بدلا ہے صلیبیوں کی قوت وطاقت کے غرور کو دھچکا پہنچا ہے اس سے کہیں بڑھ کر یہ جان لیوا صدمہ بھی اُنہیں نڈھال کیے دے رہا ہے کہ اسلام کی مقبولیت اور قبولیت میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا ہے۔ دجالی میڈیا کے نمائندہ سی این این کی اپنی ایک رپورٹ کے مطابق نائن الیون کے بعد ڈیڑھ ملین لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اس کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ سچّائی کو جاننے کی کوشش میں قرآن اور اسلام کی طرف متوجہ ہوئے اور ہدایت کی منزل کو پا گئے۔ گذشتہ دنوں ایک امریکی لڑکی باراکا ٹاپوک نے بھی اسلام قبول کیا ہے اس نے کہا کہ ۱۱ ستمبر کے وقعہ نے اس کے قبول اسلام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ CAIR کونسل فار امریکن اسلامک ریلیشن کے سربراہ نہاد اواد نے سعودی عرب کے اخبار عکاظ میں اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ ۱۱ ستمبر کے فوراً بعد ۳۴۰۰۰ ہزار لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا جو کہ خود امریکی تاریخ میں اسلام قبول کرنے کی ایک ریکارڈ تعداد ہے۔

معرکہ ۱۱ ستمبر کے بعد ہونے والے نومسلم اوران کے تاثرات:

انجیلنا کولن کیتھولک عیسائی فرقے سے تعلّق رکھنے والی ایک نومسلمہ ہیں جو کہ آج کل ایک اسلامی اسکول کی پرنسپل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ''میرے خاندان کے بہت سے لوگ اس حملے میں مارے گئے۔ لیکن میرا دل اسلام کے لیے کھل گیا۔ اس کے بعد میں نے اسلام کا مطالعہ کیا صرف یہ جاننے کے لیے کہ میڈیا میں پیش کیا جانے والا اسلام اور حقیقی اسلام میں کیا فرق ہے؟ پوری زندگی میں جس سچ کی تلاش میں بھٹکتی رہی جس کی مجھے پیاس تھی اسلام کی ہدایات نے آج میری پیاسی روح کو سیراب کر دیا ہے''۔

ہیرالڈ میں شائع ہونے والی ایرین نکولس کی کہانی جو کہ ہیرالڈ کے اسٹاف رپورٹر اینڈ ریو برسکو نے شائع کی ہے۔ اس میں ایرین نکولس جو کہ اب ہارون کے نام سے پہچانے جاتے ہیں کا کہنا ہے کہ ''میری عمر اس وقت صرف ۱۷ سال تھی لیکن اسلام کے خلاف نفرت اور تشدد کی جو لہر میں نے نائن الیون کے بعد محسوس کی اس نے مجھے مجبُور کیا کہ میں اسلام کا مطالعہ کروں کیونکہ میں صرف ذرائع ابلاغ میں پیش کی جانے والی کہانیوں پر اعتبار نہیں کر سکتا اور میں نے اسلام کو اس تصویر سے یکسر مختلف پایا جو کہ میڈیا میں پیش کی جارہی تھی۔'' عبید اللہ کہیدار جو کہ اسلامی سوسائٹی کے مونیٹری کاونٹی مسجد کے امام ہیں کا کہنا ہے کہ اس ۱۱ ستمبر کے بعد امریکی جوق در جوق اسلام کے بارے میں جاننے کے لیے مساجد آتے ہیں اور ہم سے ملاقات کرتے ہیں۔

معرکہ ۱۱ ستمبر کے بعد یورپ میں قبول اسلام:

پینٹا گون کی جانب سے ریلیز کی گئی ایک وڈیو ٹیپ کے مطابق صرف ہالینڈ میں ۱۱ ستمبر کے بعد اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد اتنی ہے کہ جو گزشتہ ۱۱ سالوں کے مقابلے میں بھی دگنی ہے۔ وہاں کے اسلامک سینٹرز کا کہنا ہے کہ ہم اسلامی کتابوں کے حوالے سے لوگوں کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں کیونکہ ساری کتابیں کثیر تعداد میں ہاتھوں ہاتھ بِک گئیں۔''

ٹی فینی اور مس پورٹ مین نامی خواتین کا کہنا ہے کہ ''بجائے اس کے کہ ہم اسلام سے دور بھاگتے ہمیں محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے دل اسلام کی طرف کھنچے چلے جارہے ہیں''۔ تاریخ میں ہمیشہ ہی ایسا ہوا ہے کہ جتنا اسلام کو دبایا گیا اللہ نے ااس کے رتبے کو اتنا ہی بلند کیا۔ ایسا ہی اس وقت بھی ہوا تھا جب کہ بوسنیا میں سرب درندوں نے مسلمانوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیے تھے تو لاکھوں کی تعداد میں عیسائی' اسلام کی تعلیمات کی طرف راغب ہوئے اور کثیر تعداد نے اسلام کو بطور دین اختیار کیا۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۵ پر)

کیا امریکہ نائن الیون کے بعد محفوظ ہے؟؟؟

ڈاکٹر ولی محمد

ستمبر ۲۰۰۱ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پنٹاگان پر مجاہدین اسلام کے حملوں سے زخم خوردہ امریکہ نے غیض وغضب سے پھنکارتے ہوئے جب ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کا طبل بجایا تھا تو اس کی توجیہ یہ پیش کی کہ یہ دراصل امریکہ کی 'ہوم لینڈ' (Home Land) کو محفوظ بنانے کی جنگ ہے۔لیکن الجزیرہ کے تجزیہ نگار مروان بشار کے بقول حقیقت یہ تھی کہ 'پیپر کٹر تھامے ڈیڑھ درجن نوجوانوں نے لاکھوں مغربی دستوں کو عظیم مشرق وسطی کے جنگی میدانوں میں گھسیٹ لیا ہے۔افغانستان کی دلدل میں پھنسی ایک لاکھ سے زاید بیرونی افواج اس حیرت میں مبتلا ہیں کہ القاعدہ کے کتنے درجن اراکین بچ گئے ہیں'۔

تقریباً بارہ سال قبل جب مجاہدین نے امریکہ کے خلاف باقاعدہ اعلان جنگ کیا تو اسباب کے پجاریوں نے اسے دیوانے کی بڑ قرار دیا لیکن اللہ کی رضا کی خاطر اپنے گھروں اور ملکوں سے نکلے ہوئے یا مجاہدین نے افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں ٹھکانہ کرکے امریکہ کو ہدف بنانا شروع کیا اور بالآخر ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ کو اس کے گھر میں گھس کر اس کی ناک کو خاک آلود کردیا۔یقیناً یہ اللہ ہی نصرت تھی کہ بش انتظامیہ نے جنگ کو ''دشمن'' کے علاقے میں لڑنے کا فیصلہ کیا تاکہ اپنا گھر محفوظ رہے۔جبکہ یہ بعینہ وہی ردعمل تھا جس کی خواہش مجاہدین کر رہے تھے۔شاید امریکی عظمت کے میناروں پر پڑنے والی ضرب کی شدت کا اثر تھا کہ زخم خوردہ سپر پاور یہ سوچنے سے قاصر رہی کہ اس کی اس جنگی کارروائی کے اثرات کیا ہوں گے؟

عراق سے افغانستان اور صومالیہ سے یمن تک پھیلی اس جنگ کا ایندھن بننے والے ہزاروں امریکیوں کو اگر کوئی آخری سوال کرنے کا موقع ملتا تو وہ یقیناً یہ پوچھتے کہ ۹ سال تک پہاڑوں اور صحراؤں میں ۱۰ کھرب ڈالر جھونکنے اور ہم جیسے بیسیوں ہزاروں جوانوں کی بھینٹ چڑھانے کے بعد کیا ریاست ہائے متحدہ امریکہ مجاہدین کے حملوں سے محفوظ ہوگئی ہے؟ جبکہ سوال کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔

امریکہ نہ صرف اپنے کھربوں ڈالر بلکہ لاکھوں فوجی (مردار، اپاہج اور ذہنی مریضوں کی صورت میں) بھی گنوا چکا ہے لیکن اس نے جو سب سے بڑا نقصان اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ امریکی قوم اپنا احساس تحفظ ہمیشہ کے لیے کھو چکی ہے۔ہزاروں سال تک زندہ رہنے کی حریص یہ قوم اب ہر لمحہ ان دیکھی موت کے خوف سے دوچار ہے باوجود اس کے کہ اس کے حکمرانوں نے 'وار آن ٹیرر' کے علاوہ 'ہوم لینڈ سیکورٹی' کے نام پر بھی اس قوم کے اربوں ڈالر کے ٹیکس جھونک ڈالے ہیں۔لیکن اللہ کے شیر ہیں کہ اپنی جانیں ہتھیلی پر لیے اڈے چلے آرہے ہیں اور امریکی حفاظتی نظام کے کھوکھلے حصاروں کا بودا پن اس کے باسیوں پر عیاں کر رہے اور ان کی نیندیں حرام کررہے ہیں۔

۱۱/۹ کے بعد امریکہ اور اس کے حواریوں کی سرزمینوں پر ہونے والے حملوں اور حملوں کی ایسی کوششوں پر جو بوجوہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں، ایک نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت آشکار ہوجاتی ہے کہ ۱۱/۹ کے بعد مجاہدین کے پاس دشمن کو اس کے گھر میں نشانہ بنانے کی صلاحیت پہلے سے کہیں زیادہ ہے جس کا انہوں نے جابجا مظاہرہ بھی کیا، مثلاً

☆۱۱/۹ کے فوراً بعد انتھراکس اور اسی نوعیت کے دیگر حیاتیاتی حملوں نے نہ صرف پوری امریکی قوم بلکہ دیگر صلیبی اقوام کو بھی خوف کے عذاب میں مبتلا کیے رکھا۔

☆۱۱ مارچ ۲۰۰۴ کو سپین کے شہر میڈرڈ میں ریل گاڑیوں میں ہونیوالے بم دھماکوں میں ۱۹۱ افراد ہلاک ہوئے۔جس کی ذمہ داری مجاہدین کے 'ابوحفص المصری بریگیڈ' نے قبول کی۔جبکہ اسی واقعے کے تقریباً ایک ماہ بعد ۳ اپریل کو سپینش سپیشل پولیس کے کئی اہلکار چند عرب مجاہدین کو گرفتار کرنے کی کوشش میں ایک فدائی دھماکے کے نتیجے میں ہلاک اور زخمی ہو گئے۔

☆۷ جولائی ۲۰۰۵ کو برطانوی دارالحکومت لندن میں زیرزمین ریل گاڑیوں، اسٹیشنز اور ایک بس پر ۴ فدائی حملے کیے گئے جن میں ۵۶ سے زاید ہلاک اور بیسیوں زخمی ہوئے۔ان حملوں کی ذمہ داری القاعدہ نے قبول کی اور حملوں میں شریک فدائین کی ویڈیو وصیتیں 'السحاب میڈیا' کی جانب سے نشر کی گئیں۔

☆اگست ۲۰۰۶ میں برطانوی پولیس نے ۲۵ سے زائد افراد کو گرفتار کرنے کا دعویٰ کیا جو لندن کے ہیتھرو ائیرپورٹ سے امریکہ اور کینیڈا جانے والی ۱۰ پروازوں کو دوران پرواز مائع بارودی مواد سے اڑانے کا منصوبہ بنا چکے تھے۔اگرچہ یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا لیکن اس کے برطانوی اور امریکی عوام پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔کارروائی کی مجوزہ تاریخ ۱۰ اگست کو ہیتھرو ائیرپورٹ سے اڑنے والی تمام پروازوں کو منسوخ کرکے ائیرپورٹ کو مکمل طور پر سیل کردیا گیا۔اور اس کے بعد سے امریکہ اور برطانیہ کے علاوہ تمام مغربی ممالک میں تمام ہوائی مسافروں کے لیے جوتے اتروا کر تلاشی دینے کی ذلت کے علاوہ دستی سامان پر شدید قدغنیں اور کئی دیگر حفاظتی اقدامات کیے گئے۔

☆۶ نومبر ۲۰۰۹ کو میجر حسن نضال فک اللہ اسرہ نے فورٹ ہڈ بیس پر افغانستان روانگی کے لیے تیار امریکی فوجیوں پر فائرنگ کرکے ۱۳ فوجیوں کو ہلاک اور ۳۱ کو زخمی کردیا۔یہ نائن الیون کے بعد امریکیوں کو ان کی سرزمین پر لگنے والا سب سے گہرا گھاؤ تھا۔میجر حسن نضال کے رابطے مشہور یمنی مجاہد عالم دین شیخ انور العولقی سے تھے یہی وجہ تھی کہ امریکہ نے شیخ انور العولقی کو اس واقعے کا ذمہ دار قرار دے کر نہ صرف ان کے سر کی قیمت مقرر کی بلکہ ان کو شہید

کرنے کے لیے یمن میں میزائل حملے بھی کیے۔

☆دسمبر ۲۰۰۹ میں عین اس وقت جب پوری صلیبی دنیا کرسمس منا رہی تھی، نیدر لینڈ کے دارالحکومت ایمسٹرڈیم سے امریکی شہر ڈیٹرائٹ جانے والی امریکی فضائی کمپنی کی پرواز کو ایک نائیجیرین مجاہد عمر فاروق المطلب نے کریکر کے ذریعے اڑانے کی کوشش کی جو اگرچہ کامیاب نہ ہوسکی لیکن پھر بھی دوررس اثرات مرتب کرگئی۔اس واقعے نے اس حقیقت پر ایک مرتبہ پھر مہر تصدیق ثبت کردی کہ ۹ سال دہشت گردی کی جنگ کے باوجود امریکہ اور اس کے شہری غیر محفوظ اور مجاہدین کے نشانوں کی زد میں ہیں۔ یہاں تک کہ امریکی صدر اوباما کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ''کرسمس پر امریکی مسافر طیارے کو دھماکے سے اڑانے کی سازش حفاظتی نظام کی ناکامی تھی جس کے نتیجے میں ایک انتہاپسند بارودی مواد لے کر امریکہ آنے والے جہاز پر سفر کرنے میں کامیاب ہوا''۔

☆۲ مئی ۲۰۱۰ کو امریکی شہر نیویارک کے معروف ترین علاقے 'ٹائم اسکوائر' میں کھڑی ایک گاڑی میں سے دھواں اٹھنے کی نشاندہی ہونے پر پولیس نے ایمرجنسی نافذ کرکے علاقے کو خالی کرالیا۔تلاشی لینے پر گاڑی سے بھاری مقدار میں بارودی مواد برآمد ہوا جو پھٹنے کے قریب تھا اور اگر پھٹ جاتا تو پورے ٹائم اسکوائر کی 'صفائی' کے لیے کافی ہوتا۔ چند روز بعد ایک پاکستانی مجاہد فیصل شہزاد کو اس کارروائی کے انجام دینے کی بنا پر گرفتار کرلیا گیا۔ بعد ازاں تحریک طالبان پاکستان کے العمر اسٹوڈیو نے مجاہد فیصل شہزاد کی ویڈیو وصیّت نشر کی جس میں فیصل شہزاد عمامہ میں ملبوس ہیں اور انگریزی میں کہہ رہے ہیں کہ 'میں ٹائم اسکوائر کا حملہ مظلوم مسلمانوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے کررہا ہوں، جہاد اسلام کا نمایاں رکن ہے اور جہاد ہی کے ذریعے مسلمانوں کو عزت مل سکتی ہے اور افغانستان کے جہاد نے مسلمانوں کو عزت کا یہ راستہ دکھایا ہے۔

درج بالا واقعات صلیبی سرزمینوں پر مجاہدین کے حملوں یا ایسے حملوں کی کوششوں کی مکمل فہرست نہیں بلکہ یہ صرف وہ جھلکیاں ہیں جو بہت نمایاں ہوئیں۔بیسیوں ایسے واقعات جن کو شہرت نہیں ملی اور مجاہدین نے بھی بوجوہ ان کو نمایاں نہیں کیا اس کے علاوہ ہیں۔لیکن ان تمام مبارک معرکوں، ان کے سیاق وسباق اور اثرات ونتائج پر غور کرنے سے جو اسباق اخذ کیے جاسکتے ہیں وہ کچھ یوں ہیں

☆صلیبی اقوام بالخصوص امریکیوں کو ان کی سرزمینوں پر ہدف بنانا مجاہدین کی حکمت عملی کا حصّہ ہے جس پر وہ ۱۹۹۳ء (شیخ یوسف رمزی کا ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر پہلا حملہ) سے آج تک عمل پیرا ہیں۔اس حکمت عملی کے مقاصد میں حکم قرآنی کے مطابق کفار کو دہشت زدہ کرنا، ان کو جانی، مادی، عسکری ومعاشی نقصان پہنچانا اور ان کے عوام کو اپنے حکمرانوں کی پشت پناہی کی سزا دینا شامل ہے۔

☆۱۱/۹ کے مبارک حملوں کے نتیجے میں مجاہدین امریکی لشکروں کو ان کے بلوں سے نکال کر اپنی مرضی کے میدان جنگ (افغانستان) میں گھسیٹ لانے میں کامیاب ہوئے۔ امریکہ نے اپنے گھر کو محفوظ بنانے کے لیے پوری دنیا میں مجاہدین کا پیچھا کرنے اور ان کو نیست ونابود کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ قادر مطلق کے خصوصی فضل کی بدولت اور مجاہدین کی قربانیوں کے طفیل اسے ہر محاذ پر شکست ہوئی اور جہاد دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔

☆۹ سالہ صلیبی جنگ کے دوران میں نہ تو مجاہدین اپنے اس ہدف' یعنی کفار کو ان کے ممالک میں نشانہ بنانا، سے غافل ہوئے ہیں اور نہ ہی اس حوالے سے ان کی استعداد متاثر ہوئی ہے۔جس کا واضح ثبوت اوپر درج کیے گئے واقعات ہیں۔البتہ جہادی مصالح کے پیش نظر مجاہدین کی ترجیحات میں ردوبدل ہونا ایک دوسری بات ہے۔

☆ کفار کو ان کے گھروں میں مارنے کی اس حکمت عملی کے کثیر الجہتی ثمرات حاصل ہوئے ہیں۔جن میں سے چند اہم پیش نظر ہیں۔

✽ امریکہ اور تمام مغربی ممالک کی ٹیکنالوجی اور جدید ترین حفاظتی انتظامات کا پول کھل گیا اور ان کے حکمرانوں اور ذمہ دار افراد واداروں نے اپنے نظام کے ضعف کا بارہا اعتراف کیا۔

✽ کافر اقوام' مسلم مجاہدین کے جذبہ شہادت کے طفیل دہشت زدہ ہوگئیں اور مسلمانوں کے خلاف اپنی افواج اور حکمرانوں کی صلیبی جنگ کی حمایت اور پشت پناہی سے کسی حد تک باز آگئیں۔

✽ امت مسلمہ کے مخلصین اور دردمند دل رکھنے والوں کے نہ صرف دل اور آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں بلکہ عامۃ المسلمین کا اعتماد بھی بحال ہوا کہ مسلمان کفار کے مقابلے میں کمزور نہیں اور دوبدو ان کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔

حاصل کلام

تمام حمد وثناء اس بابرکت ذات کے لیے ہے جس نے اپنے بندے اور مجاہد، دین کے خادم 'اسامہ بن محمد بن لادن حفظہ اللہ' کی ۹ سال قبل کہی ہوئی اس بات کو سچ کردکھایا کہ ''میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، اس اللہ کی قسم، جس نے آسمان کو بغیر ستونوں کے کھڑا کیا! امریکہ اور امریکہ میں بسنے والا کوئی بھی شخص اس وقت تک خواب میں بھی امن نہیں دیکھ پائے گا جب تک ہم فلسطین میں اسے نہ دیکھ لیں اور جب تک کافر افواج سرزمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل نہ جائیں۔''

☆☆☆☆☆

ارزگان کے مقام پر کفار نے مجاہدین پر حملہ کیا، اس معرکہ میں مجاہدین نے ۵۰۰ کفار کو ہلاک اور ۸۳ کو قید کیا۔مجاہدین نے اُن سے پوچھا کہ اس معرکہ میں تمہاری شکست کے کیا اسباب ہیں جبکہ تم ہم سے زیادہ ہونے کے باجود ہم میں سے سوائے ایک کے کسی کو شہید نہیں کرسکے۔قیدیوں نے جواب دیا کہ تم لوگ گھوڑوں پر سوار ہوکر آتے تھے۔ جب ہم تمہارے اوپر فائر کھولتے تو تم غائب ہوجاتے اور ہمارے سارے نشانے خطا ہوجاتے تھے۔

خالد شیخ محمد......امتِ مسلمہ کا بطلِ عظیم

محمد عبید الرحمٰن زبیر

خالد شیخ محمد فک اللہ اسرہ' کا شمار اُن ابطال امت میں ہوتا ہے جن پر امت کو واقعتاً فخر کرنے کا حق ہے۔ دنیا بھر کی طاغوتی قوتوں کے سردار امریکہ پر پے در پے ضربیں لگانے اور اُسے ناکوں چنے چبوانے کا جو کام اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اِس بندے سے لیا' وہ تاریخ کا حصّہ ہے۔ یہ خالد شیخ محمد کا ہی خاصہ ہے کہ اُنہوں نے اللہ کی توفیق سے طاغوتِ اکبر امریکہ کے سرِ غرور کو اُس کی اپنی سرزمین میں بھی خاک آلود کیا اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اُس کے اہداف کو بھی کامیابی سے نشانہ بنا کر اُس کی شکست وریخت کی بنیاد ڈالنے میں اہم کردار ادا کیا۔ امت کا ایک ایسا قابل قدر سپوت کہ جس نے ناز ونعم میں آنکھ کھولی، لڑکپن اور جوانی کے ایام انتہائی آسودگی میں بسر کیے، مروجہ تعلیمی میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا لیکن اُس کی فطرتِ سلیم اوائل عمری ہی سے شیطانی تہذیب کی تباہ کاریوں سے محفوظ و مامون رہی اور وہ شعوری زندگی کی ابتدا ہی سے امت کے عروج وسربلندی کے خوابوں کو اپنی آنکھوں میں بسائے راہ جہاد کا راہی بنا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن کو عطا کی جانے والی فراست میں سے اُنہیں وافر حصّہ عطا ہوا۔ اسی ایمانی فراست نے اُن کے سامنے امریکہ اور مغرب کی دجالی تہذیب کی چکاچوند کے پیچھے کارفرما رحمٰن سے باغی اور شیطان سے راضی نظام کی حقیقت کو کھول دیا۔ اور وہ اس نظامِ باطل کی تباہی کا استعارہ بن کر کفار کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے۔

خالد شیخ محمد یکم مارچ ۱۹۶۴ء کو کویت میں پیدا ہوئے۔ اُن کے آباؤ اجداد کا تعلّق بلوچستان کی سرزمین سے ہے۔ گویا کوہستانی وصحرائی صفات اللہ رب العزت کی طرف سے اُنہیں فطری طور پر ودیعت کی گئیں۔ ۱۶ سال کی عمر میں ہی آپ نے دعوتی وجہادی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا تھا۔ ۱۹۸۶ء میں آپ نے کیلی فورنیا ایگریکلچرل اینڈ ٹیکنیکل سٹیٹ یونیورسٹی سے مکینیکل انجینئرنگ کی ڈگری مکمل کی۔ اسی سال آپ اپنے تین دیگر بھائیوں (زاہد، عابد اور عارف) کے ہمراہ افغانستان پہنچے اور سوویت روس کے خلاف جہاد میں مصروف ہوگئے۔

افغانستان سے روس کے بھاگنے کے بعد ایک طرف روس اندرونی خلفشار کا شکار تھا اور ٹوٹ پھوٹ کے مراحل سے گزر رہا تھا تو دوسری جانب امریکہ ''واحد سپر پاور'' کی صورت میں سامنے آیا۔ اب مجاہدین کا ہدف بھی یہی ''واحد سپر پاور'' تھی اور مجاہدین نے روس کی مانند امریکہ کی خدائی کے خاتمہ کے لیے منصوبہ بندی کرنا شروع کی۔ اسی سلسلے میں ۲۶ فروری ۱۹۹۳ء کو امریکہ پر بھرپور ضرب لگائی گئی جب ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو بارود سے بھرے ٹرک کی مدد سے تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کارروائی میں بیسیوں امریکی جہنّم واصل ہوئے۔ یہ مجاہدین کی جانب سے امریکہ پر پہلی زبردست چوٹ تھی اور اس کارروائی کی تکمیل میں خالد شیخ محمد اور اُن کے بھانجے شیخ رمزی یوسف کا بنیادی کردار تھا۔

۱۹۹۴ کے اختتام پر آپ نے شیخ رمزی یوسف کے ساتھ مل کر فلپائن میں مشرقی ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا جانے والے امریکی ایئر لائنز کے ۱۲ ہوائی جہازوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن بوجوہ اس میں کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ امریکی تحقیقاتی ادارے خالد شیخ محمد کو ۱۲/اکتوبر ۲۰۰۲ء کو انڈونیشیا کے شہر بالی میں ہونے والے بم دھماکوں کے منصوبہ بندی کا بنیادی کردار قرار دیتے ہیں۔ اس کارروائی میں سیکڑوں صلیبی مردار ہوئے تھے۔ ۱۲ نومبر ۲۰۰۱ کو نیویارک کے جان ایف کینیڈی سے اڑان بھرنے والا جہاز فضا میں تباہ کر دیا گیا۔ اس کارروائی میں ۲۶۵ امریکی ہلاک ہوئے۔ امریکی حکام خالد شیخ محمد کو اس کارروائی کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ یکم فروری ۲۰۰۲ کو آپ نے صحافی کے روپ میں سی آئی اے کے آپریشنل آفیسر' امریکی یہودی ڈینیل پرل کو کراچی میں ذبح کیا۔

خالد شیخ محمد کے کارہائے نمایاں میں معرکہ ۱۱ ستمبر سب سے اہم اور نتائج کے اعتبار سے عظیم ترین کارروائی ہے۔ آپ کو نائن الیون کا ماسٹر مائنڈ قرار دیا جاتا ہے۔ اس کارروائی کے لیے وسائل کی فراہمی سے لے کر فدائین کی فراہمی تک میں آپ پیش پیش رہے۔ کارروائی کی تیکنیکی جزئیات سے لے کر آخری مراحل تک آپ شریک سفر رہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا جو کئی ممالک باہم مل کر بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان تمام کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین

> **اگر ہمارے بھائی خالد شیخ محمد کو سزائے موت دی گئی تو امریکہ کو بہت سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا، ہم تمام یرغمالی امریکیوں کو قتل کر دیں گے اور مستقبل میں بھی امریکی قیدیوں کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا (شیخ اسامہ بن لادن)۔**

امت مسلمہ کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو صرف کرنے والا یہ فرد' جس نے دشمنانِ اسلام کو ایسے ایسے زخم لگائے کہ وہ بلبلانے پر مجبور ہو گئے' پاکستان کی ایمان سے عاری سیکورٹی ایجنسیوں اور امریکی ایجنسی سی آئی اے کی مشترکہ کارروائی میں یکم مارچ ۲۰۰۳ کو راول پنڈی سے گرفتار ہوئے۔ ۱۲/اکتوبر ۲۰۰۴ کو ہیومن رائٹس واچ نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ خالد شیخ محمد اردن کے خفیہ قید خانے میں سی آئی اے کی قید میں ہیں۔ جون ۲۰۰۸ میں نیویارک ٹائمز نے خبر دی کہ خالد شیخ محمد کو پولینڈ میں بھی سی آئی اے کے خفیہ عقوبت خانوں میں رکھا گیا۔

آپ نا صرف میدان جہاد وقتال کے جری شاہ سوار ہیں بلکہ آپ نے قید کے دوران میں بھی یہود ونصاریٰ کے ظلم وستم کے مقابلے میں بے انتہا صبر، عزیمت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔سی آئی اے کی طرف سے ایسے ایسے مظالم کے ہتھکنڈے آپ پر آزمائے گئے کہ الامان والحفیظ......لیکن آپ کے پایۂ استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔آخر عزم وہمت کے کوہِ گراں کو کیونکر جھکایا جاسکتا ہے جبکہ اُس کی پشت پر وہ ذات اپنی تمام تر نصرتوں اور غیبی امداد کے ساتھ موجود ہو جو اپنا تعارف ہی یوں کرواتی ہے الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ''جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے''۔اِنہی صاحب عزیمت مومنین کے اجر و مقام کا ذکر اقبال نے ان الفاظ میں کیا

جس کا عمل ہے بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر

جن اذیتوں سے ان اولیاء اللہ کو گزارا گیا اُن کے ذکر سے ہی جسم پر جھرجھری آنے لگتی ہے۔ذرا سنیے!'' تابوت جیسے صندوق میں بند کر کے تالے لگا دیے گئے۔گلے میں پھندے سے کس کر ان کا سر بار بار دیوار سے ٹکرایا گیا۔یخ بستہ تفتیشی کمروں میں برہنہ کر کے سر پر ٹھنڈے برفیلے پانی کی بوچھاڑ ڈالی گئی۔کئی کئی گھنٹے انتہائی تکلیف دہ حالات میں بیٹھنے، کھڑا رہنے یا لیٹنے پر مجبور کیا گیا۔شدید حاجت کے باوجود بیت الخلا کے استعمال سے روک دیا گیا اور کئی کئی دن تک سونے نہ دیا گیا۔واٹر بورڈنگ اذیت دینے کی صدیوں پرانی ٹیکنیک ہے۔''واٹر بورڈنگ'' کرتے وقت قیدی کو ایک تختے پر لٹا کر تختی سے باندھ دیا جاتا ہے۔یہ تختہ پاؤں کی طرف سے اوپر کو اٹھا ہوتا ہے اور سر کی طرف سے جھکا ہوا۔قیدی کے ہاتھ اور پاؤں بھی مضبوطی سے باندھ دیے جاتے ہیں۔بعض اوقات حلق میں کوئی چیز ٹھونس دی جاتی ہے یا کوئی چیز پھنسا کر جبڑا کھول دیا جاتا ہے۔اس کے بعد فوارے کے ذریعے پانی کی انتہائی تیز بوچھاڑ چہرے پر ڈالی جاتی ہے۔چند لمحوں کے اندر قیدی کا دم گھٹنے لگتا ہے۔سانس لینا محال ہو جاتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے جیسے گہرے پانیوں میں ڈوبتا چلا جا رہا ہے۔وہ تڑپتا ہے لیکن تڑپ نہیں سکتا۔چیخنا چاہتا ہے لیکن چیخ نہیں سکتا۔ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ ٹارچر کی انتہائی تکلیف دہ اور بے حد اذیت ناک ٹیکنیک ہے جس کی کوئی اخلاقی و قانونی حیثیت نہیں۔اگست ۲۰۰۲ کے صرف ایک ماہ میں ابوزبیدہ کو ۸۳ مرتبہ اور مارچ ۲۰۰۳ کو صرف ایک ماہ میں خالد شیخ محمد کو ۱۸۳ مرتبہ واٹر بورڈنگ کا نشانہ بنایا گیا''۔

(روزنامہ جنگ، ۲۷/اپریل ۲۰۰۹)

۲۹ ستمبر ۲۰۰۶ کو جارج بش نے اعلان کیا کہ ''ابوزبیدہ، رمزی الشیبہ اور خالد شیخ محمد سی آئی اے کی حراست میں ہیں اور اُنہیں جلد ہی گوانتا نامو بے منتقل کر دیا جائے گا''۔مارچ ۲۰۰۷ میں آپ نے امریکی تفتیش کاروں کے سامنے گیارہ ستمبر کے معرکہ کی ذمہ داری قبول کرنے کا برملا اعتراف ان الفاظ میں کیا I was responsible for the 9/11 operation, from A to Z. ''میں ۹/۱۱ کی کارروائی کا اول تا آخر ذمہ دار ہوں!!!''۔آپ نے مزید کہا کہ ''میں جامِ شہادت نوش کرنے کے لیے بے تاب ہوں''۔آپ کے ساتھ قید دیگر دو ساتھیوں ولید بن اتاش اور رمزی بن الشیبہ نے بھی شہادت کی آرزو اور تمنا کا اظہار کیا۔

شیخ اسامہ بن لادن نے خالد شیخ محمد کے حوالے سے اپنے ایک پیغام میں امریکہ کو متنبہ کیا کرتے ہوئے کہا کہ ''اگر ہمارے بھائی خالد شیخ محمد کو سزائے موت دی گئی تو امریکہ کو بہت سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا، ہم تمام یرغمالی امریکیوں کو قتل کر دیں گے اور مستقبل میں بھی امریکی قیدیوں کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا۔اوباما بھی اپنے پیش رو بش کے نقشِ قدم پر چل رہا ہے۔وائٹ ہاؤس میں بیٹھے سیاست دان ابھی تک فلسطین پر اسرائیل کے قبضے کی حمایت کر رہے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ سات سمندر پار بیٹھا امریکہ ظلم کر کے محفوظ رہے گا جبکہ ہم نے اللہ کی مدد سے گیارہ ستمبر کی صورت میں اپنا ردِ عمل ظاہر کیا تھا اور اگر اب بھی وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہماری پہنچ سے دور ہیں تو یہ اُن کی خام خیالی ہے، وہ نائن الیون کو ہماری وارننگ کا دھماکہ سن چکے ہیں''۔

آپ کو نائن الیون کا ماسٹر مائنڈ قرار دیا جاتا ہے۔اس کارروائی کے لیے وسائل کی فراہمی سے لے کر فدائین کی فراہمی تک میں آپ پیش پیش رہے۔کارروائی کی تیکنیکی جزئیات سے لے کر آخری مراحل تک آپ شریکِ سفر رہے۔بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا جو کئی ممالک باہم مل کر بھی نہیں کر سکتے تھے۔

کفار و مرتدین کی قید میں موجود ہمارے بھائیوں اور قائدین کا ہم پر حق ہے کہ ہم اُنہیں اپنی ہر دعا میں یاد رکھیں۔وہ جو امت کے درد میں ڈوبے اپنی زندگیوں کو تنگ و تاریک کوٹھریوں اور پنجروں میں گزار رہے ہیں، اُنہیں رمضان المبارک کی ساعتوں خصوصاً نالۂ نیم شب میں کبھی نہ بھولیں اور رب کائنات کے حضور اُن کی رہائی اور بازیابی کے لیے گڑگڑا کر دعائیں کریں کہ وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور خود فرماتا ہے کہ أُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ''میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے''۔پس اُس ذات کے حضور اپنے بھائیوں اور محسنین امت کے لیے دعا کریں......

اللھم فک اسرانا و اسرالمسلمین اللھم فک عبادک المومنین

☆☆☆☆☆

دیکھنا یہ ہے کہ اس باطل و حق کے رَن میں
رات مرتی ہے کہ زنجیر سحر ہوتی ہے
آخری فتح مری ہے مرا ایمان ہے یہ
جس طرح ڈوبتے سورج کو خبر ہوتی ہے
میں تو سو بار اُسے اپنا مقدر کرلوں
جس شہادت سے مری ذات امر ہوتی ہے

قرآن مجید کی بے حرمتی کا صلیبی اعلان

مصعب ابراہیم

معرکۂ ۱۱ ستمبر کے زخم اور گھاؤ قلبِ صلیب میں اس گہرائی تک اترے ہیں کہ صلیبی دنیا اُن کے درد والم کو بھلائے نہیں بھول رہی۔یہ اسی معرکہ کی برکات ہیں کہ حق اپنی تمام تر صداقتوں اور نورانیت کے ساتھ نکھر کر سامنے آیا ہے اور کفر بالکل برہنہ ہو کر اپنی تمام تر روسیاہیوں اور مکر وفریب کے ساتھ دینِ اسلام کے مدمقابل آ گیا ہے۔حق کو جانچنے اور کفر کو اُس کی اصل شکل میں پہنچاننے کی منزلیں طے ہوئی ہیں۔ایمانی بصیرت و بصارت رکھنے والی ہر آنکھ اور فہم وادراک کا حامل ہر مسلمان' روز وشب کی گئی اس دعا کی قبولیت کے مظاہر کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعة وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه ''اے اللہ ہمیں حق کو حق کی صورت میں دکھا اور اس کی اتباع کی توفیق عطا فرما اور باطل کو باطل کی صورت میں دکھا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما''۔

اسلام کے خلاف صلیبی بغض وکینہ کی تازہ مثال:

امسال ۱۱ ستمبر کے موقع پر شیطان کے پیروکار اپنی شیطنت کا مظاہرہ اس انداز سے کرنے چلے ہیں کہ اللہ کی پاک کتاب' قرآن مجید کو نذرِ آتش کرنے کی باقاعدہ تقاریب ہو رہی ہیں۔امریکی ریاست فلوریڈا میں قائم ایک چرچ نے ۱۱ ستمبر ۲۰۱۰ کو ''International Burn a Quran Day'' کا عنوان دیا ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی عزت وحرمت پر ہاتھ ڈالنا، شعائرِ اسلام کی تضحیک کرنا، مسلم سرزمینوں پر قبضہ اور غارت گری کے مثالیں قائم کرنا، قرآن مجید کو نشانہ بازی کی مشق کے لیے استعمال کرنا اور اپنی افواج کے لیے قرآن مجید کو ٹائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کرنا......یہ سب کیا کم تھا کہ اب بات یہاں تک آ پہنچی کہ قرآن مجید کو اجتماعی طور پر جلایا جائے۔

فلوریڈا کے متذکرہ بالا چرچ Dove World Outreach Center (ڈوو ورلڈ آؤٹ ریچ سنٹر) کے سربراہ Terry Jones (ٹیری جونز) نے' جو اس ملعون مہم کو ترتیب دینے والا اور اس کا انتظام کرنے والا ہے' اعلان کیا ہے کہ '' قرآن کو جلانے کا دن منانے کا مقصد یہ ہے کہ اس امر کی ضرورت پر زور دیا جائے کہ تمام عیسائی اور سیاست دان یکجا ہو کر اعلان کریں کہ ہمیں اسلام نہیں چاہیے''۔

"I mean ask yourself, have you ever really seen a really happy Muslim? As they're on the way to Mecca? As they gather together in the mosque on the floor? Does it look like a real religion of joy?" ''میرا مطلب ہے کہ تم اپنے آپ سے پوچھو کیا آپ نے کبھی کوئی ایسا مسلمان دیکھا ہے جو واقعی خوش ہو؟ جبکہ وہ مکہ کے راستے پر ہوتے ہیں جبکہ وہ مسجد کے فرش پر جمع ہوتے ہیں کیا اسلام واقعی ایک آسودہ مذہب نظر آتا ہے؟''۔یہ وہ سوال ہیں جو جونز نے اپنی یوٹیوب پوسٹ پر پوچھے، اس کے بعد وہ خود کہتا ہے "No, to me it looks like a religion of the devil. ''نہیں مجھے تو یہ ایک شیطانی مذہب لگتا ہے''۔

جونز نے ۱۹۸۱ میں اس چرچ کو قائم کیا اور اسی دوران میں اُس نے اسلام کے خلاف اپنی ہرزہ سرائی کا آغاز کرتے ہوئے Islam is of the Devil ''اسلام دراصل شیطنت ہے'' نامی کتاب لکھی۔اس کتاب میں وہ اپنی متعفن سوچ کا اظہار اس طرح کرتا ہے Protests are key to the mission of his church,We feel, as Christians, one of our jobs is to warn, The goal of these and other protests are to give Muslims an opportunity to convert ''احتجاج اس چرچ کے مشن میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔عیسائی ہونے کی حیثیت سے ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری ایک ذمہ داری تنبیہ کرنا بھی ہے۔اس احتجاج کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو مذہب تبدیل کرنے کا ایک موقع دیں''۔ جونز کے مطابق ''لوگوں نے گرجے میں قرآن مجید کے نسخے جلانے کے لیے بھیجنا شروع کر دیے ہیں''۔

> قرآن پکار رہا ہے اور اس ماہِ رمضان یعنی ماہِ قرآن کا بھی یہی پیغام ہے کہ کفار کے مقابلے کے لیے قتال فی سبیل اللہ کا راستہ ہی واحد نجات کا راستہ ہے۔ان کفار پر کاری سے کاری ضربیں لگانے اور ان کے شہروں کو آگ سے بھر دینے کے بعد ہی ہر اُس بے قرار مسلم قلب کو سکون میسر آئے گا جو اِن ملعونین کے ہاتھوں قرآن کریم کو نذرِ آتش ہوتے دیکھے۔

مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے:

ٹیری جونز نے اس ابلیسی عمل کی تشہیر کے لیے فیس بک کا سہارا بھی لیا ہے۔جی ہاں!!! وہی فیس بک جس نے دو ماہ قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنانے کا مقابلہ منعقد کروایا تھا۔فیس بک کی اس ناپاک حرکت کے خلاف مسلمانوں کی طرف سے بس اتنا سا احتجاج ہوا کہ چند دن کے لیے اُس کے استعمال سے خود کو جبراً روکا گیا اور چند دن بعد اُسی زور وشور اور ذوق وشوق سے فیس بک کا دوبارہ استعمال شروع کر دیا گیا۔مسلمانوں کی اسی بے

حسی نے کفار کو اس قدر جری اور دریدہ دہن بنا دیا ہے کہ وہ سیلاب بلا کی مانند اسلام دشمنی کی ہر حد عبور کرتے چلے جا رہے ہیں اور مسلمانوں کی اکثریت منہ میں گھنگیاں ڈالے بیٹھی ہے اور حال مست و مال مست بنے دنیا کی زندگی میں مگن ہیں۔فیس بک پر اس مقصد کے لیے بنائے گئے page کو تادمِ تحریر ۳۱۰۰ سے زاید صلیبی Join کر چکے ہیں جبکہ ۵ ہزار سے زاید بدفطرت افراد اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ چکے ہیں۔

عظمت قرآن اور اہلِ صلیب کی بدبختی:

اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کیا جانے والا یہ قرآن عظمتوں، رحمتوں، اور عزتوں والا کلام ہے۔اس کی بے مثال ہیبت وجلال کا اظہار خود اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ(الحشر: ۲۱) ''اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے اُس کو کہ اللہ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے''۔

دوسری جگہ اس کے بے مثل اور یکتا ہونے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا گیا قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَن يَأْتُواْ بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لاَ يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيراً(بنی اسرائیل:۸۸) ''کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں''۔

سورہ واقعہ میں اس کتاب کی رفعتوں کو اس انداز میں بیان کیا گیا فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ O وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ O إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ O فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ O لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ O تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ(الواقعہ ۷۵۔۸۰) ''ہمیں تاروں کی منزلوں کی قسم، اور اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔کہ یہ بڑے رتبے والا قرآن ہے، کتاب محفوظ میں (لکھا ہوا ہے)۔اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔پروردگارِ عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے''۔

ایسی بابرکت اور عظیم کتاب کے خلاف صلیبیوں کے دلوں میں موجود عداوت اور بغض عیاں ہو چکا ہے۔ان بدقسمتوں کو اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں خبردار کرتے ہوئے اس کتاب پر ایمان لانے کا حکم دیا تھا کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ آمِنُواْ بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقاً لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ وُجُوهاً فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللّهِ مَفْعُولاً(النساء:۴۷) ''اے اہل کتاب! قبل اس کے کہ ہم لوگوں کے مونہوں کو بگاڑ کر ان کی پیٹھ کی طرف پھیر دیں یا ان پر اس طرح لعنت کریں جس طرح ہفتے والوں پر کی تھی، ہماری نازل فرمائی ہوئی کتاب پر جو تمہاری کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے ایمان لے آؤ اور اللہ نے جو حکم فرمایا سو (سمجھ لو کہ) ہو چکا''۔لیکن ان تیرہ بختوں کی قسمت میں ہدایت ونور کہاں......ان کے مقدر میں وہی ہے جس کا وعدہ اللہ رب العزت نے اِن سے کر رکھا ہے۔إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُواْ بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَاراً كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوداً غَيْرَهَا لِيَذُوقُواْ الْعَذَابَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَزِيزاً حَكِيماً(النساء: ۵۶) ''جن لوگوں نے ہماری آیات سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے۔جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں۔بے شک اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا ہے''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور قرآن مجید سے کفار کی قلبی عداوت کی بنیادی وجہ:

امت مسلمہ کی اکثریت آج جس حقیقت سے غافل اور نابلد ہے' کفار اُس حقیقت کو اُس کی بنیادوں سمیت جان گئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے اہداف واضح بھی ہیں اور وہ اپنے اہداف کے حصول تک کسی رو رعایت سے کام لینے پر تیار نہیں۔یہود ونصاریٰ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے احیا اور قرآن مجید کی تعلیمات کے فروغ کا واحد نتیجہ اُن کے طرز زندگی' جسے ''زندگی بے بندگی شرمندگی'' سے تعبیر کیا جا سکتا ہے' کے لیے اجل کا پیغام ہے۔وہ اس بدیہی سچ کی تہہ تک پہنچ چکے ہیں کہ یہ نبوی تعلیمات اور قرآنی اسباق دنیا بھر سے طاغوت کی حکمرانی کے نظام کو تہہ وبالا کر کے رکھ دیں گے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت بھی ہیں اور نبی الملحمہ بھی، اسی طرح قرآن مجید کتاب ہدایت بھی ہے اور کتاب جہاد بھی! یہی بنیادی وجہ ہے جسے جان لینے کے بعد یہود ونصاریٰ نے طے کر لیا ہے کہ اُنہیں اسلام سے جنگ کرنا ہے۔موجودہ صلیبی جنگ اُن کے اسلام کی بیخ کنی کرنے کے منصوبوں کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔دوسری طرف امت مسلمہ ہے کہ جس کے دکھوں کا مداوا، جس کی زخموں کا مرہم، جس کے درد کا درماں اور جس کے بیمار جسم کی شفا خود اُس کے پاس موجود ہے لیکن وہ اس اکسیر کی تاثیر سے بے خبر ہے۔اسی بے خبری نے اُسے دَر دَر کی خاک چھاننے پر مجبور کیا ہے لیکن اس کی نگاہ اُس نسخہ کیمیا پر نہیں پڑتی جو اس کے لیے حیات آفرینی کا باعث بن سکتا ہے۔گویا

؎ جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

اصل جواب دہی امت مسلمہ ہی کی ہوگی:

یہ اہل صلیب تو انسانیت کا تلچھٹ اور زمین کا بوجھ ہیں۔جنہوں نے مالک الملک کی آخری کتاب کی اس حد تک بے قدری کی اور اُس کی حرمت کو پامال کیا اور جنہوں نے آخری نبی صلی اللہ علیہ کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے کو ''آزادی اظہار رائے'' کی بنیاد بنایا، جنہوں نے پردہ، داڑھی، مسجد غرض ہر شعار اسلام کو اپنے نشانے پر رکھا......یہ کفار اسلام کو مٹانے کے لیے جتنی بھی پیتہ ماری کر لیں، شعائر اسلام کی تضحیک کے رویہ پر عمل کرتے ہوئے کتنی ہی گراوٹ کا مظاہرہ کریں لیکن دینِ اسلام اور اللہ کے نور کے اتمام کو نہیں روک

> امسال ۱۱ ستمبر کے موقع پر شیطان کے پیروکار اپنی شیطنت کا مظاہرہ اس انداز سے کرنے چلے ہیں کہ اللہ کی پاک کتاب' قرآن مجید کو نذرِ آتش کرنے کی باقاعدہ تقاریب ہو رہی ہیں۔امریکی ریاست فلوریڈا میں قائم ایک چرچ نے ۱۱ ستمبر ۲۰۱۰ کو ''International Burn a Quran Day'' کا عنوان دیا ہے۔

سکتے۔ ان کا انجام وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ (الانعام: ۷۰) ''یہی لوگ ہیں کہ اپنے اعمال کے وبال میں ہلاکت ڈالے گئے۔ ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے اس لیے کہ کفر کرتے تھے''۔

یہود و نصاریٰ کا مقدر تو دنیا و آخرت میں ذلت و نکبت ہی ہے...... اصل سوال تو امت مسلمہ کے ہر ہر فرد سے ہوگا کہ اُس نے اِس سچّے دین کی خاطر زندگی کھپانے اور جانیں لٹانے کا راستہ اختیار کیا یا امن کی لوریاں سنتے ہوئے، عیش کوشی، مصلحت پسندی اور مال و جاہ کے حصول کی دوڑ میں سرپٹ دوڑتے ہوئے زندگی بتا دی......

واحد حل اور واحد راہِ نجات:

عصرِ حاضر کے اس معرکہ ایمان و صلیب کی حقیقت اب بھی کسی کی نظر سے مخفی رہے تو اُسے اپنے قلب کو ٹٹولنا چاہیے کہ کہیں وہ ایمان و اسلام جیسی گراں مایہ نعمت کو گنوا تو نہیں بیٹھا!!! اب امت کے ہر فرد کو اپنے تئیں فیصلہ کرنا ہے کہ کیا وہ اس انجام کے لیے تیار ہے کہ روزِ محشر وہ اُس گروہ میں اٹھایا جائے جس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کے حضور شکایت کریں کہ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ''اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا''۔ اگر کوئی اتنا دلیر ہے کہ اس منظر نامے میں اللہ رب العزت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے کا حوصلہ اپنے اندر پاتا ہے تو وہ ہمارا مخاطب نہیں......وہ جانے اور اُس کا رب جانے...... ہمارے مخاطب تو وہ تڑپتے ہوئے قلوب ہیں کہ جن کو قرآن عظیم الشان کی بے حرمتی کسی طور چین نہیں لینے دیتی...... ہمارے مخاطب تو وہ پاکیزہ صفت جذبات کے حامل افرادِ امت ہیں، جو دین کی راہ میں سعی و جہد کرنا چاہتے ہیں......پس یہ احتجاج کرنے، جلسے جلوس منعقد کرنے اور ٹائر جلا کر گھروں کو لوٹ جانے جیسے ڈھکوسلوں کا وقت نہیں......قرآن پکار رہا ہے اور اس ماہِ رمضان یعنی ماہِ قرآن کا بھی یہی پیغام ہے کہ کفار کے مقابلے کے لیے قتال فی سبیل اللہ کا راستہ ہی واحد نجات کا راستہ ہے۔ ان کفار پر کاری سے کاری ضربیں لگانے اور ان کے شہروں کو آگ سے بھر دینے کے بعد ہی ہر اُس بے قرار مسلم قلب کو سکون میسر آئے گا جو اِن ملعونین کے ہاتھوں قرآن کریم کو نذرِ آتش ہوتے دیکھے اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے لیے کچھ کرنا چاہتا ہو اور اس حال میں اپنے رب سے ملنا چاہتا ہو کہ وہ (رب) اُس سے راضی ہو اور وہ (اپنے) اُس (رب) سے راضی ہو۔ اور اس رضائے الٰہی کے نتیجے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فردوسِ بریں میں ساتھ نصیب ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے کوثر کے جام نوش کرنے کو ملیں......وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (المطففین: ۲۶) ''تو (نعمتوں کے) شائقین کو چاہیے کہ اسی سے رغبت کریں''۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: معرکہ ۱۱ ستمبر......حق کو پہچاننے کے در کھلتے ہیں!!!

اپنے مذہب کو تبدیل کرنا مغرب میں ایک انتہائی ذاتی عمل سمجھا جاتا ہے لیکن اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کا قبول اسلام صلیبیوں کو ہضم نہیں ہوتا اور ان کے اخبارات و رسائل جگہ جگہ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ تاریخ کے ایک ایسے نازک لمحے میں جب کہ اسلام کا نام مغرب نے ''دہشت گردی'' میں بدل دیا ہے، لوگوں کی اتنی بڑی تعداد اسلام کی طرف کیوں جا رہی ہے؟ جب کہ حجاب کرنے والی خواتین پر تھوکنا، ان کو ہراساں کرنا، طنز و تمسخر کا نشانہ بنانا ایک معمول بن چکا تھا تو لوگوں نے مسلمان ہونے کا انتخاب کیا؟ یہ ایک کلبلاتا ہوا سوال ہے جو صلیبیوں کے ہر ہر فورم سے کیا گیا۔

مغربی میڈیا کے مطابق ایسا لگتا ہے کہ نائن الیون واقعے نے اسلام کی قبولیت میں اضافہ کر دیا ہے۔ ایریل گولڈ مین جو کہ نیویارک ٹائمز سے تعلّق رکھتا ہے کہ کہنا ہے کہ اسلام امریکہ میں سب سے تیزی سے پھیلنے والا دین ہے۔ ۲۰۲۰ء میں دنیا کی آبادی میں مسلمان ۳۰ فیصد ہو جائیں گے۔ جبکہ اس وقت عیسائی دنیا کی آبادی کا صرف ۲۵ فیصد ہوں گے۔

آج امت مسلمہ صدیوں بعد فخر سے سر بلند کر کے اُس منظر کو دیکھ رہی ہے، جب مسلمان سپہ سالار کفار کے سامنے تین شرائط میں سے ایک شرط قبول کرنے کے لیے پیش کرتا تھا۔ ''مسلمان ہو جاؤ، جزیہ دے کر مغلوب ہو جاؤ یا ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی''۔ آج پھر امت، اللہ کی نصرت و رحمت سے یہ دن دیکھ رہی ہے کہ مغرب میں لوگوں کے سامنے یہ تینوں شرائط رکھ دی گئی ہیں کہ جس کو چاہے اختیار کر لیں۔ پس مغربی معاشرہ کے بے چین اور مضطرب نفوس، اسلام کی بادِ بہاری سے اپنا دل و دماغ کو معطر کرنے کے بعد اس کی آغوش میں سکون و اطمینان کو حاصل کر رہے ہیں اور زندگی کی حقیقتوں کا سراغ لگا کر ربِ رحمٰن کی طرف کشاں کشاں بڑھ رہے ہیں...... بے شک یہ معرکہ ۱۱ ستمبر کے شہدا کے امت پر بے شمار احسانات میں سے ایک احسان ہے......جس کی جزا انہیں اُن کا پروردگار روزِ محشر اپنے وجہ کریم کے دیدار کی صورت میں عطا فرمائے گا۔ اللہ ہمیں بھی اِن سعادت کی راہوں اور شہادت کے قافلوں کا راہی بنائے کہ جن کے دم قدم سے جنتوں کے سودے چکائے جا رہے ہیں اور ربِ ذوالجلال کی رحمتوں اور مغفرتوں کو دامن میں سمیٹا جا رہا ہے۔ آمین

☆☆☆☆☆

مولانا ارسلان بیان کرتے ہیں کہ ہم شاطوری نامی علاقے میں تھے اور مجاہدین کی تعداد صرف ۲۵ تھی۔ اس دوران کفار کی ۲ ہزار کے قریب فوج نے ہم پر حملہ کیا۔ ہمارے اور ان کے درمیان ۴ گھنٹے کا شدید معرکہ ہوا، جس کے بعد وہ پسپا ہو گئے۔ ان میں سے ۷۰ قتل ہو گئے اور ۲۶ ہماری قید میں آ گئے۔ ہم نے قیدیوں سے پوچھا کہ تمہیں کس بنا پر شکست ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ ٹینک اور گولے ہمارے اوپر چاروں اطراف سے گولہ باری کر رہے تھے، اس لیے ہمیں شکست ہوئی۔ مولانا ارسلان کہتے ہیں کہ اس وقت ہمارے پاس کوئی ٹینک تھا اور نہ ہی گولہ، ہمارے پاس تو بندوقیں تھیں اور ہم صرف ایک ہی جہت سے فائر کر رہے تھے۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

رب نواز فاروقی

وکی لیکس رپورٹس، کیمرون اور دیگر صلیبیوں کے بیانات اور زرداری کے اعترافات کا تجزیہ

امریکہ کی یہی خصلت بلکہ بدخصلتی تو ایک تاریخی حیثیت کی حامل ہے کہ جب وہ شکست کے قریب ہوتا ہے تو اپنی شکست کو کسی اور کے سر تھوپ کر اپنی چودھراہٹ کو بظاہر قائم رکھنے کی سعی کرتا ہے۔ امریکہ جب ویت نام سے مار کھانے کے بعد وہاں سے نکلنے کی راہیں تلاش کر رہا تھا تو 'پینٹا گون پیپرز' کے نام سے خفیہ دستاویزات سامنے آگئیں، جن میں ویت نام میں ذلت و رسوائی کی تمام ذمہ داری کمبوڈیا اور لاؤس پر عائد کی گئی اور ویت نام کو چھوڑتے چھوڑتے کمبوڈیا پر حملہ بھی کر دیا گیا۔

آج جب امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان میں تاریخی شکست سے دوچار ہو رہے ہیں تو پھر وہی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ ایک ۲۶ سالہ نوجوان کے ادارے وکی لیکس کے نام پر ۹۲ ہزار خفیہ دستاویزات منظرِ عام پر لائی گئیں اور ایک اچھے ڈرامے کے طور پر یہ تاثر دیا گیا کہ خود امریکی حکومت بھی اس حرکت پر نالاں ہے۔ ان میں صرف ۱۸۰ دستاویزات پاکستان کے بارے میں ہیں اور انہی کو زیادہ اچھالا جا رہا ہے۔ ان میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ افغانستان میں پاکستان اور اس کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی' طالبان کو اسلحہ اور تربیت فراہم کر رہی ہے اور یہ طالبان کے ذریعے کرزئی کو قتل کروانا چاہتے ہیں۔

وکی لیکس کی دستاویزات کے منظرِ عام پر آنے کے فوراً بعد ہی برطانوی وزیر اعظم کیمرون نے بھارت کے دورے کے دوران میں ۲۸ جولائی ۲۰۱۰ء کو پاکستان کو دھمکی دی کہ '' پاکستان ایک طرف تو انسداد دہشت گردی کی جنگ میں مغربی قوتوں کا حلیف ہے اور دوسری طرف طالبان جنگجوؤں کو اسلحہ دے کر افغانستان پر حملے کرواتا ہے۔ اب ہم اسے دوطرفہ نہیں چلنے دیں گے'' کیمرون نے اپنے اس دورے کے دوران میں ۵۷ ہاک طیاروں کا بھارت سے سودا کیا جن کی مالیت ایک ارب پاؤنڈ بنتی ہے۔ اس طرح کے اقدامات سے وہ پاکستان کو اُس کا اصل مقام یاد دلاتے رہتے ہیں کہ تم ہو تو ہمارے غلام ہی کبھی بھولے سے بھی برابر کے اتحادی بننے کا نہ سوچنا۔

کیمرون کے بیان کے دوسرے ہی دن کابل کا چغہ بردار مسخرہ پریس کانفرنس میں بولا کہ '' دہشت گردوں کی پناہ گاہیں پاکستان میں ہیں، اتحادی افواج وہاں حملے کیوں نہیں کرتی، افغانستان پر حملے وہاں سے ہو رہے ہیں''۔ ۳۱ جولائی ۲۰۱۰ء کو ملن نے کہا کہ '' آئی ایس آئی میں ایسے عناصر موجود رہے ہیں، جن کے انتہا پسندوں کے ساتھ تعلقات ہیں، ہم اسے ناپسند کرتے ہیں''۔ اسی مضمون کو ہالبروک بھی دہرا رہا ہے کہ '' آئی ایس آئی کے اب بھی بعض دہشت گرد گروہوں سے روابط ہیں، اس کو وہ گوارا نہیں کرتے''۔ جبکہ ہیلری نے پاکستان کے حالیہ دورے میں شاہ محمود کے ہمراہ پریس کانفرنس میں دھمکی آمیز انداز میں کہا کہ اگر امریکہ پر کسی حملے کے شواہد پاکستان سے ملے تو اس کے انتہائی مہلک اثرات مرتب ہوں گے''۔

ان تمام بیانات کے ردِعمل میں پاکستان کے صدر کے حالیہ دورہ فرانس اور انگلستان کے دوران میں ۴ اگست کو پیرس میں یہ کہہ کر صلیبی بھرم کا پول کھول دیا کہ '' امریکی اتحادی طالبان سے جنگ ہار چکے ہیں''۔ دوسری طرف ۸ اگست کو لندن میں یہ کہہ دیا کہ '' پاکستان بھی طالبان کے سامنے ناکام ہو چکا ہے اور پاکستان نے طالبان سے مذاکرات کے دروازے کبھی بند نہیں کیے''۔

اس صلیبی جنگ میں پاکستان کے ۲۷۳ فوجی افسران ہلاک اور صرف گزشتہ تین برسوں کے دوران میں ۶ ہزار سے زائد فوجی زخمی ہوئے جبکہ آئی ایس آئی کے ۴۷ افسران ہلاک اور اڑھائی سو زخمی ہوئے۔

ان بیانات کی حیثیت احمق غلام کے اُس 'بیانِ حقیقت' کی طرح ہے جو آقا کے 'خفیہ راز' لوگوں کے سامنے بیان کر دیتا ہے اور بعد میں آقا سے جوتے کھاتا رہتا ہے لیکن اللہ کی شان دیکھئے کہ زرداری کی زبان سے اُن حقیقتوں کو اُگلوا دیا جن کو تہہ در تہہ چھپانے کے لیے صلیبیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے۔ اس صورت حال کا دقتِ نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ باتیں سمجھ آتی ہیں۔

☆ <u>یہود و نصاریٰ کبھی بھی تم سے راضی نہیں ہو سکتے، جب تک تم ان کی ملت کی اتباع نہ کرنے لگ جاؤ:</u>

یہ الٰہی ہدایت ہمیشہ سے ہمیشہ کے لیے ایک ایسی ابدی حقیقت ہے' جس کا مشاہدہ ہر دور کا انسان کرتا رہا ہے اور ہم بھی بچشم سر دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کے نظام نے اپنا تن، من، دھن سب کچھ صلیبی دیوی پر وار دیا لیکن نام اپنا مسلمانوں کی فہرست میں بھی رکھا تو تمام تر قربانیوں کے باوجود اُن کے آقا اپنا نہیں سمجھ رہے اور وہ بداعتمادی کا نشان بنے ہوئے ہیں۔

☆ <u>امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان میں واضح شکست سے دوچار ہیں:</u>

حالیہ مہینوں میں افغانستان کے طول و عرض میں مجاہدین کی بڑھتی ہوئی کارروائیاں، صلیبیوں کی پسپائی، ہالینڈ کی فوج کا افغانستان سے راہِ فرار اختیار کرنا اور زرداری

کا اعتراف شکست، یہ تمام حقائق عندیہ دے رہے ہیں کہ امریکہ اور اس کے اتحادی صلیبی جنگ میں بری طرح شکست کھا چکے ہیں۔ امریکہ کی سیاسی قیادت اس شکست کی ذمہ داری داخلی طور پر فوج پر ڈالنا چاہتی ہے جبکہ فوج اس شکست کو سیاسی قیادت کے فیصلوں کا شاخسانہ قرار دیتی ہے۔ حقیقت میں یہ دونوں وجوہات ہی غلط ہیں، یہ اللہ کی نصرت کے علاوہ کچھ نہیں کہ اس نے ہی معمولی کھاد اور پٹرول سے تیار شدہ بموں کے ذریعے سے جدید ٹیکنالوجی کے بت کو گرادیا ہے لیکن عقلیت پرست اور بندگان سیم وزر پر یہ راز کیونکر کھل سکتا ہے؟

☆ <u>امریکہ شکست کو پاکستان کے کھاتے میں ڈال کر نکلنا چاہتا ہے جیسے ویت نام کی شکست کو کمبوڈیا کے کھاتے میں ڈالا اور عراق میں اپنی ہزیمت کو شام سے منسوب کیا</u>

افغانستان میں امریکی شکست کی تمام تر ذمہ داری نظام پاکستان کے سر تھوپنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حالانکہ اس صلیبی جنگ میں پاکستان کے ۲۲۷۳ فوجی افسران ہلاک اور صرف گذشتہ تین برسوں کے دوران میں ۶ ہزار سے زائد فوجی زخمی ہوئے جبکہ آئی ایس آئی کے ۷۴ افسران ہلاک اور اڑھائی سو زخمی ہوئے (حسین حقانی، روزنامہ جنگ، ۲ اگست ۲۰۱۰)۔ پاکستان نے ۴۰ ارب ڈالر اس جنگ میں جھونک دیے اور معاشی طور پر دیوالیہ ہوگیا۔ پاکستان نے گذشتہ چند سالوں میں اس صلیبی جنگ کی جو قیمت ادا کی وہ ترتیب وار اسی طرح ہے: ۲۰۰۴-۰۵ میں ۲۵۹.۱۰۳ ارب روپے، ۲۰۰۵-۰۶ میں ۳۰۰.۷۸۰ ارب روپے، ۲۰۰۶-۰۷ میں ۳۶۰.۸۹۹ ارب روپے، ۲۰۰۷-۰۸ میں ۴۸۴.۳۶۷ ارب روپے اور ۲۰۰۸-۰۹ میں ۶۷۷.۷۹۳ ارب روپے اس جنگ کی نذر کیے گئے۔ بجلی اور پٹرول سے لے کر تمام اشیائے صرف کی قیمتوں میں صرف دو سالوں کے دوران دوگنا اضافہ اسی جنگ کا شاخسانہ ہے۔ یہود و نصاریٰ کے لیے سب کچھ وار دینے کے باوجود بھی پاکستان کی حالت 'گھر کا نہ گھاٹ کا' کے مصداق ہے۔

☆ <u>امریکہ پاکستان میں فوجی مشینری سمیت اپنی آمد و براہ راست قبضے کے لیے زمین ہموار کر رہا ہے</u>

کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہاں کے حکمران اور جرنیل صرف اور صرف ڈالرز کے لیے سب کچھ کر گزرتے ہیں، اس لیے ایسے زر پرستوں پر کبھی کوئی اعتماد نہیں کیا کرتا کیونکہ اُنہوں نے اپنے ایمان اور ضمیر منڈی میں فروخت کے لیے پیش کر رکھے ہوتے ہیں، جو زیادہ قیمت لگائے خرید لے۔

دی نیشن نے ۲۴ جولائی ۲۰۱۰ء کو اپنی اشاعت میں واشنگٹن سے یہ خبر دی ہے جو بنظرِ غائر پڑھنے کی متقاضی ہے:

''امریکی سینیٹر ران پال نے کہا ہے کہ امریکی فوج نے پاکستان میں اپنی کارروائیاں نمایاں طور پر بڑھا دی ہیں اور کوئی اعداد و شمار نہیں دیے جاتے۔ پاکستان میں امریکی فوج کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا امریکہ کی حفاظت سے بہت کم تعلق ہے۔ درحقیقت یہ جتنے دشمنوں کو شکست دے رہی ہے، اس سے زیادہ دشمن پیدا کر رہی ہے''۔

گارڈین کے مقالہ نگار مائیکل ولیمز نے ۴ فروری ۲۰۱۰ء کی اشاعت میں The Secret War in Pakistan میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ امریکہ، پاکستان میں ایک خفیہ لڑائی میں مصروف ہیں:

''پاکستانی سرزمین پر امریکی افواج کی موجودگی بجا طور پر زیادہ متنازع ہے لیکن امریکی افواج اور برطانوی ایس اے ایس افواج برسوں سے پاکستان میں مختلف مقامات پر کام کر رہی ہیں۔ ابتدائی طور پر یہ حکومتِ پاکستان کی اجازت کے بغیر ہوا اور اکثر امریکی اور پاکستان افواج کے درمیان بداعتمادی کی وجہ سے، مگر حالیہ حملے کے بعد واشنگٹن اور اسلام آباد کو چاروناچار ماننا پڑا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ اسلام آباد کو یہ تسلیم کرنے میں تامل رہا کہ امریکی افواج بغاوت کے خلاف کارروائی کے لیے پاکستانی فوج کو تربیت دے رہی ہے، اس بات پر کو جانے دیں کہ بعض اوقات امریکی افواج پاکستان کی حدود کے اندر بھی کارروائیاں کرتی ہیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ ۸۰ فیصد پاکستانی، طالبان سے لڑنے میں امریکی امداد کو مسترد کرتے ہیں، خاموشی زیادہ دانش مندانہ تھی۔ مجھے کوئی شک نہیں کہ یہ خفیہ جنگ جو امریکہ اسلام آباد کی منظوری سے لڑ رہا ہے بہت سوں کو قبول نہیں ہوگی۔ بہرحال امریکی صدر کو اس لیے منتخب کیا جاتا ہے کہ وہ امریکی عوام کا تحفظ کرے اور یہ توقع کرنا کہ کوئی انتظامیہ اس لیے اقدام نہ کرے کہ حالات خود ٹھیک ہوجائیں گے، ایک خام خیالی ہے۔

☆ <u>امریکہ، پاکستان کے عوام کے سامنے آئی ایس آئی کا تاثر 'اسلام دوست' کا بنانا چاہتا ہے:</u>

امریکہ اپنی لائف پارٹنر آئی ایس آئی کو پاکستانی عوام کے سامنے پھر سے اسلام دوستی اور جہاد کے حامی کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ عامۃ المسلمین کی نظروں میں معتبر ہوجائے اور پھر اچھے انداز میں خدمت صلیب بجالائے۔ یہ پورا منظر نامہ 'نظروں کا دھوکا اور ہاتھ کی صفائی' کا تاثر دے رہا ہے کہ آئی ایس آئی اور نظامِ پاکستان کو پھر سے معتبر بنایا جائے جیسا کہ حمید گل کہہ رہا ہے کہ ''میں اب بھی افغانستان میں کارآمد ہوں'' (روزنامہ جسارت، ۲۳ اگست ۲۰۱۰)۔

گذشتہ نو سالوں میں نظامِ پاکستان نے مجاہدین کے ساتھ جو سلوک روا رکھا اور صلیبی آقاؤں کے اشاروں پر امارتِ اسلامیہ افغانستان کو ختم کرنے میں کردار ادا کیا، اُس کے باوجود بھی یہود و نصاریٰ نظام پاکستان پر اعتماد نہیں کر رہے۔ لہٰذا جو بھی یہ سمجھتا ہے کہ کفار سے 'کچھ دو اور کچھ لو' کی بنیاد پر معاملات طے ہوسکتے ہیں وہ دراصل حقائق سے نظریں چرا کر احمقوں کی دنیا میں بستا ہے۔ اسی لیے مجاہدین کا اول روز سے یہ موقف ہے کہ کفار کے ساتھ تعلقات کی یک ہی صورت ہے کہ اُن کے خلاف قتال کیا جائے اور اُنہیں مغلوب کر کے ذلت و رسوائی کے ساتھ جزیہ دینے پر مجبور کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

مہلتِ عمل ختم ہو رہی ہے!!!

خباب اسماعیل

پاکستان کی سرزمین پر اس وقت اللہ تعالیٰ کا عذاب اور قہر مسلط ہے۔ اللہ تعالیٰ سے غدر، امت سے خیانت اور شریعتِ اسلامیہ کی تعلیمات اور حدود سے بغاوت ایسے جرائم ہیں جن کے ارتکاب کے بعد اللہ ذوالجلال والاکرام کا غضب بھڑک اٹھا۔ ۲۸ جولائی ۲۰۱۰ سے شروع ہونے والے سیلابی ریلوں نے پاکستان کے بیشتر علاقے کو غرقاب کر دیا ہے۔ ہزاروں افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، اربوں روپے کی املاک دریا برد ہوگئی ہیں، فصلیں اور اناج سیلابی ریلوں میں بہہ گئے ہیں، بستیاں تو کیا 'شہروں کے شہر غرق آب ہوگئے ہیں، سرکاری انفراسٹرکچر تباہ ہوگیا ہے، پاکستان کا ۲۲ فیصد رقبہ زیرآب آچکا ہے، ۱۰ ملین ایکڑ (کل قابل کاشت رقبہ کا ۲۰ فیصد) پر کھڑی فصلیں تباہ ہوگئی ہیں، ۴۶ ارب ڈالر سے زیادہ کے نقصان کا محتاط تخمینہ لگایا جا رہا ہے۔ ۲ کروڑ سے زاید لوگ اس سیلاب سے متاثر ہوکر زندگی کی بنیادی ضروریات تک سے محروم ہیں۔

فہم وفراست رکھنے والی کسی بھی قوم یا گروہ کے لیے ایسے المیے غور وفکر کے بے شمار عنوانات اپنے اندر سموئے ہوتے ہیں۔ ایمانی بصیرت سے حقائق کا مشاہدہ کرنے اور نتائج اخذ کرنے والوں کے لیے یہ حالات غیر متوقع ہرگز نہیں ہیں۔ پاکستان کے طبقۂ مترفین نے چہار جانب جو اودھم مچا رکھا تھا، اُس کے نتیجے میں ایسی تباہی کا ہونا اور اللہ کے غضب کا نازل ہونا لازمی امر تھا۔

جرائم در جرائم کی طویل فہرست:

آج ہم میں سے ہر فرد کے لیے سوچنے اور تدبر کرنے کا مقام ہے کہ آخر اس سرزمین کے باسیوں کے ایسے کیا گناہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چند سال بعد ان کو جھنجوڑنے اور پلٹ آنے کی طرف راغب کرنے کے لیے اس خطہ کے کسی نہ کسی علاقے پر اپنی پکڑ کرتی ہے تاکہ لوگ اُس ذات کی طرف رجوع کریں اور اُس سے توبہ واستغفار کریں۔ اس موضوع پر جتنا بھی سوچ لیں، اگر آپ خوف الٰہی سے معمور قلب سے محروم نہیں ہوگئے تو وہ ساری سیاہ کاریاں، ظلم وجور کی وہ ساری داستانیں، اللہ تعالیٰ سے بغاوت کے وہ سارے اعمال وافعال اور امت کے قلب میں گھاؤ لگانے کے سارے فیصلے آپ کی آنکھوں کے سامنے گھوم جائیں گے۔

جب ہم ''پتھر کے دور میں چلے جانے' کے خوف میں مبتلا ہوکر اپنے مسلمان بھائیوں کے قتل کے لیے اپنے کندھے پیش کرتے ہیں تو ہم بھول جاتے ہیں کہ کچھ ہی عرصے بعد ہر جانب سے یہ صدا اٹھے گی کہ ''۶۳ سالوں میں جو کچھ بنایا، وہ تباہ ہوگیا''۔ جب ہم اپنے گھروں میں سکون واطمینان سے زندگی گزارتے ہیں اور اس ملک کی ہزاروں میل طویل شاہراہوں سے صلیبیوں کے لیے رسد کے روزانہ ۷۰۰ سے زاید کنٹینرز گزر کر جاتے ہیں تو ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ صلیبیوں کے ظلم وستم کے شکار مسلمانوں کی آہ وزاریاں کیسی قہار وجبار ذات کے دروازے پر دستک دے رہی ہیں۔ جب ہم حدود اللہ کے سرعام پامال ہونے اور شریعت کے احکامات کے نافذ نہ ہونے کے باوجود راضی خوشی اپنی زندگیوں میں مگن رہتے ہیں تو یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک ذات ہماری مسلسل نگرانی کر رہی ہے جو کہ انتہا درجے کی غیرت وحمیت رکھنے والی ہے' وہ بھلا کیونکر اپنی عطا کردہ پاکیزہ شریعت کی اس قدر تذلیل برداشت کرے گا...... جب اس ملک کی افواج صلیبیوں کی ''فرنٹ لائن اتحادی'' بن جاتی ہیں اور آزاد قبائل میں صلیبیوں کی چاکری کے لیے مجاہدین کے خلاف صف آرا ہوتی ہیں تو ہم بھول جاتے ہیں وہ بظاہر مجاہدین کے خلاف صلیبیوں کی اتحادی ہیں لیکن حقیقتاً وہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو کہ عَزِیزٌ ذُو انتِقَام کا مقابلہ کرنے نکلتے ہیں تو پھر بھلا اُس ذات کی پکڑ سے کیسے بچا جاسکتا ہے!!! وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ(الرعد:۱۳) ''اور وہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں، اور وہ (اللہ) بڑی قوت والا ہے''۔

ظالموں کی پکڑ:

یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو جھٹلانے اور اس کے خلاف زندگیاں گزارنے کا ہی نتیجہ ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ (الانفال:۲۷) ''اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول کی امانت سے خیانت نہ کرو''۔

صوبہ سرحد' جہاں سے اس سیلاب کی ابتدا ہوئی' میں پاکستانی حکومت اور فوج کی طرف سے مجاہدین کے خلاف سفاکیت کی تاریخی مثالیں پیش کی گئیں۔ یہود ونصاریٰ کی خوشنودی کے لیے ان علاقوں سے مجاہدین کا صفایا کرنے کے لیے بہیمانہ کارروائیاں ہوئیں۔ صوبائی حکومت نے مقامی افراد کو امن لشکروں کی ترغیب دی تاکہ یہ امن لشکر' مجاہدین کے خلاف کارروائیاں کریں اور جیسے چاہیں مجاہدین کا قتل کریں۔ مقامی افراد نے امن لشکروں کی صورت میں جن جن اضلاع میں مجاہدین کے خلاف حکومت اور فوج کا ساتھ دیا، وہی اضلاع اللہ کے عذاب کی زد میں سب سے پہلے آئے۔ ان تمام علاقوں میں ''عوامی نمائندگی'' کا دعویٰ کرنے والی دو ہی پارٹیاں تھیں، جن کے نمائندگان کو ۲۰۰۷ کے الیکشن میں یہاں سے منتخب کیا گیا تھا، اے این پی اور پیپلز پارٹی! إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لاَ يَعْقِلُونَ(الانفال:۲۲) ''کچھ شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک تمام جانداروں میں سے بدتر بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔''

ان علاقوں میں سیلاب نے بڑے پیمانے پر تباہی مچائی اور وہ جو طالبان کے خلاف میدان میں نکلے تھے اور جنھوں نے فوج اور حکومت کے ساتھ مل کر مجاہدین کو نقصان

پہنچایا تھا' آج اللہ کی پکڑ کے ذریعے نشانِ عبرت کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ وادی سوات کے علاقوں مثل تان، اوشو، اتروڑ، گبرال، کالام، بحرین، کیدام، بری کوٹ اور کانجو وغیرہ کے علاقوں کے مکینوں نے طالبان کے خلاف مزاحمت کی تھی اور یہاں کے لوگوں نے مجاہدین کے خلاف حکومت اور امریکہ کا ساتھ دیا تھا۔ انہی علاقوں میں آپریشن کے بعد ڈانس پارٹیاں، میلے اور فلم شوز سجائے گئے۔ اسی طرح دیر بالا کے علاقے میں امن لشکر نے مجاہدین کو بے دردی سے شہید کیا، دیر بالا کے علاقوں کوہستان، شرینگل، تھل، بری کوٹ، بیاڑ، ہلکوٹ اور پاتراک کو سیلاب نے روند ڈالا۔ اسی طرح ضلع لوئر دیر، شانگلہ، چارسدہ، نوشہرہ' یہ سب وہ علاقے ہیں جہاں سے دین بیزار اے این پی کی قیادت تعلّق رکھتی ہے اور ان علاقوں کے عوام کو مجاہدین کے خلاف کھڑا کرنے میں اُن کا خصوصی کردار رہا۔ اب یہ تمام علاقے بھی عتاب الٰہی کا شکار ہیں (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو روزنامہ امت، ۱۵ اگست ۲۰۱۰)۔

ان علاقوں میں موجود پاکستانی فوج کی بیرکیں، چوکیاں، چیک پوسٹیں اور چھاؤنیاں بھی ملیا میٹ ہو کر رہ گئیں۔ نوشہرہ چھاؤنی مکمل طور پر سیلاب کی نذر ہوگئی، سوات، دیر، مالاکنڈ اور دیگر اضلاع میں قائم چوکیاں، چیک پوسٹیں اور فوجی مراکز بھی تباہی کا شکار ہوگئے۔ پاکستانی فوج کا جانی و مالی نقصان مجاہدین کی کارروائیوں میں بھی بے انتہا ہوا لیکن مجاہدین کی پشت پناہی کرنے والی ذات باری تعالیٰ نے اپنے دشمن لشکروں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا

> جب اس ملک کی افواج صلیبیوں کی ''فرنٹ لائن اتحادی'' بن جاتی ہیں اور آزاد قبائل میں صلیبیوں کی چاکری کے لیے مجاہدین کے خلاف صف آرا ہوتی ہیں تو ہم بھول جاتے ہیں وہ بظاہر مجاہدین کے خلاف صلیبیوں کی اتحادی ہیں لیکن حقیقتاً وہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو کہ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَام کا مقابلہ کرنے نکلتے ہیں تو پھر بھلا اُس ذات کی پکڑ سے کیسے بچا جا سکتا ہے!!!

اس تباہ کن سیلاب نے ہر شے کو روند ڈالا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت دیکھئے کہ وہ جو اُس کی خاطر دنیا بھر سے بھڑ گئے ہیں اور کفار اور اُن کے حاشیہ نشینوں کی آنکھوں کا کانٹا بنے ہوئے ہیں' وہ اس سیلاب اور اس کی آفت سے بالکل محفوظ و مامون رہے۔ یہ بھی پہاڑوں کے باسی ہیں اور اُن پہاڑوں پر بھی برساتی ندیاں اور نالے موجود ہیں' جو کہ اس موسم میں اپنے جوبن پر ہوتے ہیں لیکن جب یہ ندیاں اور نالے بڑے دریاؤں میں طغیانی کا سبب بن رہے تھے' وہیں یہ ندی نالے آزاد قبائل میں کسی قسم کی مصیبت کا باعث نہیں بن سکے۔ وزیرستان، باجوڑ، اورکزئی، خیبر، کرم کے علاقے اللہ تعالیٰ کی مہربانی، لطف و کرم اور جہاد کی برکات کی وجہ سے اس آفت سے محفوظ رہے۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کس طرح واشگاف انداز میں ہمیں جھنجوڑ رہی ہے أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَى أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتاً وَهُمْ نَائِمُونَ O أَوَ أَمِنَ أَهْلُ الْقُرَى أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ O أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللّهِ فَلاَ يَأْمَنُ مَكْرَ اللّهِ إِلاَّ الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ O (الاعراف: ۹۷۔۹۹) ''کیا بستیوں کے رہنے والے اِس سے بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو واقع ہو اور وہ (بے خبر) سو رہے ہوں اور کیا اہل شہر اس سے نڈر ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آ نازل ہو اور وہ کھیل رہے ہوں۔ کیا یہ لوگ اللہ کے داؤں کا ڈر نہیں رکھتے؟ (سن لو کہ) اللہ کے داؤں سے وہی لوگ نڈر ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں''۔

بلوچستان میں تباہی مچانے والے سیلانی ریلے کے متعلّق پاکستان کا سابق وزیر اعظم ظفر اللہ جمالی بھی دہائی دے رہا ہے کہ ''جیکب آباد میں قائم شہباز ایئر بیس (امریکی اڈے) کو بچانے کے لیے بلوچستان کو ڈبو دیا گیا'' اور حافظ حسین احمد بھی اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں۔

سنتِ الٰہی:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنی سنت اور طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لاَّ تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (الانفال: ۲۵) ''اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیّت کے ساتھ انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گناہ گار ہیں اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے''۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ اس سیلاب کی مصیبت میں گرفتار ہر شخص اسلام کی نظر میں مجرم ہو، ان میں بالکل عام افراد بھی ہیں۔ لیکن خواص کے کرتوتوں کے سبب آنے والی اللہ کی پکڑ سے عامی بھی محفوظ نہیں رہتے اور جب عذاب آتا ہے تو صرف ظالموں ہی کو اپنی لپیٹ میں نہیں لیتا بلکہ عذاب تو عام ہوتا ہے۔ البتہ اخروی زندگی میں ہر کوئی اپنے اپنے اعمال اور نیتوں پر اٹھایا جائے گا۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''بلاشبہ جب لوگ کسی منکر کو دیکھیں اور اسے ختم کرنے کی کوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر عمومی عذاب نازل کردے'' (المعجم الأوسط للطبرانی)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ''جب لوگ کسی ظالم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھیں اور اس کے دستِ ظلم کو نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر عمومی عذاب نازل کردیں'' (سنن ابی دائود، باب الأمر والنھی)۔

نیٹو سپلائی اور خوئے غلامی:

اس سیلاب کی وجہ سے نیٹو کی سپلائی لائن بھی کٹ کر رہ گئی۔ ۵ ہزار سے زاید نیٹو سپلائی کے کنٹینرز سیلاب زدہ علاقوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس قدر بڑی مصیبت میں بھی امریکہ غلام پاکستانی فوج کے ترجمان اطہر عباس نے اپنے آقاؤں کی تسلی و تشفی کی کہ ''سیلاب کے باوجود افغان سرحد پر موجود ۱ لاکھ ۴۰ ہزار فوج میں کمی نہیں کی جائے گی اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کو ہر حال میں جاری رکھا جائے گا''۔ یہود و نصاریٰ کے لیے ایسی بے لوثی اور اطاعت گزاری پر اللہ کی مار نہ پڑے تو اور کیا ہو!!! فَلَوْلا إِذْ جَاءهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُون (الانعام: ۴۳) ''تو

جب ان پر ہمارا عذاب آتا رہا کیوں نہیں عاجزی کرتے رہے، مگر ان کے تو دل ہی سخت ہوگئے تھے اور جو کام وہ کرتے تھے شیطان ان کو (ان کی نظروں میں) آراستہ کر دکھاتا تھا''۔

صلیبی امداد:

سیلاب زدگان کی امداد کے بہانے ایک ہزار سے زاید امریکی میرینز پاکستان آ دھمکے ہیں۔ ۲۶ سے زاید امریکی ہیلی کاپٹر ''امدادی سرگرمیوں'' میں حصّہ لے رہے ہیں۔ قرآن مجید تو ہمیں کفار کی بدفطرتی سے آگاہ کرتے ہوئے سیدھے اور صاف الفاظ میں بتاتا ہے کہ اِن تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ وَإِن تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَفۡرَحُوا بِهَا(ال عمران: ۱۲۰) ''اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو خوش ہوتے ہیں''۔

وزیرستان، باجوڑ، اورکزئی، خیبر، کرم کے علاقے اللہ تعالیٰ کی مہربانی، لطف و کرم اور جہاد کی برکات کی وجہ سے اس آفت سے محفوظ رہے۔

لیکن امریکہ سمیت تمام دنیائے کفر سیلاب زدگان کے درد میں گھلی جا رہی ہے۔ اُن کی امداد کے لیے بے قرار ہیں اور اُن کے اس طرح صدقے واری ہو رہے ہیں جیسے ان سے زیادہ مسلمانوں کا ہمدرد روئے ارضی پر موجود ہی نہ ہو۔ لیکن یہ سب بہلاوا اور دکھلاوا ہے اور حقیقت میں ان امدادی سرگرمیوں کے پیچھے اُن کے مکروہ عزائم ہی کارفرما ہیں۔ اللہ رب العزت کا کلام ہمیں جس چیز سے خبردار کررہا ہے اُس پر کان دھرنے کی ضرورت ہے۔

شریعت کی فرمانروائی کا عہد اور توبۃ النصوح:

اس تمام حالات کا تقاضا ہے کہ ہم کفر اور اہل کفر سے برأت کرنے کا راستہ اختیار کریں۔ اہل ایمان کے ہاتھ مضبوط کرنے اور اُن کے قدموں میں جماؤ کا باعث بننے کی کوشش کریں۔ ارض پاکستان پر ہر طرف سے عذابِ الٰہی کے کوڑے برس رہے ہیں۔ سیلابی تباہی اپنی جگہ...... اس کی آمد سے پہلے بھی پاکستانی عوام اللہ کی ناراضی کے سبب طرح طرح کے مصائب میں مبتلا تھے۔ مہنگائی، بدامنی، لوٹ کھسوٹ، جرائم میں بڑھوتری کا بے قابو سلسلہ، معاشی بدحالی، معاشرتی فساد...... غرض ہر جانب سے اللہ تعالیٰ کے غضب اور اُس کا غصہ ہی پاکستانی عوام کا مقدر بنا ہوا ہے۔ صرف ایک سال پہلے بنیادی ضروریات زندگی کی اشیاء جس قیمت پر دستیاب تھیں، آج اُس سے دوگنی اور تین گنی قیمتیں وصول کی جا رہی ہیں۔ متوسط طبقے کے لیے بھی اپنی غذائی ضروریات پورا کرنا ناممکن کے قریب ہوگیا ہے۔ بدامنی کی جو صورت حال ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ آئے روز جس طرح معاشرتی و سماجی جرائم کی شرح بلند ہو رہی ہے وہ بھی عذاب ہی کی ایک قسم ہے۔ معصوم بچوں اور بچیوں کو جس طرح ہوس کا نشانہ بنا کر آئے روز قتل کیا جا رہا ہے اور اجتماعی زیادتیوں اور خواتین کی اجتماعی بے حرمتی کے کریہہ مناظر...... یہ سب جرائم ماضی قریب میں اس معاشرے میں شاذ ہی تھے لیکن اخلاقی گراوٹ، اللہ سے بے خوفی اور حدود اللہ کے نفاذ سے اعراض کے نتیجے میں یہ معاشرہ اللہ کے قہر کا شکار ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ انسانوں پر نازل ہونے والے مصائب و آلام کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ أَيۡدِيكُمۡ وَيَعۡفُو عَن كَثِيرٍ O وَمَا أَنتُم بِمُعۡجِزِينَ فِي الۡأَرۡضِ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ O(الشوریٰ ۳۱۔۳۰) ''اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے سو تمہارے اپنے فعلوں سے اور وہ بہت سے گناہ تو معاف کر دیتا ہے۔ اور تم زمین میں (اللہ) کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار''۔

ایک اور جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں مَّا يَفۡعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمۡ إِن شَكَرۡتُمۡ وَآمَنتُمۡ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِراً عَلِيماً(النساء: ۱۴۷) ''اگر تم (اللہ کے) شکرگزار رہو اور (اس پر) ایمان لے آؤ تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور اللہ تو قدر شناس (اور) دانا ہے''۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت و مغفرت یقیناً اُس کے غضب اور غصہ پر بھاری ہے۔ اُس کی طرف رجوع کیا جائے، اپنے جرائم و گناہوں کی زندگیوں سے توبہ کرکے اُسی کی طرف اپنا رخ موڑ لیا جائے، صلیبیوں کے ساتھ وفاداری کے عہد و پیمان باندھنے والوں سے گلوخلاصی کے لیے اُن کے خلاف قتال کی راہ اپنائی جائے، اس نظام باطل کو کلی طور پر منہدم کرنے کی سعی و جہد کی جائے۔ امریکی حاشیہ برداروں اور ''فرنٹ لائن اتحادیوں'' کو اپنی گردنوں پر سوار کرنے کی بجائے اُن کی گردنیں ماری جائیں اور اللہ کی زمین کو ان کے نجس وجود سے پاک کیا جائے۔ شریعت اسلامیہ کی بابرکت بہاریں دیکھنے کا شوق دلوں میں پیدا کیا جائے اور نفاذ شریعت کے لیے اپنی جان و مال سے جہاد و قتال کرنے کے لیے میدانِ جہاد کا رخ کیا جائے۔ یقین جانیے صرف یہی ایک راہ نجات ہے، اسی کو اپنا کر یہ امید کی جا سکتی ہے کہ رب کی رحمت ہماری جانب متوجہ ہو، اُس کی شریعت کی فرمانروائی کی صورت میں ہم پر برکتوں اور سعادتوں کے دروازے کھلیں اور مصیبتوں اور عذاب کے اس طویل سلسلے سے نجات حاصل ہو۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وَلَوۡ أَنَّ أَهۡلَ الۡقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوا لَفَتَحۡنَا عَلَيۡهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالۡأَرۡضِ (الاعراف: ۹۶) ''اور اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور پرہیزگار ہو جاتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے'' بے شک یہ اللہ کا وعدہ ہے اور إِنَّ اللَّهَ لاَ يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ ''بے شک اللہ (اپنے) وعدے کے خلاف نہیں کرتا''۔

لہٰذا مہلت عمل ختم ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے مظاہر اب پوشیدہ نہیں رہے۔ پاکستانی مسلمانوں کو ہر حال میں شریعت کو حَکم اور بالادست بنانا ہوگا۔ وگرنہ اکابر مجرمین کے جرائم اور سیاہ کاریاں ہر خاص و عام کے لیے اللہ کے قہر کو بھڑکانے کا ذریعہ بنتی رہیں گی اور عذاب الٰہی کے تازیانے دنیا و آخرت میں سہنے ہوں گے، نہ دنیا میں کبھی سکون و راحت میسر آسکے گا اور نہ ہی آخرت کی شرمندگی سے بچنے کا سامان کیا جا سکے گا۔ اسی عظیم بدنصیبی کو قرآن مجید ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے خَسِرَ الدُّنۡيَا وَالۡآخِرَةَ ذَلِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ (الحج: ۱۱) ''دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی تو نقصانِ صریح ہے''۔

☆☆☆☆☆

مالک نے باندھا کیوں؟

عامرہ احسان صاحبہ

موت کتنی ارزاں ہوگئی! ہم ایک سانحے سے سنبھل نہیں پاتے کہ اس سے بڑا تھپیڑا آن پڑتا ہے۔طیارے کا حادثہ،موت کے ناگہانی پن اور انسان کی بے بسی کی دلیلِ مجسم تھا۔دل دماغ اس سے نمٹ رہے تھے کہ بارش قہر بن کرٹوٹ پڑی۔

محکمہ موسمیات اسباب و وسائل کے ہوتے ہوئے ناگہانی آفات سے تحفظ کے ادارے Disaster Management کے باوجود حکومتی سطح پر سیلاب زدگان سے غفلت ناقابل معافی ہے۔دوسری جانب یہ بھی رُک کر سوچنے کی بات ہے کہ یہ پے در پے آفتیں آخر بات کیا ہے؟ برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر! ۱۱/۹ کے بعد سے ہم ہمہ نوع آفات کی زد میں ہیں۔

۲۰۰۵ء کا زلزلہ ہمیں جھنجوڑ ڈالنے کو بہت کافی تھا کہ ہم اپنی سٹاک ٹیکنگ کرتے۔خود احتسابی کرتے مگر ہم تو حدیث میں مذکور نادان اونٹ سے بھی گئے گزرے ثابت ہوئے جو نہیں جانتا کہ مالک نے باندھا کیوں اور کھولا کیوں۔یہی المیہ زلزلہ کے طویل سلسلہ ہائے آفٹر شاکس کے دوران میں بھی رہا تھا۔پلیٹیں سرک جانے کے فلسفے، زلزلے کا مرکز، فالٹ لائن کے تذکرے۔انہی مادی اسباب و وجوہات میں کھو کر ہم اس فاعلِ حقیقی کو بھولے رہے جو پلیٹوں کا مالک ہے جس کے قبضۂ قدرت میں سلسلہ ہائے اسباب ہیں جو زمانوں کا جہانوں کا خدا ہے!

یہ زمیں یہ فلک۔اس کی کائنات کے عظیم الشان سربستہ رازوں میں سے سائنس کے نام سے جتنی معلومات تک ہماری رسائی ہوگئی وہی ہمارے دماغ کو چڑھ گئی اور ان علوم کے پیچھے کارفرما العلیم، الخبیر، عالم الغیب والشھادۃ، المقتدر القادر، الغالب مالک والملک کو ہم بھول جاتے ہیں۔ایسے میں تمام تر مادی اسباب کو لمحہ بھر میں درہم برہم کرکے وہ ہماری اوقات یاد دلا دیتا ہے شرط یہ ہے کہ اندر کی آنکھ بینا ہو!!!

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں!

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو جن قواعد و ضوابط پر استوار کیا ہے وہ عام حالات میں Predictable ہوتے ہیں۔کسی حد تک اس کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے کہ متوقع امور یہ اور یہ ہیں۔اسی پر تمام تر سائنسی ترقی موقوف ہے لیکن اگر بے خدا سائنس کا ہیضہ نہ ہوا ہوتو اللہ تعالیٰ نے اس دور (فتنہ دجال کی شروعات) کا تریاق سورۃ الکہف میں دو الفاظ سے ہماری تربیت کی ہے ان شاءاللہ' اگر اللہ چاہے اور ماشاءاللہ جو اللہ چاہے،سائنس کی لگام اللہ کے ہاتھ میں ہے اس قادرِ مطلق کا تذکرہ زبان پر لانا سائنسی فیشن کے خلاف ہے حالانکہ یہ انتہائی غیر سائنسی رویہ ہے کہ اللہ کے بنائے اصول وقوانین کو دریافت Discover کرنے والا تو پوری دنیا میں جانا اور مانا جائے اور ہر ہر کلیہ پر ایک ایک سائنس دان کے نام کا ٹھپہ ہو' اگر ذکر حرام ہو تو بنانے والے، چلانے والے، فاطر السموٰت والارض کا! بدیع السموٰت والارض کا! خالق مالک رب کا!

جب خیبر پی کے پورا طوفانِ نوح کا منظر پیش کر رہا تھا۔اسلام آباد جیسا شہر ۲۹ جولائی کی شام تک جابجا غرقابی کے مناظر پیش کر رہا تھا۔محکمہ موسمیات کے بڑوں نے نجی چینلوں پر جمعہ کی شام ۳۰ جولائی تک بارش کے تسلسل کی پیشین گوئی کی اور رات بھر موسلا دھار بارش کی پیشین گوئی کی پٹی چلتی رہی۔بادلوں ہواؤں کے نظام کے مطالعے کے ساتھ اگر تھوڑی سی آمیزش ایمان کی ہوجاتی تو وہ قوم جو منہ اٹھا کر ٹیلی ویژن پر ہر خبر پر نظر کی منتظر ہوتی ہے شاید سربسجود ہو کر بادلوں کے رب، رب میکائیل و جبرائیل کی طرف بھی رجوع کرتی۔

صبح دھوپ نکل آئی مہربان مالک نے' وہ موسلا دھار بارش والے بادل دعاؤں، آہ وزاریوں کے صدقے دور کیے اگرچہ اپنے نئے خدا امریکہ کے لیے حافظِ قرآن، صاحبِ ایمان، سجدہ ریز پیشانیوں والے بہت کچھ حکومت نے جیلوں میں ٹھونس دیے پھر بھی نیا بل منظور ہونے تک ابھی کچھ' دہشت گرد' راتوں کو سجدہ ریز ہو کر اس قوم کی مغفرت اور اللہ کی رحمت مانگنے والے موجود ہیں' نیا بل ایمان والوں داڑھی والوں کے لیے ۳۰ دن کی بجائے ۹۰ دن پولیس کی حراست میں رکھنے کا اذن مانگ رہا ہے!

> لال مسجد جامعہ حفصہ کا پہاڑوں جیسا گناہ ہمارے قومی اعمال نامے کا بھیانک باب ہے۔قبائل کے لاکھوں انسانوں کو دربدر کرنے ان کے سر کی چھت چھیننے اور آپریشن کے نام پر پوری آبادیوں، بستیوں میں امریکہ کی خوشنودی کی خاطر جو گناہوں کی فصل ہم نے بوئی ہے مسلمانوں کے خون سے سینچی ہے۔(لا الہ کے وعدے پر حاصل کردہ اس پاک سرزمین میں) اسے کاٹنا بھی تو پڑے گا۔

(اور اغواشدگان جو قانون عدالت سے ماورا پہلے ہی جیلوں میں چھ آٹھ مہینوں اور سالوں سے جیلوں عقوبت خانوں میں لاپتہ ہیں؟) واپس چلتے ہیں منہ زور سیلاب کے تھپیڑوں کی طرف، زلزلے ہی کی طرح یہ بھی اللہ کا عذاب ہے اب بھی ہم نہ مانیں تو کیا ہم بنی اسرائیل کی طرح ایسی ہی ۹ نشانیوں کے طلب گار ہیں؟ سیلاب زدہ علاقے سے جو اطلاعات موصول ہو رہی تھیں بذریعہ ٹیلی ویژن اور ٹیلی فون وہ اللہ کے خوف سے لرزا دینے کو بہت تھیں منہ زور پانی کی لہریں گویا آنکھیں رکھتی ہیں

(باقی صفحہ نمبر ۳۳ پر)

......شاید انہیں جگا دے

جمال عبداللہ عثمان

''رسول محمد'' ہمارا ہم جماعت تھا۔ ذہین تو نہ تھا لیکن اس کی شرافت میں کبھی کسی کو شک نہ ہوا۔ زبان میں لکنت تھی۔ شریر لڑکے نقل اُتارتے، لیکن کبھی حرفِ شکایت زبان سے نہ سنا۔ سات جماعتوں کے بعد شاید وہ سمجھ گیا کہ لکھنا پڑھنا اس جیسوں کا کام نہیں۔ چنانچہ اسکول کو خیر باد کہہ کر اپنے والد کے ساتھ انڈوں کے کاروبار میں شریک ہوگیا۔ زندگی کا پہیہ چلتا رہا۔ اسکول کا زمانہ ختم ہوا۔ کوئی گاؤں میں صبح شام کرتا رہا، کسی کی زندگی شہر میں اُلجھ گئی۔ سالوں بعد کبھی جانا ہوتا، ملاقات ہو جاتی۔ وہی دھیما لہجہ، وہی اخلاص سے بھرپور گفتگو۔ آج طویل عرصے بعد رسول محمد کا نام کانوں میں پڑ رہا تھا، مگر ''اللہ بخشے'' کے اضافے کے ساتھ۔

رسول محمد کی موت کیسی اندوہناک ہے، آپ بھی اس کی روداد پڑھیے: ''بارشوں کے بعد علاقے کے دریا میں طغیانی آئی۔ طغیانی اپنے ساتھ مچھلیوں کی بڑی مقدار لے کر آتی ہے۔ چنانچہ وہ اور اس کے بھائی شکار کے لیے نکل گئے۔ انہیں کیا معلوم تھا مچھلیاں شکار کرتے کرتے وہ خود شکار ہو جائیں گے۔ وہ ابھی دریا میں ہی تھے کہ اچانک اندھیرا چھا گیا۔ جب تک وہ اپنے آپ کو سنبھال رہے تھی، تب تک دریا بپھر چکا تھا۔ بڑے بڑے پتھر لڑھکتے ہوئے آ رہے تھے۔ دونوں نے ایک ٹیلے کا سہارا لیا، مگر موت ان کے تعاقب میں تیزی سے آ رہی تھی۔ کوئی ان کی آواز سن سکتا تھا نہ کسی میں مدد کو پہنچنے کی ہمت تھی۔ صبح کے گئے دوپہر تک واپس نہ آئے تو گھر والوں کو تشویش ہوئی۔ شدید بارش میں چند افراد تلاش کے لیے نکل گئے۔ شاید رسول محمد اور بھائی کی دُعائیں رنگ لے آئی تھیں۔ انہیں دور سے گھر کے افراد نظر آئے۔ وہ ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' والی صورتِ حال تھی۔ آنکھوں میں چمک آ گئی، لیکن موت کے اس کنویں سے نکالنا ان کے بس میں بھی نہ تھا۔ چنانچہ گاؤں کے لوگوں کو بلایا گیا۔ سیڑھیوں کا انتظام ہوا، رسّیاں منگوائی گئیں۔ مگر اس منہ زور طغیانی کے سامنے ایسی حرکتیں بھی دیوانے ہی کر سکتے تھے۔ فوج کی چوکی زیادہ دور نہ تھی۔ انہیں مدد کے لیے پکارا گیا، شنوائی نہ ہوئی۔ رات کا اندھیرا چھانے لگا۔ دل کی دھڑکنیں مزید تیز ہونے لگیں۔ گاؤں کے لوگ ٹوٹے دلوں کے ساتھ چھٹنے لگے۔ قریبی عزیز ساری رات سجدے میں پڑے زندگی کی بھیک مانگتے رہے۔

اگلی صبح سیلاب کا ایک خوفناک ریلا لے کر نمودار ہوئی۔ ٹیلے کے آس پاس کٹاؤ مسلسل بڑھ رہا تھا۔ علاقے کے معززین پھر ہیلی کاپٹر کی بھیک مانگنے گئے، مگر افسوس! کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس کے ذہن میں آیا ہو کہ یہ صرف دو جانیں نہیں پوری انسانیت کی زندگی ہے۔

اگلا دن بھی ڈھل گیا۔ شام ہوئی۔ ایک اور خوفناک رات گزر گئی۔ اگلی صبح طلوع ہوئی تو رسول محمد کے خاندان کے لیے روشنی کی جگہ اندھیرا لے کر آئی۔ صبح دونوں بھائی ٹیلے سمیت غائب تھے۔ شام کو فورسز نے رسول محمد کی لاش اور اس کے بھائی کا کٹا پھٹا جسم تلاش کر لیا۔''

اس وقت پورا ملک سیلاب اور طوفانوں میں گھرا ہوا ہے۔ ایک کروڑ ۲۰ لاکھ متاثرین کی زندگی کانٹوں پر گزر رہی ہے۔ ۲۰۰۵ کے زلزلے سے ۶ لاکھ ۱۱ ہزار مکانات کو نقصان پہنچا تھا، آج ساڑھے چھ لاکھ گھر سیلاب کی نذر ہو رہے ہیں۔ ۲ ہزار سے زائد جانیں چلی گئی ہیں۔ بجلی کا نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ کھانے کو روٹی ہے نہ پینے کو پانی۔ کیا عجب بات ہے پانی میں ڈوبے ہوئے پانی کو ترس رہے ہیں! کیمپوں کے اندر تقریباً چودہ لاکھ بچے بلک رہے ہیں۔ وہ خواتین جن کے آنچل کبھی سر سے نہ اُترے تھے، آج کھلے آسمان تلے پڑی ہیں۔ آزاد کشمیر، گلگت بلتستان سمیت چاروں صوبے زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں۔ سندھ میں سکھر، گھوٹکی، شکار پور، لاڑکانہ اور دادو میں دو ہزار سے زائد دیہات زیرآب ہیں۔ ۱۹ اضلاع متاثر ہیں۔ ۱۰ لاکھ کے قریب بے سروسامانی کے عالم میں ہیں۔

پنجاب کی تباہی بھی خون کے آنسو رُلاتی ہے۔ لاکھوں لوگ چھت سے محروم ہو چکے ہیں۔ راجن پور، ڈیرہ غازی خان، کوٹ ادو اور مظفر گڑھ......کون سا علاقہ ہے جہاں تباہی نہ پھیلی ہو! شورش زدہ بلوچستان کو دیکھیے، طوفانی بارشوں اور سیلاب کے باعث مکانات منہدم ہیں، ہزاروں ایکڑ پر کھڑی فصلیں تباہ ہو چکی ہیں۔ بارکھان، کوہلو اور سبی میں بارشوں کا سو سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے۔ کٹے پھٹے خیبر پختون خوا کی صورتِ حال بھی جگر کو خون کیے دے رہی ہے۔ نوشہرہ ڈوبنے کے بعد تعفن ہے۔ بالائی سوات میں لاکھوں انسان پھنسے ہوئے ہیں۔ اشیائے خورد و نوش کی شدید قلت ہے۔ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ قحط کی سی صورتِ حال ہے۔ ہیلی کاپٹروں کے چکر پر چکر لگ رہے ہیں، لیکن سیاح اور غیر ملکی ہی قابلِ توجہ ہیں۔

ایک صاحب درد کا تبصرہ یوں ہے کہ ''متاثرین کے لیے ہیلی کاپٹر نہیں، بم برسانے کے لیے بے شمار آ جاتے ہیں۔'' ستم ظریفی ملاحظہ کیجیے ''کالام'' کی ایک خاتون کی ڈیلیوری کا وقت قریب تھا، شوہر نے اسے ہیلی کاپٹر میں ہسپتال لے جانے کے لیے دُہائیاں دیں لیکن بتایا گیا یہ ''عام افراد'' کے لیے نہیں۔ نتیجتاً زچہ و بچہ اس ظالم دنیا سے شکوہ کناں چلے گئے۔ کالام، بحرین، مدین ''عبرت کی جا'' کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ ۵۰ مہنگے ترین ہوٹل، ۴۰۰ پختہ مکانات، ۲۵۰ بھری پری دکانیں، تمام قدیم شاہراہیں اور رابطہ پل طوفانِ نوح کے بعد کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ کالام ہوٹلز ایسوسی ایشن کے

> بے عقل جس ''جشن'' کو ''طالبان'' کے لیے اذیت کا ذریعہ سمجھ رہے تھے، پتا نہیں تھا یہ کسی اور کے غصّے کا باعث بن رہا ہے۔ مجھے خلافت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ رہ رہ کر یاد آ رہا ہے۔ اس خطبے میں یہ ارشاد تھا: ''اے لوگو! یاد رکھو جب کسی قوم میں فحاشی و عریانی پھیل جائے تو اللہ تعالیٰ اس پوری قوم پر اپنا عذاب نازل فرما دیتے ہیں۔''

صدر عبدالودود کا کہنا ہے: ''سیلاب نے تاریخی تباہی مچائی ہے۔انفرا اسٹرکچر مکمل تباہ ہے۔ہوٹلوں میں کوئی سلامت نہیں رہا۔کاروبار ختم ہوگیا ہے۔کھانے پینے کو کچھ نہیں رہا''۔ واقعی آج یہ علاقے ایسے پڑے ہیں جنہیں دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ یہ وہی پُر فضا مقامات ہیں جہاں کا حسن دیکھنے لوگ دنیا بھر سے آتے تھے۔میں سوچوں میں ڈوبا ہوا ہوں، کیا یہ وہی کالام ہے جہاں آج سے صرف تین ہفتے قبل پورے پاکستان سے میلے کے نام پر لوگوں کو اکٹھا کیا گیا تھا؟ جہاں راگ رنگ کی محفلیں سجی تھیں؟ جہاں جشن سے قبل چیلنج کیا گیا کہ کسی میں ہمت ہے تو رکوا کے دکھا دے؟ ''طالبان'' کو ذہنی اذیت دینے کے لیے جو تقریبات ہوئیں اس پر لاحول ولا قوۃ پڑھے بغیر چارہ نہیں۔ہوٹلوں کو ہدایات تھیں کہ برائے نام کرایہ وصول کیا جائے۔تمام سہولیات فراہم کی جائیں۔ریسٹورنٹ ایسے سجائے گئے تھے گویا کسی ملک پر فتح کا جشن منایا جا رہا ہو۔نادانوں کو معلوم نہ تھا کہ انسانوں کو چیلنج کر کے آخر کس کو چیلنج کیا جا رہا ہے؟

بے عقل جس ''جشن'' کو ''طالبان'' کے لیے اذیت کا ذریعہ سمجھ رہے تھے، پتا نہیں تھا یہ کسی اور کے غصّے کا باعث بن رہا ہے۔مجھے خلافت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ رہ رہ کر یاد آ رہا ہے۔اس خطبے میں یہ ارشاد تھا: ''اے لوگو! یاد رکھو جب کسی قوم میں فحاشی و عریانی پھیل جائے تو اللہ تعالیٰ اس پوری قوم پر اپنا عذاب نازل فرما دیتے ہیں۔'' یقیناً پوری قوم فحاشی وعریانی اور ظلم وستم میں ملوث نہیں ہوتی، مگر عذاب کے مستحق سب بن جاتے ہیں۔معصوم بچوں، بوڑھوں اور خواتین کا کوئی قصور نہیں ہوتا، لیکن جب آگ لگتی ہے تو سوکھی لکڑیوں کے ساتھ سرسبز وشاداب درخت بھی جل جاتے ہیں۔مارگلہ کی پہاڑیوں میں طیارے سے لگنے والی آگ ہرے بھرے درختوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔جب قدرت کو غصہ آتا ہے تو پھر رسول محمد جیسے نیک لوگ تو بہترین اجر کے مستحق ہو جاتے ہیں۔وہ اپنے اعمال کا بدلہ پا لیتے ہیں۔باقی خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے ہیں۔اچھے اور برے کے لیے چھانی بعد میں لگتی ہے، دنیا میں اس خوفناک انجام سے دوچار سب کو ہونا پڑتا ہے۔

سوائے اہلِ وطن! شاید ہمارے لیے بھی مہلت کی گھڑیاں ختم ہو رہی ہیں۔چاروں صوبے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں رجوع کر لو۔یہ گڑگڑانے اور رونے کے دن ہیں۔بھوکا، پیاسا، ڈوبا اور زخم زخم پاکستان بزبانِ حال کہہ رہا ہے: میں ۶۳ سال سے اپنے پیٹ پر ظلم وستم برداشت کرتا رہا، اب میری ہمت جواب دے چکی ہے۔ذرا ان کے بارے میں تصور کرو جو سر سے پاؤں تک پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن پینے کو ترس رہے ہیں۔کل کہیں مال ودولت اور عیش وعشرت میں تم بھی بے بسی کی موت نہ مارے جاؤ، کیونکہ جب سیلاب آتے ہیں، دریا بپھرتے ہیں تو پھر بے ضرر اور نیک ''رسول محمد'' بچتا ہے، نہ فحاشی وعریانی کے میلے منعقد کرنے والے۔پس آیئے ہاتھ اُٹھائیں ہم بھی، گڑگڑائیں ہم بھی۔ہم بھی حضرت اقبالؒ کے الفاظ میں نالہ وفریاد کریں

پھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے
رونا مرا وضو ہو، نالہ مری دعا ہو
اس خامشی میں جائیں اتنے بلند نالے
تاروں کے قافلے کو میری صدا درا ہو
ہر دردمند دل کو رونا مرا رُلا دے
بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے

☆☆☆☆☆

بقیہ: مالک نے باندھا کیوں؟

ہر قطرے میں آنکھ تھی کہ کسے بہانا ہے اور کیسے غرق کرنا ہے۔چشم دید گواہان سے گرتی عمارتوں، بہہ جانے والے ہوٹلوں، ریستورانوں، انسانوں کی بے بسی کی داستان مت پوچھئے۔یہ تلپٹ کر دینے والے زلزلے سے کسی طور کم نہیں۔ہم اپنے گناہوں کے تھپیڑے کھا رہے ہیں مظلوم کی آہ اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

لال مسجد جامعہ حفصہ کا پہاڑوں جیسا گناہ ہمارے قومی اعمال نامے کا بھیانک باب ہے۔قبائل کے لاکھوں انسانوں کو دربدر کرنے ان کے سر کی چھت چھیننے اور آپریشن کے نام پر پوری آبادیوں، بستیوں میں امریکہ کی خوشنودی کی خاطر جو گناہوں کی فصل ہم نے بوئی ہے مسلمانوں کے خون سے سینچی ہے۔(لا الہ کے وعدے پر حاصل کردہ اس سرزمین میں) اسے کاٹنا بھی تو پڑے گا۔مظلوموں کے آنسو طوفانی لہروں اور موجوں کی صورت ہمارا سب کچھ بہائے لے جا رہے ہیں اور ہم ہوش کے ناخن نہیں لے رہے۔خون آشام لکشمی دیوی کے چرنوں میں جو مسلمانوں کے لاشے ہم نے ڈالے تھے یہ اسی کا بھگتان ہم دے رہے ہیں اور مرے تھے جن کے لیے اُن کی طرف نگاہ کیجیے۔

ذرا ہمارے دشمن کے بیچ بیٹھ کر لہک لہک کر ہمیں صلوٰتیں سنانے کا کیمرونی انداز تو دیکھیں۔سیکڑوں امریکی فوجی کیا سیلاب زدگان کی خدمت کے لیے آ رہے ہیں؟ کیری لوگر بھیک مانیٹر کرنے کے لیے ۲۳۵ امریکی مزید روپیہ روپیہ گنیں گے! خدارا اللہ کے غضب سے ڈریں اللہ کی عطا مملکت خداداد پاکستان کو امریکہ کے ہاتھوں کوڑیوں کے بھاؤ بیچ کر اُن پر پاکستان کے دروازے کھول کر ہم اپنے ڈیتھ وارنٹ پر دستخط کر رہے ہیں۔

رمضان آ رہا ہے شیطان جکڑا جائے گا، ہمت باندھ کر لگے ہاتھوں امریکہ سے چھٹکارا حاصل کریں۔اقتدار کے پایوں سے چمٹے امریکہ کے حواریوں سے جب تک جان چھڑائی نہ گئی امریکی کمبل بھی ہماری جان نہیں چھوڑے گا۔ہم اللہ کے غضب اور بے رحم حکومتوں کے بیچ یونہی کیڑے مکوڑے کی طرح حقیر ہوتے رہیں گے۔ماہ رمضان، ماہ قرآن، ماہ رحمت ومغفرت ہے۔اللہ کا حکم مان جائیں۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو یہودیوں اور نصاریٰ کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے (المائدہ ۵۱)۔یہ رفاقت کی سزا ہم بہت بھگت چکے اور مسلسل بھگت رہے ہیں۔ہمارا شمار مغضوب اور ضالین میں ہو رہا ہے، ہم اللہ کی رہنمائی سے محروم گھپ اندھیروں میں عذاب کے تھپیڑوں میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔لوٹ آیئے سوائے مادر آ کہ تجارت کند!

☆☆☆☆☆

افغانستان: نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن

کاشف الخیری

'سر منڈاتے ہی اولے پڑے' کا محاورہ افغانستان میں نئے ایساف کمانڈر پیٹریاس پر صادق آیا...... جب اُس کی افغانستان میں تعیناتی کے چند ہی دنوں بعد یکم اگست ۲۰۱۰ کو ہالینڈ کی فوج افغانستان سے بھاگ گئی۔ ڈچ فوج ۲۰۰۶ کے اوائل میں افغانستان آئی تھی اور یہ صوبہ ارزگان میں تعینات تھی۔ یاد رہے کہ افغانستان میں فوج رکھنے یا وہاں سے بھاگنے کے بارے میں اختلافات کے بعد فروری ۲۰۱۰ میں ہالینڈ میں حکومت گر گئی تھی۔

ایک جانب صلیبی اتحادی بھاگ رہے ہیں اور دوسری جانب اوباما نے افغانستان کے لیے ۳۷ ارب ڈالر کے فوجی بجٹ کی منظوری دے دی ہے۔ جب اللہ کی مار پڑے تو دنیا کے سامنے دانش و بینش کے ائمہ کے اذہان بھی اس طرح ماؤف ہو جاتے ہیں اور عقل وخرد پر قفل چڑھے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کے فوجی' مجاہدین کی کارروائیوں میں جس طرح افغانستان میں روزانہ موت کی وادیوں میں گم ہو رہے ہیں' وہی کیا کم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے معاشی طور پر امریکہ کا بھرکس نکل گیا ہے لیکن اس کے باوجود اوباما افغان جنگ میں ۳۷ ارب ڈالر جھونک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں کفار کی اس ذہنیت کا تذکرہ فرماتے ہیں اور ساتھ ہی ان کی کاوشوں اور کوششوں کا نتیجہ بھی بیان فرما دیتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ (الانفال:۳۶) ''بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں اللہ کی راہ سے، سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر وہ (مال خرچ کرنا) اُن کے لیے حسرت کا باعث ہوگا اور وہ مغلوب ہوں گے''۔

یہود و نصاریٰ افغانستان کو نا صرف عسکری طور پر مغلوب کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ افغان مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے منصوبے پر بھی عمل پیرا ہیں۔ اسی منصوبے کے تحت مختلف این جی اوز اور ''فلاحی اداروں'' کی شکل میں عیسائی مشنری منظم طور پر سرگرم عمل ہے۔ ۷ راگست 2010 کو طالبان نے بدخشاں میں ۶ امریکیوں سمیت ۸ ڈاکٹروں اور اُن کے ۲ مترجموں کو ہلاک کر دیا، ان ڈاکٹروں میں برطانوی اور جرمن ڈاکٹر بھی شامل تھے۔ ڈاکٹروں کی یہ ٹیم طبی امداد کے نام پر افغان عوام کو ارتداد کا راستہ اختیار کرنے کی طرف مائل کرتی تھی۔ ان کے قبضے سے فارسی میں بائبل کے تراجم اور مسیحی لٹریچر بھی برآمد ہوا۔ طالبان نے یہ تمام ثبوت ایک ویڈیو کے ذریعے دنیا کے سامنے پیش کیے۔ طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے بتایا کہ ''یہ لوگ مسیحی مبلغ تھے، جو اُس علاقے میں خفیہ معلومات جمع کر رہے تھے، ہمیں اُن کے قبضے سے جاسوسی دستاویزات ملی ہیں۔''

گذشتہ ۹ سال سے جاری صلیبی جنگ میں یہود و نصاریٰ' مجاہدین کے مقابلے میں آ کر جس بُری طرح سے پٹتے ہیں' اُس کے جواب میں وہ ہمیشہ عامۃ المسلمین کو بہیمانہ انداز سے قتل کر کے اپنے سینوں میں لگی بدلے کی آگ کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔ ۲۴ جولائی کو جنوب مشرقی صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں ریگی نامی گاؤں پر امریکی طیاروں نے وحشیانہ بم باری کی، جس کے نتیجے میں معصوم بچوں اور خواتین کی بڑی تعداد سمیت ۱۶۰ ر افراد شہید اور ۵۰۰ سے زائد زخمی ہو گئے۔ یہود و نصاریٰ کے لشکروں کو جس قدر بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہو' اُسی قدر وہ عام آبادی کو تہہ تیغ کر کے ''دہشت گردوں کی ہلاکت'' کی رپورٹس میڈیا کو فراہم کرتے ہیں۔

جولائی ہی کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں سے امریکہ کو ایسی پیہم ضربیں لگائیں کہ موجودہ صلیبی جنگ کی تاریخ میں اب تک امریکی افواج کو ایسے حالات اور ایسے جانی و مالی نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ کابل میں موجود باگرام ایئر بیس' جو کہ امریکی فوج کا افغانستان میں سب سے بڑا اڈہ ہے' میں ۲۰ فدائی مجاہدین نے داخل ہو کر تاریخی کارروائی کی۔ اس کارروائی کی قیادت ایک جرمنی سے تعلّق رکھنے والے مجاہد ابوطلحہ المانی کر رہے تھے۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے باگرام ایئر بیس کے اندر جا کر صلیبیوں کو جی بھر کر شکار کیا اور پھر اپنے جسموں پر بندھی فدائی جیکٹس کے ذریعے دھماکے کر کے امریکیوں کو جہنّم واصل کیا۔ اس کارروائی میں مجاہدین کے محتاط اندازے کے مطابق ۱۰۰۰ ر امریکی فوجی مارے گئے جبکہ ایئر بیس پر موجود ۸۰ ہیلی کاپٹر اور بیسیوں فوجی گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ اسی کارروائی کے بعد میک کرسٹل سے استعفیٰ لیا گیا۔ اگرچہ میڈیا میں میک کرسٹل کے استعفیٰ کی جو کہانیاں سامنے آئی ہیں' اُنہی کو اُس کی رخصتی کا سبب سمجھا جا رہا ہے لیکن یہ ضرب اس قدر شدید تھی کہ صلیبی بلبلا اٹھے اور میک کرسٹل کو اس کی ناکامی کی بنا پر مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔ اس کارروائی سے پہلے ابوطلحہ المانی شہیدؒ نے ایک خواب دیکھا کہ وہ باگرام ایئر بیس میں میک کرسٹل کے دفتر تک پہنچ جاتے ہیں اور وہاں موجود میک کرسٹل کے سینے میں خنجر پیوست کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی فتح و امداد کی بدولت یہ عظیم الشان کارروائی انجام پذیر ہوئی اور صلیبی لشکر کا سالار سیاہ رو ہو کر ذلت و رسوائی کی تصویر بنے اوراقِ تاریخ کے سپرد ہو گیا۔

صلیبی اتحاد کا' تاش کے پتوں سے بنے محل کی مانند بکھرنے کا آغاز ہو چکا ہے۔ باہمی منافرت نے اُنہیں آپس میں بھی دست و گریبان کر رکھا ہے۔ پٹریاس اور رابرٹ گیٹس کے درمیان اختلافات بھی شدت اختیار کر گئے ہیں۔

اس کارروائی کے چند ہی دن بعد جلال آباد ایئر پورٹ پر مجاہدین نے دھاوا بول دیا۔ پہلے ۸ سے ۱۰ ٹن بارود سے بھرا ہوا ٹرک کے ذریعے دھماکہ کیا گیا پھر ۶ پیدل فدائین ایئر پورٹ میں داخل ہو گئے۔ جنہوں نے اپنی کارروائی کو طے شدہ منصوبہ بندی کے تحت انجام دیا اور آخر میں صلیبیوں کے درمیان فدائی حملے کر کے جنتوں کے مکین بن گئے۔ اس کارروائی میں ۲۰۰ صلیبی فوجی مارے گئے جبکہ ۲۰ ڈرون طیارے بھی تباہ ہوئے۔

امریکی اخبار لاس اینجلس ٹائمز لکھتا ہے کہ ''افغان جنگ کا زیادہ دباؤ اور بوجھ امریکی فوج پر منتقل ہوتا جا رہا ہے۔ امریکی فوجی جو کہ افغانستان میں نیٹو کا دوتہائی حصّہ ہیں' ان کی ہلاکتیں بھی سب سے زیادہ ہو رہی ہیں۔

افغانستان میں ۹ سالہ جنگ کے دوران رواں سال جولائی کا مہینہ امریکی فوج کے لیے خونریز ترین رہا ہے۔

امریکی نائب صدر جو بائیڈن نے کہا ہے کہ ''جولائی ۲۰۱۱ میں افغان سیکورٹی فورسز کو سیکورٹی کی ذمہ داریاں سونپنا شروع کر دیں گے''۔ امریکہ اپنی جان بچانے کے لیے افغانستان سے بھاگنا چاہتا ہے اور افغان فوج کو اس قابل بنانا چاہتا ہے کہ وہ افغانستان کی سیکورٹی کو سنبھال سکے۔ جبکہ افغان پولیس کی حالت زار کو بیان کرنے کے لیے یہ لطیفہ نما خبر کافی ہے کہ ''افغان پولیس کو لکڑی کے کھلونا ہتھیاروں سے تربیت دی جا رہی ہے۔ یہ فیصلہ حال ہی میں افغان پولیس جوانوں کا اپنے ہتھیاروں سے خود کو زخمی کر لینے کے بعد کیا گیا۔ بعض پولیس اہل کاروں کے اپنے ہتھیار بلیک مارکیٹ میں فروخت کرنے کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں، جس کے بعد ان سے اصلی ہتھیار واپس لے لیے گئے''۔

صلیبی اتحاد کا' تاش کے پتوں سے بنے محل کی مانند بکھرنے کا آغاز ہو چکا ہے۔ باہمی منافرت نے اُنہیں آپس میں بھی دست و گریبان کر رکھا ہے۔ پٹریاس اور رابرٹ گیٹس کے درمیان اختلافات بھی شدت اختیار کر گئے ہیں۔ امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس اور افغانستان میں نئے امریکی جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کے مابین افغانستان سے امریکی فوجوں کے انخلا کے معاملے پر اختلافات شدید ہو گئے ہیں۔ گیٹس امریکی فوجیوں کے لیے افغانستان سے انخلا کی مقرر کردہ تاریخ (جولائی ۲۰۱۱) سے فوجوں کی واپسی چاہتا ہے جبکہ پٹریاس ''آخری فتح'' تک زور لگانا چاہتا ہے۔ گیٹس' اوباما انتظامیہ پر زور دے رہا ہے کہ امریکی افواج کو افغانستان کی سرزمین میں کلی طور پر دفن کرنے کی پالیسی بنانے سے گریز کیا جائے۔ جبکہ پٹریاس آخری امریکی فوجی کی قیمت پر ''آخری فتح'' کا خواہش مند ہے۔

اس اختلاف کا جو بھی فیصلہ ہو، مجاہدین کے لیے ہر صورت میں نفع کا سودا اور فتح کی خوش خبریاں ہیں۔ اگر گیٹس کی خواہش پر امریکہ اور صلیبی اتحادی افغانستان سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں تو یہ تاریخ انسانی میں باطل قوتوں کی عظیم ترین ہزیمتوں میں سے ایک ہزیمت ہو گی اور اگر پٹریاس کی دلی تمنا بر آتی ہے تو افغانستان کے دشت و جبل صلیبیوں کے آخری فوجی تک کی لاش کو اپنے اندر سمونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ خصوصاً باگرام اور جلال آباد ایئر پورٹ کی کارروائیوں کے بعد تو امریکی افواج بری طرح سہمی ہوئی ہیں اور موت کے خوف سے اُن میں سے اکثریت ذہنی و نفسیاتی طور پر مفلوج ہو چکی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک امریکی فوجی تو درکنار' عام امریکی شہری بھی اس جنگ سے عاجز آ چکا ہے اور شکست و ریخت کو سینے سے لگانے پر تیار بیٹھا ہے۔ گیلپ کے کرائے گئے حالیہ سروے کے مطابق ۴۳ فیصد امریکی عوام افغانستان میں امریکی فوج کو بھیجنے کے فیصلے پر پچھتا رہی ہے۔ بہر حال ان دونوں میں سے جو بھی صورت صلیبی اپنے لیے پسند کریں' مجاہدین کے لیے تو دونوں صورتوں میں بھلائی ہی بھلائی اور فتح و نصرت کی خوشخبریاں ہی ہیں، متذکرہ بالا دونوں آپشنز میں سے امریکی جس کا بھی انتخاب کریں مگر طالبانِ عالیشان تو امارتِ اسلامیہ کے قیام کے ذریعے شریعت کی فرمانروائی قائم کریں گے اور طاغوتی لشکروں کے لیے اجل کا پیغام ثابت ہوں گے۔ ان شاء اللہ

جولائی میں باگرام ایئر بیس پر ہونے والی کارروائی میں مجاہدین کے محتاط اندازے کے مطابق ۱۰۰۰/امریکی فوجی مارے گئے جبکہ ایئر بیس پر موجود ۸۰ ہیلی کاپٹر اور بیسیوں فوجی گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ اسی کارروائی کے بعد میک کرسٹل سے استعفیٰ لیا گیا۔

☆☆☆☆☆

اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی نفس کو موت نہیں آسکتی، ہر ایک کے لیے موت کا ایک مقررہ وقت ہے''۔

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہی بہترین حفاظت کرنے والے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں''۔

محمد منگل غزنی نے بتایا کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ٹینک ایک مجاہد اختر محمد کے اوپر سے گزر گیا لیکن وہ زندہ رہا، جب انہوں نے دیکھا کہ مجاہد تو زندہ ہے تو ٹینک واپس لا کر اس کے اوپر سے گزارا، لیکن اس کے باوجود اللہ کے حکم سے وہ زندہ رہا۔

پھر انہوں نے مجاہد اختر کو دوسرے دو مجاہدین کے ساتھ کھڑا کر کے ان تینوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ دشمن نے انہیں مردہ سمجھ کر مٹی میں خلط ملط کر دیا، دشمن کے جانے کے بعد مجاہد اختر محمد کھڑا ہوا اور مجاہدین کے ساتھ مل گیا اور ماشاء اللہ ابھی تک زندہ اور جہاد میں مصروف ہے۔

آخری مزاحمتی محاذ

مظفر اقبال

ہم افغانستان کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔صرف اس لیے نہیں کہ یہ پاکستان کا ہمسایہ ہے بلکہ اس لیے بھی کہ یہ عالم اسلام کو نئے استعماری جال میں جکڑنے کے لیے پایۂ تکمیل کو پہنچنے والے مغربی محاصرے کے خلاف آخری مزاحمتی محاذ ہے۔افغانستان کی جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی اور نہ اس کے مستقبل قریب میں ختم ہونے کا امکان ہے کیونکہ یہ اسی وقت ممکن ہے جب اس بہادر اور جرأت مند سرزمین کی کئی صدیوں کی تاریخ غائب ہو جائے اور پیچھے ایسی آبادی رہ جائے جو اپنی روح کھو چکی ہو۔جب تک ایسا ناممکن واقعہ پیش نہیں آتا، امریکہ کے زیر قیادت نیٹو کی افواج کئی نسلوں تک افغانستان کی اونچی نیچی وادیوں اور خوف ناک پہاڑوں میں پھنسی رہیں گی۔

اس میں اتحادیوں کی کامیابی کا کوئی امکان نہیں کیونکہ محاذ پر گزرتا ہر دن اُن سب کے لیے بڑھ چڑھ کر مشکل ثابت ہو رہا ہے جن کی زندگیاں خطرات سے دوچار ہیں۔لیکن جہاں ایک تعطل ہے، وہیں واشنگٹن میں یہ تسلیم کرنے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے کہ افغانستان میں بدقسمتی سے دوچار مہم جوئی ناکام ہو چکی ہے، وہ مہم جوئی جس کا آغاز جارج ڈبلیو بش نے کیا تھا۔

نائن الیون کے صدمے کی کیفیت میں امریکی انتظامیہ جس روش پر چل نکلی، اس میں سوچی سمجھی سیاست کاری کا دور دور تک نشان تک نہ تھا۔امریکی قیادت عوامی سطح پر کسی طرح یہ تسلیم نہیں کرتی کہ اس کے حالیہ اقتصادی بحران اور اس کی افغان مہم کے پانچ ارب ڈالر ماہوار اخراجات کے مابین کوئی تعلق ہے جبکہ یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ اقتصادی لاگ بکس پر سر جھکائے ''دانش مند'' دو اور دو جمع کرنے سے قاصر ہیں۔

بایں ہمہ حکمران عوام کے سامنے آئے دن وہی پرانی راگنی سناتے رہتے ہیں: ''بس اگلے دھاوے میں طالبان کو شکست ہونے والی ہے۔ابھی ہم نے آخری ہلا تو بولا ہی نہیں۔بس چند مزید ہفتے یا مہینے دے دیں اور ہم آخری طالب کا صفایا کر دیں گے''۔اور اس سب کچھ کے جواز میں وہی بے ہودہ اور واہیات راگنی سننے کو ملتی ہے: ''ہم اپنی سلامتی کے لیے لڑ رہے ہیں، ہمارے سپاہی ہمارے شہریوں کے تحفظ کے لیے بڑی بہادری سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ہم افغانوں کو امداد اور ترقی پہنچا رہے ہیں''۔اس لفاظی کو سمجھتے ہوئے آپ اس پرانی کہاوت کے سوا کوئی مثال نہیں کر سکتے کہ ''اتنا جھوٹ بولو کہ دنیا سچ ماننے لگے''۔

تاہم ان تمام جھوٹے دعاوی کے باوجود یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ تین صدیوں کے جمود کے بعد مسلم ذہن جاگنے لگا ہے اور اس کی ابتدائی انگڑائیوں میں خاصی ابتری، برہمی اور تشدد ہے لیکن یہ اب اس طرح سویا ہوا نہیں جب چند ہزار برطانوی سپاہی پورا برصغیر فتح کر سکتے تھے۔آج عالم اسلام کی صورت حال وہ نہیں جو پچاس سال پہلے تھی، جب استعماری اقوام نے ان سرزمینوں سے رخصت ہوتے وقت نئی استعماریت کا جال پھیلا لیا تھا جنہیں دو صدیوں تک لوٹتے رہے تھے۔

جارج ڈبلیو بش نے جو کیا وہ اس نے وسیع منظرنامے میں کسی چھوٹے آدمی کے کسی ''غلط اندازے'' کے باعث نہیں کیا بلکہ اُس نے اپنے فطری شکوک وشبہات کی بنا پر کیا جن کی بنیاد اسلام اور مسلمانوں سے نفرت پر استوار ہے۔یہ فطری نفرت چھوت کی بیماری ہے، یہ مغربی تہذیب کے بنیادی اداروں میں رچی بسی ہے۔یہ نوجوانوں کو سکھائی جاتی ہے اور بچوں کے ذہنوں میں ڈالی جاتی ہے جیسے ہی وہ سکول جانا شروع کرتے ہیں اور پھر یہ اقتصادی، سیاسی اور تعلیمی اداروں کے باہم مربوط اور ایک دوسرے سے وابستہ مفادات کے ذریعے مسلسل ذہن نشین کرائی جاتی ہے۔

اس تاریک منظرنامے میں روشنی کی کرنیں بھی ہیں۔بڑے پیمانے پر اور بار بار کی کذب بیانی سے مین سٹریم مغربی میڈیا ناقابل اعتبار قرار پا چکا ہے اور عوامی اعتماد کمزور پڑنے کے نتیجے میں لوگ دوسرے ذرائع کی طرف رجوع کرنے لگے ہیں۔جن میں انٹرنیٹ سب سے طاقت ور ہے، تاہم گھور اندھیرے میں روشنی کی چھوٹی سی کھڑکی کے باعث تسکین نہیں ہو سکتی۔مغربی دنیا کے بنیادی ادارے (اس کی اکیڈمیاں، اس کا اقتصادی ڈھانچہ، اس کے ثقافتی ادارے، اس کی آراسازایجنسیاں، اس کے سرکاری فنڈ سے چلنے والے کارخانے جو وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار تیار کرتے ہیں) اتنے طاقت ور ہیں کہ Restrepo یا TheQath جیسی چھوٹی چھوٹی فلموں سے گرائے نہیں جا سکتے' جو دونوں گزشتہ ماہ یورپ میں چھوٹے چھوٹے اجتماعات میں دکھائی گئیں، یا رابرٹ فسک جیسے چند صحافی اُنہیں نہیں گرا سکتے' جس نے گزشتہ ماہ کہا: ''میں نے کتنی ہی بار مغربی رپورٹروں کو افغانستان میں ''غیر ملکی جنگجوؤں'' کے متعلق باتیں کرتے ہوئے سنا لیکن ایک بار بھی کسی مین سٹریم مغربی ٹی وی سٹیشن نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہو کہ افغانستان میں ڈیڑھ لاکھ ''غیر ملکی لڑاکا'' ہیں اور یہ کہ ان سب نے اتفاق سے امریکی، برطانوی اور دوسری نیٹو وردیاں پہنی ہوئیں ہیں۔یہ ''ہم'' ہیں جو حقیقی ''غیر ملکی جنگجو'' ہیں۔

حرفِ آخر یہ ہے کہ یہ مغربی جارحیت کے خلاف آخری محاذ کا میدانِ جنگ ہے، جہاں عالم اسلام کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا ہے۔

☆☆☆☆☆

میڈیا کا جادو

سمعیہ سالم

میڈیا کمال کا جادو ہے۔ یہ وہ جادو ہے جس میں ہاتھ کی صفائی دکھائی جاتی ہے۔ عوام وہ کچھ دیکھتے ہیں جو جادوگر دکھانا چاہتے ہیں اور جس چیز کو یہ جادوگر دکھانا نہیں چاہتے وہ خواہ کوہ ہمالیہ ہی کیوں نہ ہو، یہ اسے عوام کی نظروں سے اوجھل کر دیتے ہیں۔ یقین نہ آئے تو ذرا صبر سے ہماری اگلی بات سن لیجیے۔ اگر یہ ''میڈیائی جادوگر،، آپ کی نظروں کے سامنے سامنے، اس دہائی کی سب سے بڑی خبر کو غائب کر دیں، یہاں تک کہ آپ کو کبھی اس کا خیال بھی نہ آئے اور آپ کبھی اس پر یقین بھی نہ کریں۔ تو کیا آپ تب بھی ہمارے اس دعوے کو تسلیم نہ کریں گے کہ میڈیا جادوگر ہے۔ اگر علاقے کا بدمعاش جھونپڑی کے ایک کمزور ترین بچے سے ہار جائے۔ تو کیا خیال ہے، وہ فطری طور پر یہی نہ چاہے گا کہ یہ ''بڑی خبر،، علاقے کے لوگوں سے چھپی رہے تا کہ اس کی چودہراہٹ اور بدمعاشی کا بھرم قائم رہے۔ مگر ایسا ہوتا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہاتھیوں کو ابابیلوں سے مروا دیتا ہے اور نمرود کو مچھر سے ذلیل کرواتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ سردار قریش ابوجہل کس کے ہاتھوں جہنّم واصل ہوا تھا؟ دو بچوں، جن کی عمریں ۱۴/ ۱۳ سال تھیں، معاذؓ اور معوذؓ کے ہاتھوں۔ یہ دونوں بھائی غزوۂ بدر میں ضد کر کے شامل ہوئے تھے۔ ان کا ٹارگٹ ہی ابوجہل تھا۔ وہ اس کی تاک میں رہے یہاں تک کہ انہیں موقع مل گیا اور انہوں نے اسے گرا لیا۔ ابوجہل کو مرتے مرتے یہ انکشاف شدید حسرت و افسوس میں مبتلا کر گیا کہ اس جیسا سردار کسی بہادر جوان کے ہاتھوں نہیں بلکہ دو ننھے اور کمزور بچوں کے ہاتھوں مارے جانے کی ذلت اٹھا رہا ہے۔ ابوجہل کا ذاتی نام ابوجہل تو نہ تھا۔ یہ نام تو اس کے جاہلانہ تعصب اور جہالت پر اڑے رہنے کے سبب ملا تھا۔

آج کا ابوجہل امریکا ہے جو اپنی گمراہی اور جہالت و جاہلیّت پر اڑا ہوا ہے۔ اپنے سپر پاور ہونے کا گھمنڈ لیے وہ افغانستان جیسے چھوٹے، کمزور اور تباہ حال ملک میں یہ سوچ کر اترا کہ یہ نیم جان ملک اور نہتے افغان میرے چند ہوائی حملوں اور جدید ہلاکت خیز بموں کی مار ہیں۔ وہ سمجھا کہ چند ہفتوں میں میرے ''بہادر،، فوجی فتح کے پھریرے اڑاتے ہوئے اگلے ملکوں کی فتح پر نکل جائیں گے۔ مگر ہوا کیا؟ تقریباً دس سال ہونے کو آئے ہیں، وہ افغانستان کا ایک صوبہ تک فتح نہیں کر سکا۔ ابتدا میں کارپٹ بمبنگ کر کے اس نے طالبان کو ہتھیار (بظاہر) ڈالنے پر مجبور تو کر دیا مگر اسے معلوم نہ تھا کہ ان چھ فٹ کے ''نہتے اور پسماندہ،، پہاڑیوں کے سینوں میں پہاڑوں جیسے حوصلے ہوں گے۔ نہ وہ یہ یقین کرنے کو تیار تھا کہ یہ دیوانے خالی ہاتھ ہاتھیوں کی اس فوج سے ٹکرا جائیں گے۔ مگر چشم فلک نے دیکھا کہ تقریباً ایک صدی کے اندر اندر تیسری مرتبہ اس عظیم قوم نے ایک مرتبہ پھر یہ ثابت کر دیا کہ

؎ کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

آج کی سب سے بڑی خبر یہ ہے کہ اس کمزور پسماندہ اور بے سروسامان قوم نے دنیا کی واحد سپر پاور کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تقریباً ہر ہفتے بلکہ ہر تیسرے چوتھے دن، کسی نہ کسی کمانڈر یا جرنیل یا سیاسی عہدیدار کا یہ بیان اخبارات کی زینت بنا ہوا ہوتا ہے کہ نیٹو افغانستان میں ناکام ہو گئی۔ واضح رہے کہ نیٹو ۴۴ ممالک کا اتحاد ہے اور اس کی اور افغانستان کی فوج ملا جلا کر تین لاکھ کے آس پاس ہے اس کے مقابلے میں مجاہدین طالبان چند ہزار کی گنتی میں بتائے جاتے ہیں۔ سچّی بات یہ ہے کہ یہ خبر اتنی بڑی ہے کہ اگر میڈیا جادوگروں کے قبضے میں نہ ہوتا تو ہر طرف واویلا مچ رہا ہوتا۔ اخبارات اس خبر کی تفصیلات سے بھرے ہوتے۔ کالم نگار اس کے تجزیے لکھ رہے ہوتے ہر کوئی Exclusive Story کے لیے بھاگم بھاگ فاتح قوم کے لیڈروں اور کمانڈروں کے انٹرویو کرنے پہنچا ہوتا۔ تمام چینل اس خبر کی Breaking News دکھا رہے ہوتے۔ تھنک ٹینک سر جوڑے یہی سوچ رہے ہوتے کہ ان ابابیلوں نے ہاتھیوں کو کیونکر مار گرایا؟ ہالی وڈ کے فلمسازوں کے لیے نئے اور سنسنی خیز موضوعات کے انبار لگ جاتے۔

بھلا ان کی جھوٹی سنسنی خیزی کا مقابلہ ہو سکتا ہے اس سچ مچ کی تھرل (Thrill) اور ایکشن کا ہلمند پر بڑا حملہ کرتے وقت خبریں یہ آ رہی تھیں کہ اس مقام پر ایک ہزار سے پندرہ سو تک مجاہدین موجود ہیں اور نیٹو اور افغان فوج ملا جلا کر 35 ہزار کی نفری سے حملہ کرے گی۔ مگر ہلمند میں منہ کی کھانے کے بعد قندھار پر چڑھائی کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا ہے۔ تاہم اس سے پیچھے نو سال کی کل داستان یہی ہے کہ مٹھی بھر مجاہدین نے متحدہ صلیبیوں (جن کی مدد امت فروش نام نہاد مسلمان حکمرانوں نے بھی کی) کی افواج قاہرہ اور جدید ترین وتباہ کن ہتھیاروں کو ناکوں چنے چبانے پر مجبور کر دیا۔ میڈیا کے جادوگر نصف النہار پر چمکتے سورج جیسے اس سچ پر پردہ کیسے ڈالتے ہیں؟ جھوٹ اور مسلسل جھوٹ۔ پچھلے دنوں اخبارات کو یہ خبر جاری کی گئی کہ پچھلے آٹھ نو سالوں میں نیٹو کے ڈیڑھ ہزار فوجی مارے گئے۔ حالانکہ اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

مجاہدین کے ذرائع کے مطابق گزشتہ ایک ماہ میں ۷۰۰ صلیبی فوجی اور ۱۱۰۰ افغان فوجی مارے گئے۔ مجاہدین نے ۲ جاسوس طیارے اور ۳ جہاز اور ہیلی کاپٹر مار گرائے۔ ۲۲۷ ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں تباہ کیں۔ ۱۶۰ گاڑیاں اور ۵۰ آئل ٹینکر اور ٹرک تباہ کیے (یہ سب اعداد و شمار نیٹ پر دستیاب ہیں) ان ذرائع کے اعداد و شمار کے مطابق ایک لاکھ کے لگ بھگ صلیبی فوجی موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ اب دنیا کی ''واحد سپر پاور،، اس ذلت سے بچنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے کہ نہ صرف اس کو بلکہ اس کے ساتھ ۴۴ ممالک کی متحدہ قوت کو شکست دی بھی تو کس نے؟ (بقیہ صفحہ نمبر ۳۹ پر)

ایک مجاہد کا خط......اپنے والدین کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتہائی قابل احترام والدین

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ میں سُوئے منزل کوچ کر چکا ہوں آپ کے نزدیک میں مجرم ہوں گا لیکن اے میری ماں! میں کس طرح سکون سے بیٹھ سکتا ہوں جبکہ میری امت کی حالت اس شکستہ ناؤ کے مسافر کی سی ہے جو تمام ہتھیار پھینک کر غیبی نصرت کا منتظر ہو، اے میری ماں! کیا اس سے بڑا بھی کوئی اندوہ ناک غم ہوگا کہ ہمارے ہوتے ہوئے جبراً امت کو سرنگوں کیا جائے اور سرِ عام امت کی عزت کی ہتک کی جائے، اے میری ماں! میں ان ابطال امت کو بھلا کیسے بُھلا سکتا ہوں جو شبر غان، کیوبا، ابوغریب اور مرتد حکمرانوں کے عقوبت خانوں میں اسیری کے ایام کاٹنے پر مجبُور ہیں، جب ان کو ہماری اس لاتعلقی اور راحت طلبی کی خبر معلوم ہوگی تو انہیں کتنا دُکھ ہوگا کہ امت کے نوجوانوں کے زندہ ہوتے ہوئے ان کا پابند سلاسل ہونا کتنی عجیب بات ہے!

اے میری ماں! جب مجھے بندروں اور خنزیروں کی اولاد کے ہاتھوں قید ہماری بہنیں یاد آتی ہیں تو مجھ سے بیٹھا نہیں جاتا، جب ابو غریب کے قید خانے سے میری بہن فاطمہ نے خط کے ذریعے ابطال امت کو پکارا تو میرا خون کھول اٹھا، فاطمہ باجی لکھتی ہیں کہ ''اے میرے مسلمان بھائیو! ہمارے پیٹ حرام کی اولادوں سے بھرے جا چکے ہیں اور ہمیں جبراً جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے'' ہائے ہائے فاطمہ کہتی ہے کہ صلیبی کتوں نے دن میں نو مرتبہ میری ردائے عفت کو تار تار کیا ہے۔ پس اے مسلمانو! ہم تمہاری بہنیں ہیں اگر ہماری مدد نہیں کر سکتے تو ہمیں قتل کر دو ہمیں یہ ذلت برداشت نہیں کہ ہمارے بھائی زندہ ہوں اور ہماری عزت محفوظ نہ ہو، ہاں امی! یہ ایک فاطمہ نہیں ایسی کئی امت کی بیٹیاں ہیں جو ہماری مدد کی منتظر ہیں۔

امّی جی! ذرا تصور کریں اگر اس جگہ آپ کی بیٹی ہوتی تو آپ مجھے کیا راہِ عمل دیتی، قیامت کے دن ان بہنوں نے ہمارے گریبان پکڑ لیے تو ہم کیا عذر پیش کریں گے، اے میری ماں! میری ذہنی کیفیت کشمکش میں تھی اسی کشمکش کا حل تلاش کرتے ہوئے میں نے فتح الباری ۶/ ۱۰۶ صحیح ابن حبان مسند احمد کھولی تو مجھے یہ حدیث نظر آئی ''ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ترین عمل کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''نماز'' اس کے بعد فرمایا ''جہاد'' اس نے کہا کہ میرے والدین بھی (زندہ) ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہوں تو اُس صحابی نے کہا اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے میں ضرور جہاد پر جاؤں گا اور ضرور ہی اِن دونوں (والدین) کو چھوڑ کر نکل جاؤں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہتر جانتے ہو۔

یہ وہ وقت تھا جب مسلمان عورتوں کی عزت محفوظ تھی جب جہاد دفاعی نہیں اقدامی تھا جب مسلمان سر اٹھا کر چلتے تھے جبکہ معاملہ آج اس کے بالکل برعکس ہے ذرا سوچیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنی جانوں سے بھی پیارے ہیں، کیا اِن بندر اور خنزیروں کی اولادوں سے ناموسِ رسالت محفوظ ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی ناموس کا کیا حال ہے؟

میرے محترم والدین! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ روزِ محشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے منہ پھیر لیں؟ یقیناً آپ کا جواب نفی میں ہوگا تو پھر بس مجھے جانے دو امّی جانے دو، کہیں آپ کے آنسو مجھے اپنے فرض کی ادائیگی سے روک نہ دیں جب کہ اِس پر میرا دل پوری طرح آمادہ ہے میرا راستہ واضح ہے اور وہ دفاعِ حرمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، میں ان بندر اور خنزیروں کی اولادوں سے اپنے مذہب وملّت کے ساتھ کیے گئے ظلم کا بدلہ لوں گا۔

جبکہ مجھے یقین ہے کہ اس جگہ میری ہمشیرہ ہوتی تو میں قتل کرنے میں تاخیر نہ کرتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں کیسے تاخیر کروں کیا میری ہمشیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ معزز ہے؟ نہیں تو پھر میرا طرزِ عمل مختلف کیوں ہے؟ خود ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا یؤمِنُ احدکم حتی اکُوْنَ احب الیہ مِن والِدہ وولدِہ والناسِ اجمعین تو کیا میرا طرزِ عمل اس بات کی صریح دلیل نہیں کہ میں اپنی بہن سے زیادہ محبت کرتا ہوں بنسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے؟

ان خنزیروں کی اولادوں نے ہماری پاکیزہ عورتوں کی ردائے عفت اتار پھینکی ہم نے تحمل کیا ہمارے بھائیوں پر ظلم کیا ہم نے تحمل کیا لیکن کچھ نہیں کیا یہاں تک کہ رافضی شیعہ کافر اور بندروں نے ہمارے خانہ کعبہ کی حرمت کو پامال کیا ہم محو استراحت رہے اور اب بھی بیت اللہ اور بیت المقدس اِن صیہونی صلیبی اور رافضیوں کے حصار میں ہماری مدد کی منتظر ہے اور اب پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی طرف ان مردودوں نے ہاتھ بڑھا یا اس کے باوجود ہم بیٹھے رہیں اور تاخیر کریں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

(امّی جی ایک عرب بھائی نے یہ اشعار کہے تھے جنکا ترجمہ میں آپ کی نظر کرتا ہوں)

اے ماں تو مجھے معاف کر دینا میری طویل عمر کی لغزشوں کو معاف کر دینا میرا

مقصد آپ کو دکھ پہنچانا نہیں بلکہ آپ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں مگر میں کیا کروں کہ آج امت کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی امّی جی یہ نہ کہنا کہ میں نے آپ سے جفا کی ہے بھلا میں کیوں کر آپ کی آنکھیں نم کروں آپ تو مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں آپ مجھے ہر خواہش سے زیادہ عزیز ہیں اتنی عزیز ہیں کہ بیان سے باہر اگر آپ کو معلوم ہو جائے امت کی کیا حالت ہے تو یقیناً آپ ناراض نہیں ہونگی۔

اے ابو امّی جی آپ صبر کرنا رونا مت اگر رونا آئے تب بھی ناراض مت ہونا میں نے جان رب کے ہاں بیچ ڈالی ہے مسلمانوں نے امن کے نام پر ذلت کو گلے لگالیا ہے اور پوری امت غفلت میں پڑی ہوئی ہے، ابو جی وہ دیکھو ایک چھوٹا سا بچہ ملبے تلے دبا ہے جبکہ اس کی ماں مدد کے لیے بلا رہی ہے اگر اس کی جگہ آپ کا غازی ہوتا تو کیا آپ مجھے اُس کی مدد کے لیے نہیں چھوڑتے، آپکی گستاخی میرے تحمّل سے باہر ہے بھلا میں کیسے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی برداشت کرسکتا ہوں میں کیسے بُھلا دوں اُن بھائیوں کے جسم کے لوتھڑوں کو جو دشتِ لیلیٰ کی خاک اور تورا بورا کے پہاڑوں میں گم ہو گئے وہ عرب کے شہزادے جو بلدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اجنبی دیس کی جانب چل پڑے ۔امت کس طرح کسمپُرسی کی حالت میں سسک رہی ہے اور عالم کفر پوری قوت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملہ کر چکا ہے جبکہ پوری امتِ مسلمہ حوضِ کوثر پینے کی مُتمنی ہے جبکہ اس جہاد کے راستے میں اپنا لہو بہانے کے لیے کوئی تیار نہیں۔

اگر ہم گھروں میں اور مشغول رہے تو ہم سے بڑا بدنصیب کوئی نہیں تمام عشاق احتجاج کر رہے ہیں کوئی جلسہ کر رہا ہے تو کوئی اسباب نہ ہونے کا رونا رو رہا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ کو جو امر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ آج جوانانِ امت کی چشم سے اوجھل ہے انہیں اگر نظر آ بھی جائے تو وہن کے مریض عملی اقدام اٹھانے سے عاری ہیں پس ہر دم میرے سامنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان رہتا ہے

کہ مَنْ لی بھٰذا الخبیث مَنْ لی بھٰذا الخبیث

میرے محترم والدین! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ روزِ محشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے منہ پھیر لیں؟ یقیناً آپ کا جواب نفی میں ہوگا تو پھر بس مجھے جانے دو امّی جانے دو، کہیں آپ کے آنسو مجھے اپنے فرض کی ادائیگی سے روک نہ دیں جب کہ اِس پر میرا دل پوری طرح آمادہ ہے میرا راستہ واضح ہے اور وہ دفاعِ حرمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، میں ان بندر اور خنزیروں کی اولادوں سے اپنے مذہب و ملّت کے ساتھ کیے گئے ظلم کا بدلہ لوں گا،

میرا دین جل رہا ہے، ہماری اسیر بہنیں ہر صبح زندان کے دریچے سے جھانک کر کسی معتصم کی راہ تکتی ہیں جو ان کی مدد کرے، میں کیسے رُک سکتا ہوں جب کہ ہماری بہنیں اور بھائی وعدے کے سچّے جوان مردوں کو پکارتے ہوں، سوائے امّی جی مجھے جانے دو تا کہ میں اُفق کی لالی بن کر طلوعِ صبح کا باعث بن سکوں، میرا دل مچل رہا ہے نسیم جنت اپنی خوشبو مہکا رہی ہے سو مجھے جانے دو تا کہ میں جنت کی طرف جانے میں سبقت کر جاؤں۔

امّی جی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون اس دین کے لیے بہہ گیا تو میرے خون کی کیا قیمت؟ پس امّی جی میں کفار کی صفوں میں ہل چل مچادوں گا (ان شاءاللہ) تا کہ اُن کو پتہ چلے کہ کس امت سے ان کا واسطہ پڑا ہے پس جب میری شہادت کی خبر آئے تو سمجھ لینا کہ میں نے اپنی مراد کو پالیا ہے۔

والسلام

شریف الدین

(اللہ تعالیٰ اُنہیں مرتدین کی قید سے جلد رہائی عطا فرمائے۔آمین)

☆☆☆☆☆

بقیہ: میڈیا کا جادو

ایک انتہائی چھوٹی، خستہ حال، برباد شدہ ملک اور پسماندہ اور بے سرو سامان قوم افغان نے۔ یہ تو وہی مثال ہوگئی ابوجہل اور معاذ رضی اللہ عنہ و معوذ رضی اللہ عنہ والی۔تبھی تو ان یہود و ہنود کے سردار اور استاد ابلیس نے اپنی مجلس شوریٰ میں حکم صادر کیا تھا کہ

افغانیوں کی غیرت دین کا ہے یہ علاج
ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

اور یہ کہ

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

تو قارئین کرام! میڈیا کے اس جادو اور جال کو سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ یہ کس طرح ایشوز کو نان ایشوز اور نان ایشوز کو ایشوز بنا کر آپ کی عقل و بصیرت پر پردے ڈال رہا ہے اور کیوں کر کنفیوژن پھیلا کر آپ کو اصل سے پھیر رہا ہے۔کیا اس میں کوئی سامان عبرت ہے عقل والوں کے لیے؟ کبھی کوڑوں والی جعلی وڈیو بنا کر کئی دن تک بریکنگ نیوز کے طرف پر ہر ۱۰ منٹ کے بعد چلانا۔کبھی گردن کاٹنے کے مناظر اور برقعہ پوش عورتوں پر ڈنڈے برستے ہوئے بار بار دکھانا۔کبھی وکلا کی بحالی انصاف اور بحالی چیف جسٹس کی تحریک پر توجہات مرکوز رکھنا۔کبھی پولیس کی چھتر بازی کو اچھالنا اور کبھی شعیب ملک اور ثانیہ مرزا کی شادی جیسے غیر اہم نان ایشو کو ہر ۱۵۔۱۰ منٹ کے بعد بحث مباحثے کا موضوع بنانا۔یہ سب ترکیبیں ہیں کہ عوام کی توجہ اصل ایشوز کی طرف مبذول نہ ہونے پائے۔نہ ہی وہ اصل خبروں تک پہنچ پائیں۔یہ ساری بریکنگ نیوز عوام کی عقل ضبط کرنے کے بہانے ہیں۔اور سموک اسکرین (Smoke Screen) ہیں۔گرد اڑا کر، دھواں پھیلا کر اس کے پردے میں واردات کر جانا اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔تو کیا عوام ہمیشہ بے وقوف بنتے رہیں گے یا ڈرامے کی حقیقت کو سمجھ کر اپنا اصل کردار ادا کریں گی۔

☆☆☆☆☆

ملا داد اللہ شہید رحمۃ اللہ

مولانا نصیب اللہ

شہید ملا داد اللہ (رحمہ اللہ) ۱۹۶۷ء میں ضلع ارزگان کے ڈہراوڈ علاقے میں، حاجی عبیداللہ (حفظہ اللہ) کے گھر پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق سنجر بل قبیلے کی شاخ دُرزی سے ہے جسے افغانستان میں ایک مشہور قبیلے 'کاکڑ' کا ایک بہت بڑا حصّہ سمجھا جاتا ہے۔ ملا داد اللہ لڑکپن ہی سے بے مثال اسلامی رواداری، زہد و عبادت اور صالح فطرت کا بہترین نمونہ رہے ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت علاقے کے ایک معزز گھرانے میں ہوئی جو لوگوں کی تمناؤں کا مرکز تھا اور جسے لوگ عزت اور احترام سے دیکھتے تھے۔ ان کے والد عقیدے میں پختہ تھے، اہل علم سے محبت کرتے تھے اور ان کی خدمت میں رہتے تھے۔ اسی لیے ان کے چاروں بیٹوں نے علم شریعت کے حصول میں اپنے آپ کو وقف کیا۔

تعلیم:

افغانستان میں دینی علوم کا سلسلہ کسی خاص تعلیمی نظام کے تحت منظم نہیں تھا کہ جو حکومت یا تعلیمی ذمہ داران کے تحت ہو، بلکہ یہ روایتی انداز میں معروف اہل علم کچھ کمروں میں، مکاتب میں یا مساجد میں اختصاصی دوروں کی صورت میں چلایا کرتے تھے۔ اس نظام کے کچھ نقصانات بھی تھے، لیکن ایک بہت بڑا فائدہ یہ تھا کہ یہ حکومت کی نگرانی سے آزاد تھا جو قومی تعلیمی پروگرام میں دین کو بدنام کرنے کے سوا کچھ نہیں کر رہے تھے۔ ملا داد اللہ نے ملک کے معروف اہل علم کی زیر نگرانی، اپنے دونوں بھائیوں ملا حاجی لالہ اور ملا منصور کے ہمراہ اس آزادانہ ماحول میں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ ملا داد اللہ اپنی بہترین ذہنی صلاحیتوں کی بنا پر، بہت جلد ہی درجہ متوسطہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے، اور اسی میں زیرِ تعلیم تھے کہ روسیوں نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت تک ملا داد اللہ بڑے ہو چکے تھے اور جنگ پر تفکر اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے ایمانی جذبات نے انہیں عسکریت اور کاروان جہاد کے اتباع کی جانب راغب کیا۔ چھوٹی عمر میں ہی انہیں قرآن مجید اور ایسی احادیث میں بہت زیادہ دلچسپی تھی جن میں کفار سے قتال، جہاد کی فضیلت اور شہادت کے بارے میں تذکرے ہیں۔ چنانچہ اس عمر میں وہ دیگر عبادات کے ساتھ ساتھ جہاد کی اہمیّت کو سمجھنے لگے تھے۔

ان کے بڑے بھائی حاجی لالہ جہاد سے ان کے گہرے تعلّق اور محبت کے بارے میں بتاتے ہوئے کہتے ہیں: ملّا داد اللہ اپنے دوستوں، نوجوانوں کو جمع کرتے اور ان سے ان کے پسندیدہ مشغلے اور مصروفیت کے بارے میں پوچھتے تھے، وہ لوگ ان کو اپنی دیگر سرگرمیوں کے بارے میں بتاتے تھے اور جب ان کی اپنی باری آتی تو کہتے: میرا پسندیدہ مشغلہ تو جہاد اور کفار سے دوبدو مقابلہ ہے!

جہاد:

حاجی لالہ ملّا داد اللہ کے بڑے بھائی بتاتے ہیں: داد اللہ سال ۱۹۸۳ء میں روسیوں کے خلاف جہاد میں پہلی دفعہ شاہین گاؤں ارغنداب شہر میں، مولوی اختر محمد کی زیرِ قیادت برسرِ پیکار ہوئے۔ انہوں نے گاؤں پر سے روسی قبضہ چھڑانے کے لیے بے حد شجاعت کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے سینئر مجاہدین ان کے جنگی تجربے اور شجاعت کے معترف ہو گئے۔ اس وقت داد اللہ محاذ پر مجاہدین میں سب سے کم عمر لوگوں میں شمار ہوتے تھے لیکن وہ ان میں سب سے زیادہ نڈر تھے۔

ملا منصور یہاں اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: ایک مرتبہ روسیوں نے ارغنداب شہر کا فضائی اور زمینی محاصرہ کر لیا اور وہاں کثیر تعداد میں فوج جمع کر لی۔ مجاہدین اس محاصرے میں گِھر گئے، ملا داد اللہ بھی انہی کے درمیان تھے اور انہوں نے سارا دن روسیوں کے خلاف سخت جنگ میں گزارا۔ پھر رات میں وہ روٹیاں پکا کر مجاہدین کے لیے کھانا تیار کرتے تھے۔ رات بھر وہ ۱۵۰ کلو آٹا گوندتے اور اس سے اکیلے ہی روٹیاں بناتے، کسی کو اس کام میں اپنے ساتھ شریک نہ کرتے۔

روسیوں کی شکست اور انخلا کے بعد ملّا داد اللہ اپنے دو بڑے بھائیوں کے ہمراہ قندھار سے ہلمند چلے گئے تا کہ اشتراکیوں کے خلاف کمانڈر شہید محمد نسیم اخونزادہ کی سرپرستی میں جہاد کر سکیں۔ ہلمند میں ایک سال گزارنے کے بعد وہ قندھار لوٹ گئے اور مولوی اختر محمد کے تحت جہاد جاری رکھا۔ یہاں تک کہ افغانستان میں اشتراکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور مجاہدین مرکزی شہر میں داخل ہو گئے۔

بدقسمتی سے مجاہدین نے یہ امیدیں اپنے قائدین سے وابستہ کی تھیں کہ وہ ایک ایسی اسلامی حکومت قائم کریں گے جو ان کے چودہ سالہ جہاد کا ثمر ہو گی، وہ حقیقت میں تبدیل نہ ہو سکیں اور خانہ جنگی شروع ہو گئی، جہادی تنظیمیں اشتراکیوں کے ساتھ معاہدے کرنے پر لگیں، افغانستان پر چوروں، لٹیروں اور عسکری گروہوں کا تسلط ہو گیا۔ ایسی صورتحال میں ملا داد اللہ نے فیصلہ کیا کہ وہ کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے جہاد کی وجہ سے چھوٹ جانے والی تعلیم کو مکمل کر لیں۔ لہٰذا وہ پاکستان کے شہر کوئٹہ چلے گئے اور مولوی شفیع کے مدرسے میں تعلیم کا آغاز کر دیا۔ بعد ازاں شیخ عابد علی دیوبندی کے مدرسے میں چلے گئے۔

طالبان میں شمولیت:

ملّا داد اللہ ابھی تعلیم میں مشغول ہی تھے جب مجاہد ملا محمد عمر (حفظہ اللہ) نے تحریک طالبان کا آغاز کیا اور اس بدعنوان اور استحصالی حکومت کے خلاف جہاد کا آغاز کیا جس نے ملک کو جہنّم بنایا ہوا تھا، جس کی آگ شہریوں کو جلا کر بھسم کر رہی تھی۔ جس لمحے ملا داد اللہ نے تحریک کے بارے میں سنا وہ اس کی صفوں میں شامل ہو گئے تا کہ ملک میں شریعت کے نفاذ کی خاطر جہاد کر سکیں۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں میں سے بیس طلبا جمع کیے اور ان کے ساتھ ملا عمر

مجاہد کے تحت جہاد شروع کر دیا۔

انہوں نے اپنے کام کا آغاز بنجاوی میں بیس ساتھیوں کے ہمراہ بدمعاش اور بدکردار لوگوں کو سرزنش کرنے سے شروع کیا۔ اس کے بعد وہ ملک کو ان لوگوں سے پاک کرنے میں لگے رہے۔ بلدک کے سرحدی علاقے سے 'امر بالمعروف ونہی عن المنکر' شروع کرتے ہوئے، وہ بیل، قندھار کے ہوائی اڈے، اور قندھار اور اس کے نواحی علاقوں تک گئے۔ ملاّ داداللہ نے ان معرکوں میں ایک تجربہ کار کمانڈر کی حیثیت سے بہترین کارکردگی دکھائی، ایک ایسے کمانڈر کے طور پر جو ذہانت اور شجاعت سے متصف ہو، اور اپنے بھائیوں کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے یکے بعد دیگرے فتح کی جانب لے جائے اور صبر، بہادری اور اللہ پر کامل یقین کے ساتھ ان کا راستہ صاف کرتا جائے۔

قندھار پر مکمل قبضے کے بعد وہ اپنے آبائی وطن ارزگان لوٹے اور وہاں دعوتِ جہاد میں جُت گئے تا کہ لوگوں کو تحریک طالبان کی قدروں سے روشناس کرا سکیں اور ان کو قائل کر سکیں۔ اُن کا دعوتی کام بہت موثر رہا اور طالبان کے خلاف کوئی مزاحمت نہیں ہوئی اور پورا علاقہ بغیر کسی جنگ اور خوں ریزی کے طالبان کے ساتھ شامل ہو گیا۔

ارزگان پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے بعد وہ ہلمند کی جانب متوجہ ہوئے اور وہاں ضلع سنگین کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد، وہ براستہ سنگین فراہ گئے اور ضلع دل آرام کو فتح کیا جو قندھار اور ہرات کی سڑک کے درمیان واقع ہے۔ کھلے میدانی علاقوں پر کنٹرول حاصل کرنے کے بعد وہ زابل کی طرف گئے جو قندھار کو دارالحکومت کابل سے ملاتا ہے، اور زابل، غزنی اور وردک کو فتح کیا، یہاں تک کہ وہ کابل کے داخلی راستے پر شاہراسکوائر تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد وہ اپنے بھائیوں اور دیگر مجاہد ساتھیوں کے ہمراہ مشرق میں ضلع لوگر کی فتح کے لیے بڑھے یہاں تک کہ چہار آسیاب شہر میں خط اول پر پہنچ گئے جو کابل کے مرکزی شہر سے تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ چہار آسیاب کے خط اول پر کچھ عرصہ گزارنے کے بعد انہیں اعلیٰ قائدین کی ہدایت پر دوبارہ ہلمند روانہ کیا گیا تا کہ وہ اللہ کی نصرت سے اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھ سکیں، اور اس کے بعد انہیں اپنے وسیع جنگی تجربے کی بنیاد پر فراہ اور ہرات کی طرف بھیجا گیا۔

ملاّ داداللہ ابھی مغربی اضلاع ہی میں مصروف تھے کہ چہار آسیاب کے خط پر کابل میں جو ابھی دشمن کے قبضے میں ہی تھا، دشمن کی طرف سے پیش قدمی کی اطلاعات آئیں چنانچہ قائدین نے انہیں ایک بار پھر کابل روانہ کیا جہاں وہ زبردست جنگیں لڑتے رہے یہاں تک کہ ایک معرکے میں دشمن کی سرحد پر آگے بڑھتے ہوئے بارودی سرنگ پھٹی جس سے ان کی ایک ٹانگ ضائع ہو گئی۔ ان جنگوں کے بعد ان کے زخم ابھی مندمل بھی نہ ہوئے تھے، وہ جنوب مشرقی اضلاع کو فتح کرنے کے لیے اپنے ساتھیوں کی قیادت کرتے رہے۔ وہ سب سے پہلے گردیز میں داخل ہوئے جو ضلع پکتیکا کا مرکز ہے، اس کے بعد خوست گئے اور ادھر سے وہ سپین شگہ کی جانب روانہ ہوئے جو سپین غار (یعنی سفید پہاڑ) کے پہلو میں واقع ہے تا کہ وہاں سے جلال آباد تک کے لیے اپنے راستے کو صاف کر سکیں جو کہ صوبہ ننگرہار کا مرکز ہے۔ اللہ کے فضل سے مجاہدین ان میدانوں میں اللہ نے فتح عطا فرمائی۔

جلال آباد کو فتح کرنے کے بعد مجاہدین نے دارالحکومت کابل کی فتح کے لیے ایک عسکری اجلاس بلایا اور شہید ملا داداللہ نے ملا بورجان کے ہمراہ ہزاروں مجاہدین کی قیادت کی۔ انہوں نے کابل کی حفاظتی پٹی اور شہر کے دیگر مشرقی علاقوں پر فتح حاصل کر لی۔ وہ شہر کے مرکز میں داخل ہو گئے اور کابل کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر قبضے کے لیے پیش قدمی کی۔ ہوائی اڈے پر قبضے کے دوران ان کا دایاں ہاتھ زخمی ہو گیا۔ لیکن یہ زخم انہیں دارالحکومت کے باقی حصوں پر فتح کے لیے آگے بڑھنے سے نہ روک سکا۔

سال ۱۹۹۶ء میں امیر المومنین کی خصوصی ہدایت پر انہیں دارالحکومت میں مرکزی فوج کا کمانڈر نامزد کیا گیا، اس کے علاوہ وہ خط پر بھی قیادت کے فرائض سرانجام دیتے رہے، جو کاپیسا سے لے کر کابل کے شمال میں شکردرہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اپنے مجاہد ساتھیوں کے ہمراہ ایک کھلے راستے پر قبضہ کرتے ہوئے شمالی علاقوں کی طرف بڑھتے رہے۔ مزار شریف میں ازبک جنرل عبدالملک کی قیادت میں باغیوں نے تقریباً دس ہزار مجاہدین کو شہید کر دیا۔ ملاّ داداللہ شہید ۱۶۰۰ مجاہدین سمیت مزار شریف میں محصور ہو گئے۔ ساری قیادت محاصرے میں پھنس گئی اور ان پر رسد اور کمک کے سارے راستے بند ہو گئے، ہندوکش کے پہاڑ ان کے اور کابل کے درمیان حائل تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اپنی فہم و فراست اور عسکری مہارت کی بنیاد پر وہ پل خمری کے علاقے سے محاصرہ توڑنے میں کامیاب ہو گئے اور صحیح سالم نکل کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بغلان اور قندھار کی فتح کے لیے نکل پڑے۔ اس کے بعد تخار، سمنگن، مزار شریف اور ہرتن پر بھی قبضہ کیا جو دریائے آمو کے کنارے ہے۔ ان علاقوں پر قبضے کے بعد طالبان اور دشمن کے درمیان خط کا تعین ہو گیا۔ یہ خط وادی پنج شیر کے شمال سے لے کر، تخار کے جنوب سے ہوتا ہوا بدخشاں میں ختم ہوتی تھی۔

وہ خط کی صورتحال کا جائزہ لیتے رہتے تھے اور دشمن کی پوسٹوں کا دن میں تین مرتبہ ہیلی کاپٹروں اور جیٹ جہازوں کے ذریعے جائزہ لیتے۔ اس طرح سے ہوابازوں کی تربیت بھی ہو جاتی تھی، وہ گشت کرتے، جنگ کی منصوبہ بندی کرتے، مجاہدین کے حوصلے بلند کرتے اور رہائشیوں کے حالات کا جائزہ لیتے رہتے۔ اس پُرخطر ذمہ داری کے بعد امیر المومنین کی طرف سے انہیں شمال مغربی صوبے فاریاب کی طرف بھیجا گیا جہاں ایک بار پھر دوستم کے فوجیوں کے ساتھ فائرنگ کے دوران کندھے پر گولی لگنے سے زخمی ہو گئے۔ یہ گولی شہادت تک ان کی ریڑھ کی ہڈی میں موجود رہی۔ زخموں کے مندمل ہونے کے بعد دوبارہ انہیں ضلع بغلان کی کیان وادی میں اسماعیلیوں کے اشترا کی جال کو ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ اس پر فتح حاصل کرنے کے بعد انہیں ضلع بامیان بھیجا گیا، وہاں سے افغانستان کے شمال مشرق میں تخار بھیجا گیا تا کہ خط اول پر مجاہدین کی صفیں مضبوط کی جائیں۔ وہاں اپنا کام پورا کرنے کے بعد انہیں کابل کا شمالی محاذ سنبھالنے کے لیے دوبارہ کابل بھیج دیا گیا، اور وہ زیادہ عرصہ وہاں نہ رہے تھے کہ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔

امریکی حملے کے دوران میں دریائے آمو پر قیادت:

گیارہ ستمبر کے واقعات اور افغانستان پر امریکی جنگ کے اعلان کے بعد امیر

المومنین نے شہید ملا داداللہ کو تین ہزار مجاہدین کے ہمراہ، جدید ترین ہلکا اور بھاری اسلحہ دے کر دریائے آمو کی جانب روانہ کیا تا کہ وہ وہاں ہرتن کے علاقے میں اپنی توجہ مرکوز کر سکیں جو ازبک شہر ترماتھ کے بالمقابل واقع ہے۔ دراصل امریکہ نے وسطی ایشیا کے چند ممالک سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ اپنی زمین افغانستان پر حملے میں استعمال کرنے دیں گے۔ حملہ مزار شریف اور دوسرے شمال مغربی ضلعوں میں واقع ازبک علاقوں سے متوقع تھا لیکن جب ازبکستان نے مجاہدین کی کثیر تعداد اور ان کے پاس ۸۰ درمیانی رینج کے راکٹ فائر کرنے والی مشینیں دیکھیں جو بیک وقت چالیس راکٹ مار سکتی تھیں، وہ حیران رہ گیا اور یہ اعلان کر کے اپنا موقف تبدیل کر لیا کہ وہ امریکہ کو افغانستان کے خلاف اپنی زمین استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ لہذا ملا داداللہ کی تدبیر اللہ کی نصرت سے امریکہ کے پہلے منصوبے کے عمل میں نہ آنے کی وجہ بنی۔

قیادت کی صلاحیت اور جنگی مہارت:

ملاّ داداللہ نے کبھی جنگی علوم حاصل نہیں کیے تھے اور نہ ہی اپنی تعلیمی زندگی میں کسی عسکری مدرسے میں فوج پر کسی کانفرنس میں شرکت کی تھی، اور وہ فن حرب کی کسی جامعہ کے فارغ التحصیل بھی نہ تھے۔ یہ تو ان کی وہ صلاحیت تھی جو اللہ کی خاص ودیعت تھی تا کہ وہ جدید ترین جنگی مہارت سے لیس جدید ترین افواج کا مقابلہ کر سکیں۔ انہوں نے اللہ کی مدد سے یہ سب کچھ سیکھ لیا کہ کس طرح دشمن سے لڑنا ہے، کس طرح ان کے حملوں کو روکنا ہے اور محاصرہ کس طرح توڑنا ہے۔ ان کی زندگی کے اس باب کو مثالوں کے ذریعے سمجھانے کے لیے ہم تین مثالوں پر اکتفا کریں گے۔ نہایت کٹھن حالات میں وہ اللہ عزوجل کی مدد سے اس قابل تھے کہ اپنے آپ کو اور اپنے ہزاروں ساتھیوں کو تباہی اور دشمن کے ہاتھوں اجتماعی قید سے بچا لیتے۔

پہلی مثال: ملا داداللہ اپنے ہزاروں طالبان ساتھیوں کے ساتھ ۱۹۹۶ء میں مزار شریف میں کیمونسٹ جنرل عبدالملک کی دھوکہ بازی کے نتیجے میں جو بظاہر طالبان کا مطیع تھا، محصور ہو گئے۔ شمالی افغانستان چھوڑنے کا کوئی راستہ موجود نہ تھا اور نہ ہی ان کے پاس کمک ملنے کا کوئی ذریعہ تھا۔ لیکن اپنی عسکری مہارت اور قوت فیصلہ کی بدولت، اللہ کی نصرت سے وہ محاصرہ ہٹانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہی نہیں بلکہ وہ ان علاقوں پر دوبارہ قبضہ کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے جو بغاوت کے بعد دشمن کے قبضے میں چلے گئے تھے۔

ان کے بڑے بھائی ملا منصور اس واقعے کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ضلع بغلان میں پل خمری شہر میں، ۱۹۹۶ء میں ملا داداللہ کا محاصرہ کر لیا گیا جبکہ ان کے ساتھ ۱۶۰۰ مجاہدین تھے۔ ان کا سارا اسلحہ استعمال ہو چکا تھا اور کمک آنی بھی بند ہو گئی تھی۔ لیکن محاصرے نے ملا داداللہ کے مضبوط عزم کو ذرا متزلزل نہیں کیا اور وہ اپنے ساتھیوں کے حوصلے بھی بلند کرتے رہے، اور ان کو مشکل حالات میں صبر اور استقامت کا درس دیا۔ اس دوران میں وہ حکومت کے کسی ایسے مقامی آدمی کی تلاش میں تھے جو اسلحے کے ذخائر اور گوداموں کا پتہ جانتا ہو۔ انہیں ایسا شخص مل گیا، اس کو پیسے دیے اور گودام دکھانے کو کہا۔ اس شخص نے انہیں جگہ دکھا دی اور بتایا کہ وہ پل خمری کے مرکز میں واقع چینی کے کارخانے میں موجود ہیں۔ یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب محاصرے کا گھیرا تنگ ہوتا جا رہا تھا اور دشمن یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ مجاہدین ہتھیار ڈال دیں اور اپنا سارا اسلحہ اور گاڑیاں ان کے حوالے کر دیں۔

ملاّ داداللہ نے دشمن کی طرف اپنا نمائندہ بھیجا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ ہتھیار ڈالنا چاہتے ہیں، لیکن ان کی شرط ہے کہ وہ چینی کے کارخانے کے پاس اجتماعی طور پر ہتھیار ڈالیں گے۔ دشمن اس پر راضی ہو گیا اور اتنی بڑی فوج کے ہتھیار ڈالنے کے خواب دیکھنے لگا، اپنی اس شکست سے بے خبر جو تقدیر نے ان سے چھپا رکھی تھی۔

ملاّ داداللہ نے تمام مجاہدین کو کارخانے کے پاس جمع کیا۔ کارخانہ ایک مقامی سردار کے مسلح افراد کے تحت تھا جو بظاہر طالبان کا حامی تھا مگر خفیہ طور پر اس نے دشمن سے ساز باز کر رکھی تھی اور ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ طالبان کے اعلیٰ قائدین کو ان کے حوالے کرے گا جن کو اسی مقصد کے لیے اس نے اپنے گھر میں مہمان بنایا ہوا تھا۔ کارخانے کے پاس جمع ہونے کے بعد ملاّ داداللہ نے چوکیدار کو پکڑنے کا حکم دیا اور اسے اسلحہ اور بارود کے گودام کھولنے کو کہا۔ یوں مجاہدین نے دشمن کو معلوم ہوئے بغیر اپنے آپ کو اسلحہ سے لیس کر لیا اور صبح جب وہ سردار قیدیوں کی حوالگی کے معاملات دیکھنے آیا تو ملاّ داداللہ صدر دروازے پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کا اندر داخل ہونا تھا کہ وہ اسے کنارے پر لے گئے اور سینے پر پستول رکھ کر فوری طور پر طالبان قائدین کی رہائی کا حکم دیا جو اس کے گھر میں قید تھے۔ جب اس نے یہ حیران کن صورتحال دیکھی تو فوراً اپنے ساتھیوں کو وائرلیس پر پیغام دیا کہ وہ فوری طور پر طالبان قائدین کو بھیج دیں۔

یوں وہ اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی مدد سے اجتماعی قید سے بچ گئے۔ یہی نہیں بلکہ اس کے بعد انہوں نے دیگر شمالی اضلاع بشمول قندوز پر (فضائی اڈہ جہاں سے طالبان شمال میں محصور لوگوں تک فضائی راستے سے کمک پہنچایا کرتے تھے) قبضہ کر لیا۔

دوسری مثال: جب مجاہدین نے قندوز پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے لوگوں کو حکومتی اداروں کا ذمہ دار بنایا تو انہوں نے ایک مقامی سردار گلم کو قندوز میں سیکیورٹی فورسز کا جنرل کمانڈر مقرر کیا کیونکہ طالبان کی نظر میں وہ ایک اچھا آدمی تھا اور قندوز میں مجاہدین کے معروف لیڈر شہید 'امیر' کا بھائی تھا۔ لیکن گلم خفیہ طور پر دشمن کے ساتھ ملا ہوا تھا اور احمد شاہ مسعود کے ساتھ اس کے گہرے روابط تھے۔ وہ قندوز کو اس کے تمام شہریوں کے ساتھ اس کے حوالے کرنا چاہتا تھا۔ اس نے دشمن کے سرداروں کو ہنہ آباد علاقے میں اپنے گھر بلایا جو دشمن کی حفاظتی پٹی کے قریب تھا، اور ان کے ساتھ قندوز پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا تھا۔ اس نے ملاّ داداللہ کو خط بھیجا جس میں انہیں مقبوضہ علاقوں سے فوری اخراج کا حکم دیا۔ خط ابھی راستے میں ہی تھا اور ملاّ داداللہ کو اس منصوبے کا کچھ علم نہ تھا کہ انہوں نے مخابرہ (وائرلیس) پر گلم کو، اپنا مطیع سمجھتے ہوئے، کہا کہ مجھے ٹینک کے گولے بھیج دو، جس پر اس نے نفی میں جواب دیا۔ ملاّ داداللہ کو اس کی بات کا یقین نہ آیا اور وہ اپنے چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر ایک گاڑی میں گلم کے گھر پہنچے۔ لیکن ابھی پہنچے ہی تھے کہ ملاّ داداللہ کو اندازہ ہو گیا کہ گلم نے اپنی وفاداری

تبدیل کر لی ہے اور اب وہ ہمارا ساتھی نہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: '' لگتا ہے کچھ ہوگیا ہے اس لیے اب وہی کرنا جو میں کہوں۔''

وہ چوکیداروں کے بغیر کچھ محسوس کیے اندر چلے گئے اور حیران کن طور پر اس کمرے میں جا پہنچے جہاں گلم بیٹھا دشمن کے سرداروں کے ساتھ منصوبہ بندی کرنے میں لگا ہوا تھا۔ سارے اس پر بہت شرمندہ ہوئے اور خیال کیا کہ شاید خط پہنچ چکا ہے اور ملاّ داداللہ ہتھیار ڈالنے کی شرائط طے کرنے آئے ہیں۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوگیا جب ملاّ داداللہ دروازے کے قریب والی جگہ پر بیٹھے، اپنا عمامہ اتارا، اپنی مصنوعی ٹانگ کونے میں رکھی، بندوق عمامے پر رکھی، مخابرہ نکالا اور محاذ پر مجاہدین کو ہدایات دینی شروع کردیں اور انہیں تخار کی جانب دشمن کے باقی سارے علاقوں پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔ وہاں موجود لوگوں سے بات چیت کیے بغیر وہ انہیں ان جگہوں کے نام بتاتے گئے اور ان سڑکوں کی طرف رہنمائی کرتے رہے جو دشمن کے علاقوں کی سمت جاتی تھیں۔ مجاہدین کو ہدایات دینے کے دوران انہوں نے بتایا کہ میں ابھی گلم کے ساتھ ایک ملاقات کر رہا ہوں اور ہم تخار ضلع کے باقی اضلاع پر قبضے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔

جب ہدایات کا یہ سلسلہ ختم ہوا تو گلم کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک کمانڈر کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا: اپنے ساتھیوں کو تیار کرو، ٹینکوں کے گولے اور اسلحہ گوداموں سے نکالو اور تخار میں دشمن کے باقی علاقوں پر فیصلہ کن حملے کے لیے تیار رہو کیونکہ میں اس معاملے کو اس سے زیادہ طول نہیں دینا چاہتا۔

> ملا داداللہ نے افغانستان میں عالمی صلیبی اتحاد کے خلاف جو سب سے زیادہ خطرناک کام کیا وہ یہ کہ نوجوان استشہادی حملہ آوروں کی تربیت کی جو طاقت کے اعتبار سے صلیبی فوجیوں سے بہت زیادہ زورآور تھے۔ ان نوجوانوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے اور انہیں افغانستان کے مختلف علاقوں میں پھیلا دیا گیا۔ یہ لوگ اللہ کی رحمت سے دشمن کے دلوں میں ہر چیز سے خوف ڈالنے اور ہر جگہ انہیں دہشت زدہ رکھنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

جب حاضرین نے یہ دیکھا تو وہ گلم کی طرف ملامت آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگے کہ جیسے اس نے انہیں طالبان کے جال میں گرفتار کرلیا ہو۔ اس مشکل صورتحال کو بھانپ کر وہ غصّے سے بھرے ہوئے، باری باری نکل کر مختلف سمتوں میں بھاگ گئے کیونکہ ملاّ داداللہ نے جن علاقوں کا ذکر کیا تھا وہ انہی سرداروں کے کنٹرول میں تھے۔ یوں ملاّ داداللہ دشمن کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور اپنی چال سے ان کے منصوبے کو ناکام کرنے میں کامیاب ہوگئے، اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے کہ 'جنگ تو ہے ہی دھوکہ' (الحرب خدعہ) انہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو قید سے بچالیا اور اپنی زیرکی سے دشمن کے ذہن سے حملے کا خیال نکال دیا۔

تیسری مثال: مزار شریف کے امریکیوں کے ہاتھ میں چلے جانے کے بعد ہزاروں مجاہدین قندوز میں محصور ہوگئے اور سینکڑوں شہید ہو چکے تھے۔ جنرل دوستم، جس کے سپرد صلیبیوں نے امریکی قبضہ کے بعد افغانستان کے شمال مغربی اضلاع کیے تھے، نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے سارے ہتھیار، گاڑیاں اور سامان اس کے حوالے کردیں جس کے بدلے میں وہ انہیں قندھار تک محفوظ راستہ فراہم کرے گا۔ طالبان راہنما ملا فضل اور ملا نوراللہ جو آج گوانتانامو بے میں قید ہیں نے اس بات کو تسلیم کرلیا تاکہ مجاہدین کی جانیں بچ جائیں لیکن ملاّ داداللہ نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کردیا اور دوسروں کو بھی ان منافق ملحدین کے وعدوں پر یقین کرنے سے روکا اور ان سے کہا: '' دشمن کے سامنے بہادری سے مرنا ذلت کے ساتھ جھکنے سے بہتر ہے۔''

اسی طرح امریکیوں اور جنرل دوستم نے طالبان سے عرب مجاہدین، نہ کہ افغان مجاہدین کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا کہ اس کے بدلے میں باقی ہزاروں محصور مجاہدین کو چھوڑ دیا جائے گا۔ لیکن ملاّ داداللہ نے اس خیال کو بھی مسترد کردیا اور دوستم کے نمائندے سے کہا: '' ہم وہ لوگ نہیں جو دوسروں کی جانیں اپنی خاطر قربان کردیں۔ ہماری جانیں ان کی جانوں سے زیادہ اہم نہیں۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ یا ہم ایک ساتھ مل کر قندھار جائیں گے یا اللہ کی راہ میں شہید ہوجائیں گے۔'' بعد ازاں انہوں نے یہ بھی کہا: '' اگر تم ہمیں ایک غیر افغانی مجاہد کے عوض شمالی اضلاع کا کنٹرول دے دو تو یہ بھی ہمیں قبول نہیں ہوگا۔''

اسی فیصلہ کن موقف کے ساتھ انہوں نے دوستم کے نمائندوں کو جواب دیا اور کسی مرحلے میں بھی نرم نہیں پڑے۔ یہ تقدیر کا کرنا تھا کہ باقی لیڈر دوستم کے وعدوں میں آ گئے اور دوستم نے انہیں چھوڑ دیا اور وہ امریکیوں کی قید میں چلے گئے۔ اس کے برعکس ملاّ داداللہ چھ مجاہدین کے ساتھ بلخ، مزار شریف کی طرف چلے گئے اور ایک مہینے تک وہاں چھپے رہے اور پختون دیہاتیوں سے کھانا کھاتے رہے۔ ان کے قیام کے دوران میں دوستم کی فوجیں اور امریکی افواج ان کو ڈھونڈنے کے لیے آئیں۔ ایک دن دوستم کی فوجیں اس گھر تک بھی پہنچ گئیں جہاں ملاّ داداللہ چھپے ہوئے تھے اور پورا دن وہاں ان کو تلاش کرتے، تفتیش کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بچالیا۔

اس محاصرے اور چھپنے کے عرصے کے دوران میں بھی ملاّ داداللہ کی توجہ اس بات سے نہیں ہٹی کہ وہ امریکیوں کو فریب دینے کے لیے کوئی چال چلیں تاکہ وہ ان کی اور ان کے ساتھیوں کی تلاش چھوڑ دیں۔ انہوں نے بی بی سی براڈ کاسٹ سٹیشن پر سیٹلائٹ سے فون کیا اور انہیں بتایا کہ وہ دوپہر چار بجے ایک کٹھن سفر طے کرنے کے بعد جو ہفتوں جاری رہا قندھار پہنچ چکے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کی رحمت اور شمالی افغانستان کے وفادار لوگوں کی بدولت ہوا ہے، حالانکہ وہ مزید ڈیڑھ ماہ تک اسی گاؤں میں مقیم رہے۔ جب امریکیوں نے یہ خبر سنی تو ان کی تلاش چھوڑ دی اور یہی سمجھے کے اب وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل چکے ہیں۔

اس رابطے کے ایک مہینے بعد وہ پختون قبائل کے کچھ وفادار لوگوں کی مدد سے

مشہور سالانگ پاس کے ذریعے کابل اور کابل سے قندھار پہنچ گئے۔

امریکہ اور اتحادی حکومت کے خلاف دوبارہ جہاد کا آغاز:

شہید ملا داد اللہ چین سے بیٹھ رہنے والے اور کسی کے آگے جھکنے والے انسان نہ تھے، گویا انہیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار خطروں سے بچایا ہی اس لیے تھا کہ وہ ایک نئے طرز پر جہاد اور امریکہ کے زیرِ قیادت عالمی صلیبی اتحاد کے خلاف معرکے برپا کر سکیں۔ اس وقت وہ اپنے گھر واپس آ گئے اور اپنے پندرہ بچوں کے ساتھ مستقل وہیں قیام کیا، جس کے بعد وہ دوبارہ جہاد کی طرف پلٹے تاکہ شجاعت، بہادری اور اللہ کی راہ میں قربانیوں کا ایک نیا باب رقم کر سکیں۔

ان کے بڑے بھائی ملا منصور اپنے شہید بھائی کی زندگی کے اس حصّے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں: گھر آنے کے بعد اور تقریباً ایک مہینہ وہاں قیام کے بعد انہوں نے مجھے اپنے کچھ مخلص ساتھیوں کے پاس قندھار بھیجا اور میرے ذریعے ان کو امریکہ کے خلاف جہاد کرنے، اللہ پر توکل کرنے اور دشمن کی مادی طاقت سے خوف نہ کھانے کا پیغام بھیجا، یوں انہوں نے امارت اسلامیہ کی حکومت ختم ہونے کے بعد از سرِ نو جہاد کا آغاز کیا۔

ابتدا میں امریکی بہت پر امید تھے، لیکن ملاّ داد اللہ نے وقتاً فوقتاً مجاہدین سے ملنا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتے رہنا ترک نہیں کیا، حالانکہ وہ لوگوں کے درمیان غیر معروف نہ تھے (کہ آسانی سے پہچانے نہ جاتے) لیکن ان کی بہادری اور خطروں سے لاپرواہی نے انہیں لوگوں سے مستغنی کر دیا، وہ نتائج سے بے پرواہ ہو کر ان کے بارے میں سوچنے کے بجائے صرف جہاد اور اپنی تحریک کے بارے میں سوچتے۔ بارہ جولائی ۲۰۰۲ء میں امیر المومنین نے افغانستان میں صلیبیوں کے خلاف عسکری اور جہادی امور کی نگہداری کے لیے ایک شوریٰ بنائی جس میں تحریک طالبان کے دس معروف کمانڈر شامل تھے اور انہی میں سے ایک ملا داد اللہ بھی تھے۔

کچھ عرصے بعد ہی ان کی کوششیں رنگ لائیں اور جنوب مغربی اضلاع مثلاً قندھار، ارزگان اور زابل میں امریکیوں کے خلاف جہاد شروع ہو گیا۔ اس کے بعد جہاد کا دائرہ کار وسیع ہو کر دوسرے اضلاع تک بھی پہنچ گیا۔ ملاّ داد اللہ نے صفیں ترتیب دیں، عسکری سرگرمیاں کروائیں، مجاہدین کی نگرانی کی اور دنیا بھر کی اخباری ایجنسیوں کو سیٹیلائٹ کے ذریعے مجاہدین کی خبریں پہنچائیں اور یوں وہ بیک وقت ترجمان بھی تھے اور عسکری قائد بھی۔

فدائی حملوں کی منصوبہ بندی:

ملا داد اللہ نے افغانستان میں عالمی صلیبی اتحاد کے خلاف جو سب سے زیادہ اہم کام کیا وہ یہ کہ نوجوان استشہادی حملہ آوروں کی تربیت کی جو طاقت کے اعتبار سے صلیبی فوجیوں سے بہت زیادہ زور آور تھے۔ ان نوجوانوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے اور انہیں افغانستان کے مختلف علاقوں میں پھیلا دیا گیا۔ یہ لوگ اللہ کی رحمت سے دشمن کے دلوں میں خوف ڈالنے اور ہر جگہ انہیں دہشت زدہ رکھنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس لیے دشمن نے ملاّ داد اللہ کو فدائی حملوں کا ماسٹر مائنڈ قرار دیا ہے جیسے ابو مصعب الزرقاوی (رحمہ اللہ) عراق میں شہیدی حملوں کے ماسٹر مائنڈ تھے۔

امت کے معاملات میں غیرت واہمیّت:

وہ صرف جنگ اور گولہ بارود والی شخصیت کے حامل نہیں تھے بلکہ امت مسلمہ کے مسائل پر بھی گہری نظر رکھتے تھے، مثلاً عراق، فلسطین، شیشان اور دیگر ایسے مسائل جو مظلوم مسلمانوں کو درپیش ہیں۔ وہ اسلام کے مقدسات کے بارے میں بہت جذباتی تھے۔ جب صلیبی ڈینش اخبار نے سال ۲۰۰۶ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ خاکے چھاپنے کا جرم کیا، اور کروڑوں مسلمان اس پر ردِ عمل اور مذمت میں احتجاج کے لیے نکل آئے، ملاّ داد اللہ نے اس جرم کے ذمہ دار شخص کے قاتل کو دس کلوگرام سونا انعام میں دینے کا اعلان کیا اور یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لیے اپنی غیرت اور غصّے کا اظہار کیا۔

اسی طرح وہ مستقل اپنے صحافتی بیانات میں اور دوسرے مواقع پر ہر جگہ مسلمانوں کے مسائل میں ان کے ساتھ اتحاد کا مظاہرہ کرتے رہتے تھے۔ عظیم مجاہد ابو مصعب الزرقاوی رحمہ اللہ کی شہادت کے موقع پر سال ۲۰۰۶ء میں انہوں نے عراقی مجاہدین کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے لیے سو فدائی عراق بھیجنے کا اعلان کیا۔

ملا داد اللہ جب بھی کوئی مناسب موقع پاتے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے۔ اس طرح کا ایک واقعہ اٹلی کے صحافی Daniel Mastrogiacomo کی قید کا ہے، جس کے ملک کی افواج افغانستان میں مجاہدین کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔ اس صحافی کو اسی وقت چھوڑا گیا جب اس کے بدلے میں چار سینئر مجاہدین جو اتحادی حکومت کے ہاتھوں قید تھے آزاد کیا گیا۔ استاد یاسر، تحریک کی تعلیمی کمیٹی کے سربراہ، مفتی لطف اللہ حکیمی تحریک کے سابق ترجمان، شہید حافظ حامد اللہ رحمہ اللہ اور ملا منصور، ملا داد اللہ کے بھائی [استاد یاسر اور ملا منصور داد اللہ بعد میں دوبارہ گرفتار ہو گئے۔ اللہ ان کو رہائی عطا فرمائے۔ آمین]۔ اس سودے نے افغانستان میں امریکیوں کی کمر توڑ ڈالی اور دنیا کے سامنے ان کی عزت کو خاک میں ملا دیا۔

شہادت:

بیس سال تک جاری رہنے والے جہاد اور بے شمار قربانیوں کے بعد ان کی زندگی جو بہادری اور مہم جوئی سے بھرپور تھی اپنے اختتام کو پہنچی اور امریکی افواج سے دوبدو جنگ کے دوران، اسلام قلعے میں ہزاجفت کے علاقے، ضلع ہلمند میں ۱۴ مئی ۲۰۰۷ء کی صبح وہ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کی شہادت قبول کرے اور ان کی مغفرت فرمائے، بے شک وہ السمیع، القریب اور المجیب ہے۔

☆☆☆☆☆

افسانہ

ان چراغوں کوتو جلنا ہے......

اُم عبداللہ

وہ گھر میں داخل ہوا تو فضا کشیدہ محسوس ہوئی۔سب خاموش اور مضطرب دکھائی دیے۔سارا دن دفتر میں کام کی زیادتی سے اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ایسے میں گھر کا ماحول اس کے لیے مزید اذیت کا باعث تھا۔تھوڑی دیر والدہ کے پاس بیٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔یہ واقعات اس کے لیے نئے نہ تھے۔جن گھروں میں دین سے دوری اور دولت سے محبت ایک حد سے تجاوز کر جائے وہاں رشتوں کی قیمت بھی سونے چاندی میں تولی جاتی ہے۔جذبوں کی قدر تو وہی جان سکتا ہے جس نے ان کی مٹھاس چکھی ہو۔مگر وہ ان جھمیلوں سے کافی عرصہ پہلے ہی کنارہ کشی اختیار کر چکا تھا۔وہ ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھا،جن کو برے حالات کندن بنا دیتے ہیں۔گھر میں دن رات کی ناچاقی نے اس کو کم گو اور تنہائی پسند بنا دیا تھا۔کمرے میں آتے ہی اس نے اپنی پسند کی موسیقی لگائی اور بستر پر جوتوں سمیت دراز ہو گیا۔مگر آج اس کا دل کسی چیز میں نہیں لگ رہا تھا۔اس نے اپنا فون اٹھایا اور اپنے دوست عمر کا نمبر ملایا۔عمر اس کا بہترین دوست تھا مگر کچھ عرصے سے اس کی عمر کے ساتھ ان بن چل رہی تھی۔وجہ عمر کی جہاد کے ساتھ وابستگی تھی اور ابراہیم کے نزدیک اس کا دماغ خراب ہو چکا تھا۔MBA کی ڈگری اعلیٰ نمبروں کے ساتھ حاصل کرنے کے بعد اس کا تارکِ دنیا ہو جانا اس کے فہم سے باہر تھا،جبکہ وہ خود ایک اوسط درجے کا طالب علم ہونے کے باوجود ایک موبائل کمپنی میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھا۔مگر اسے مسلسل اپنی زندگی میں ایک خلا محسوس ہوتا تھا جبکہ عمر کی پرسکون شخصیت پر اسے ہمیشہ رشک آتا۔قصہ مختصر عمر کی والدہ نے فون اٹھایا،جب اس نے عمر کے بارے میں دریافت کیا تو عمر کی والدہ اپنا دکھڑا کھول کے بیٹھ گئیں۔''بیٹا تم ہی سمجھاؤ اسے!اس کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے۔اللہ سمجھائے ان لوگوں کو جنھوں نے میرے فرمانبردار بیٹے کا دماغ خراب کر دیا ہے۔'' ابراہیم کی نظروں میں ،اپنی والدہ کے سامنے کھڑا ہوا فرمانبردار عمر گھوم گیا۔اس نے کبھی اپنی ماں کے سامنے جہاد کے علاوہ کسی موضوع پر بحث نہ کی تھی۔بہرحال پندرہ منٹ کی گفتگو جس میں عمر کی شکایات کے سوا کچھ نہ تھا۔اس نے معذرت کی اور فون بند کر دیا۔اس کی بے چینی عروج پر تھی۔

اپنی سوچوں میں گم تھا کہ اس کے کانوں میں اذان کی آواز گونج گئی۔آج کافی دنوں،شاید ہفتوں بعد اسے مسجد جانے کا خیال آیا۔وضو کر کے اس نے مسجد کا رخ کیا،نماز پڑھی،مسجد سے نکلنے لگا تو اس کے سامنے عمر کھڑا تھا مسکراتا چہرہ آنکھوں میں محبت اور اپنائیت لیے ہوئے......اس کی نظروں میں چند سال پہلے والا عمر گھوم گیا۔جامعہ کے شوخ ترین گروہ کا سردار،شوخی کے ہر کام میں آگے آگے،ایک بے چین چھلاوہ جو اب ایک پرسکون ندی کا روپ اختیار کر چکا تھا۔عمر نے اسے پکارا تو ابراہیم چونک کر خیالوں کی دنیا سے باہر آیا۔عمر نے اسے ترجمہ قرآن کلاس پر چلنے کی دعوت دی تو ابراہیم بھی گھر کے ماحول سے فرار حاصل کرنے کے لیے وقت گزاری کے طور پر اس کے ساتھ چل پڑا۔وہاں پہنچ کر ابراہیم نے محسوس کیا کہ عمر کے سارے ساتھی ایک جیسے ہیں۔چہروں کے نقوش اور رنگ تو مختلف ہیں مگر چہروں پر جذبات کی یکسانیت اور رویّے کی خوبصورتی کی وجہ سے ایک ہی خاندان کے افراد دکھائی دیتے ہیں۔سب اس سے اس طرح ملے جیسے پہلے سے جانتے ہوں یا شاید ان کے لیے یہی کافی تھا کہ ابراہیم عمر کا دوست ہے۔کلاس شروع ہوئی،عمر کے ایک دوست نے خوش الحانی سے تلاوت کی اور ترجمہ پڑھا:''تم پر قتال فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہیں ناپسند ہے۔اور ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بری ہو۔اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''(البقرۃ۔۲۱۶)

ابراہیم کو اگر یہ بات پہلے نہ بتائی جا چکی ہوتی کہ یہ ترجمہ و تفسیر کی سلسلہ وار کلاس ہے،تو وہ یہی تأثر لیتا کہ یہ لوگ اس کو سنانے کے لیے ان آیات کا انتخاب کر رہے ہیں۔اب وہ ان آیات کی تفسیر کر رہے تھے۔جہاد اور عام جنگ میں فرق۔جنگیں دنیاوی مقاصد کے لیے لڑی جاتی ہیں۔کوئی ملک کی خاطر لڑ رہا ہوتا ہے،تو کوئی انسانوں کے بنائے ہوئے نظریوں پر گردن کٹاتا ہے جبکہ قتال فی سبیل اللہ دنیا پر'لا الہ الا اللہ' کو قائم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔سورہ انفال اس پر یوں روشنی ڈالتی ہے:''اور ان سے قتال کرو،یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لیے ہی ہو جائے۔(۳۹)'' فتنہ سے مراد ہر قسم کا ابہام ہے جو دین کے راستے میں رکاوٹ ہے۔جو بھی طاقت،وہ چاہے ہماری ذات کی محبوب ترین ہستی،ہماری قوم،قبیلہ یا ہمارے نظریات کی شکل میں ہو قابلِ نفی ہے۔اور اس کی آخری شکل ایک ایسی جدوجہد ہے جس کا انجام چاہے ٹکراؤ کی صورت میں ہو......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں،یہاں تک کہ لوگ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔جب تک وہ یہ کام کریں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے۔''(بخاری و مسلم)۔

اس حدیث کو سننے کے بعد ابراہیم کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ دہشت گرد کلمہ گو فوج کو کیوں مارتے ہیں۔لیکن جب 'لا الہ الا اللہ' کے تقاضے حدیث کی روشنی میں بیان کیے گئے تو اسے اپنے سوالوں کے جواب ملنا شروع ہو گئے۔اسے وہ سب بہانے یاد آنے لگے جن سے لوگ اپنے مال زکوٰۃ دینے سے بچاتے ہیں۔پھر یہاں کون سا اسلامی نظام ہے جو لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ کی طرف راغب کرے۔اس کے دماغ میں دلیل اور ردِ دلیل کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔وہ اپنے ماحول سے بے خبر اپنی سوچوں کے تانوں بانوں میں گم تھا کہ کسی نے اس کا کندھا ہلایا۔اس نے دیکھا کہ کمرہ خالی ہو چکا تھا۔صرف عمر اور درس دینے والے حضرت اس

کے پاس بیٹھے تھے۔عمر نے شفیق بزرگ سے اس کا تعارف کروایا۔وہ افغانستان، کشمیر اور فلسطین کے جہاد میں حصّہ لے چکے تھے۔انہوں نے بات کا آغاز کیا۔رسمی گفتگو کے بعد ابراہیم نے ان کے سامنے وہ سارے نکات واعتراضات رکھے جو رات ۸ سے ۱۲ بجے تک مختلف ٹی وی مباحثوں میں آتے ہیں اور جن کو اس کے سب گھر والے تفریح کے طور پر دیکھا کرتے تھے۔کیونکہ کچھ عرصہ سے لوگ ان (5th columnist) صحافیوں کی خرافات ڈراموں کی جگہ دیکھنے لگے ہیں،اور ہر مسئلے کا فتویٰ علما کی بجائے انہی سے طلب کرتے ہیں۔اس کی باتیں سن کر ان کے چہرے پر ایک بھر پور مسکراہٹ نمودار ہوئی،جس میں طنز کی بجائے محبت تھی۔ان کی نگاہ اس نوجوان کے اندر کی خیر کو دیکھ چکی تھی جسے دنیا کی گرد نے ڈھانپ رکھا تھا۔لہٰذا انہوں نے جذباتی جواب دینے کی بجائے اس سے صرف اتنا کہا کہ اگلی دفعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ کرامؓ پر ایک ایک کتاب پڑھ کر آئے۔ابراہیم کو اپنے سوالوں کے جواب میں یہ بات بہت عجیب لگی لیکن ان کے رویے نے اس کے دل میں ان کی بات کی قدر ومنزلت ضرور پیدا کر دی۔اس کے بعد کافی دیر تک وہ ان سے باتیں کرتا رہا،ان کے انداز کی اپنائیت نے اس کے اندر کی ساری بے چینی دور کر دی جو وہ یہاں آنے سے پہلے محسوس کر رہا تھا۔ایک سکون تھا جو اس کی مسکراہٹ میں بدل رہا تھا۔واپسی پر عمر نے اس کو وہ کتب بھی دے دیں اور ساتھ ہی پڑھنے کی تاکید بھی کی۔گھر آ کر اس کو نیند آ گئی۔اگلے دن پھر اسی طرح کام کی روٹین میں وہ ساری باتیں فراموش کر گیا۔ہفتے کے اختتام پر وہ بیٹھا اپنی ای میل چیک کر رہا تھا۔اس نے ایک میل کھولی جس میں غزہ میں اسرائیلی مظالم سے زخم خوردہ عورتوں اور بچوں کی تصاویر تھیں۔جوں جوں وہ تصاویر دیکھتا گیا،منظر دھندلاتا گیا اور اس کے کانوں میں گذشتہ ہفتے کے درس کے الفاظ گونجنے لگے،قرآن پکار رہا تھا:''اور تمھیں کیا ہو گیا ہے؟،کہ تم اللہ کی راہ میں قتال نہیں کرتے،اور کمزور مرد،عورتیں اور بچے جو پکار رہے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہماری لیے اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حمایتی اور مددگار بنا۔''(النساء۔۷۵)

اسے اپنی اسلامیات کی کتاب میں پڑھی ہوئی وہ حدیث بھی یاد آئی جس میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''مؤمن ایک جسم کی مانند ہیں،جس کے ایک حصّے کو تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم مضطرب ہو جاتا ہے۔''لیکن یہاں تو شاید جسم ہی مفلوج ہو چکا تھا کہ ایک حصّہ کاٹ بھی دیا جائے تو باقی جسم پر جُوں تک نہیں رینگتی۔۔۔!اور پھر اگر ہم ان مظلوم مسلمانوں کو وہاں کے ظالموں سے بچا بھی لیں،اور وہاں سے نکال بھی لیں تو پھر کہاں بسائیں؟ کہاں ہے اللہ کا نظام؟ یہاں تو کفار کا حلیف بن کر،مسلمانوں کو جیٹ طیاروں سے مارا جا رہا ہے۔اس کی آنکھیں پرنم تھیں،وہ ایک حساس دل رکھنے والا نوجوان تھا۔اور دنیا داری سے بیزار ہو چکا تھا۔سوالوں کی بوچھاڑ نے پھر سے اسے بے چین کر دیا۔اس کو استاد کی بات یاد آئی تو اس نے اٹھا کر وہ کتب پڑھنا شروع کر دیں۔ایک صفحہ،دو،کرتے کرتے وہ دونوں ہی کتابیں پڑھ گیا۔ہر صفحہ قربانیوں کی داستاں اور ہر داستان مسلسل جدوجہد۔گھوڑوں کی پشت پر زندگی بسر کرنے والی یہ بزرگ ہستیاں ہی ایسی خلافت قائم کر سکتی تھیں،جنہوں نے دنیا کا نقشہ ہی نہیں،دل بھی بدل دیے۔فجر کی اذان ہو رہی تھی۔اس کو خبر ہی نہ ہوئی کہ پوری رات بیت گئی۔اس دوران میں کئی بار اس کی آنکھیں پرنم ہو کر خشک ہوئیں۔وضو کر کے اس نے مسجد کا رخ کیا۔نماز پڑھی تو دل کی حالت ہی کچھ اور تھی۔آج نماز میں معبُود بھی موجود تھا،سجدہ کیا تو گویا اس کے قدموں میں سر رکھ دیا۔دعا کی تو منہ سے صرف ہدایت کی دعا نکلی۔اپنی کیفیت پر حیران ہونے کی بھی فرصت نہ تھی کہ آج اس کو ایک ایسے ساتھی کا ادراک ہوا جو ہر پل اس کے ساتھ تھا۔نماز کے بعد مختصر سا درس تھا جس میں صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابیؓ کا قصہ تھا۔درس ختم ہونے پر گھر آ رہا تھا تو سوچ رہا تھا کہ ان میں اور ہم میں کیا فرق ہے؟۔فرق صاف واضح تھا۔'عمل'۔گھر آ کر وہ سو گیا،چھٹی کا دن تھا اور رات بھر نہ سونے کی وجہ سے وہ خوب سویا۔شام کو وہ کلاس کے لیے جا رہا تھا۔آج کی مجلس میں اس کو عجیب مزہ آ رہا تھا۔آج وہ طالوت اور جالوت کے قصے پر پہنچ چکے تھے۔اللہ تعالیٰ بتا رہے تھے،کہ ثابت قدم رہنے والے اگر تعداد میں کم بھی ہوں تو بھی وہ غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ان کے سامنے کوئی طاقت،طاقت نہیں ہوتی۔ان کے لیے سپر پاور فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات ہی ہوتی ہے اور اسی پر وہ بھروسہ بھی کرتے ہیں۔درس کے اختتام پر شیخ نے اس سے پوچھا کہ وہ کتب پڑھیں یا نہیں؟اس نے ان کو گذشتہ دن پیش آنے والے واقعے اور اپنے احساسات سے آگاہ کیا۔

انہوں نے اس سے سوال کیا،''تم نے ان کی زندگی کو کیسا پایا؟''۔فوراً جواب ملا ''مسلسل عمل اور جدوجہد،دنیا ان کے لیے مسافر خانہ اور دارالعمل تھی۔''استاد بولے۔''تو کیا ہم ایسے ہیں؟''ابراہیم کو بے طرح شرمندگی نے گھیر لیا۔اتنے میں مہربان دوست بولے۔'' میرا مقصد تمھیں شرمندہ کرنا نہیں تھا۔تمھارے سارے سوالوں کا جواب اسی شرمندگی میں ہے،جو ہمارے 'اہل دانش' کو اس وقت بھی نہیں ہوتی جب وہ کفر اور طاغوت کے حق میں دروغ گوئی کر رہے ہوتے ہیں۔'' واللہ کسی ایسے شخص کو اسلامی شعار پر تبصرہ کرنے کا حق نہیں جب تک اس کے پاس وہ عمل نہ ہو''میرے بھائی جیسا میں نے تم سے پہلے دن کہا تھا،جہاد جنگ نہیں مذہبی فریضہ ہے۔اس پر صرف دفاعی امور کے مبصر کا تبصرہ معتبر نہیں ہے۔یہ اسلامی جنگ ہے اس پر وہی تبصرہ کر سکتا ہے جو دین کا علم رکھتا ہو اور عمل میں وہ جہاد کرتا ہو۔اس کے بعد اگر وہ کسی گروہ کی کمزوری کی نشاندہی کرے تو اس کو سنا جا سکتا ہے۔تم نے آج تک اس مغرب زدہ ذرائع ابلاغ پر کبھی مجاہدین کی طرف سے کسی کی نمائندگی دیکھی ہے۔میرے بھائی یہ سب اس نفسیاتی جنگ کے ہتھیار ہیں جو دین کی مخالفت میں چلتے ہیں۔ان کے بدلتے رنگوں سے ان کی منافقت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔جب کہیں ظلم ہو رہا ہوتا ہے تو آگ بھڑکاتے ہیں اور جب ظلم ہو چکتا ہے تو اشک شوئی کرنے والوں میں صف اوّل میں نظر آتے ہیں۔' جامعہ حفصہ کے واقعہ کو ہی دیکھ لو'۔وہ بولتے جا رہے تھے اور ذہن کے افق سے میڈیا کا طاری کردہ غبار چھٹ رہا تھا۔کفر کے ہاتھوں میں کھیلتے یہ لوگ حق کو چھپانے کے لیے کس قدر کوشاں ہیں۔اس بات نے اس کو مغموم کر دیا،کس طرح ان 'اہل دانش' نے نام نہاد پڑھے لکھے لوگوں کی عقل کو بھی یرغمال بنا رکھا ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۰ پر)

(قسط پنجم)

مسافرانِ نیم شب

ابوعندلیب

’بھائی! کبھی ڈرون جہاز دیکھا ہے آپ نے؟‘ میری اتنی لمبی چوڑی تقریر کے جواب میں اس نے بے تکا سا سوال کر دیا۔

’ہاں، جب کبھی قبائلی علاقے میں میزائل حملہ ہوتا ہے تو ٹی وی میں دکھاتے ہیں۔۔لیکن اس کا میرے سوال سے کیا تعلّق ہے؟‘

’معاذ بھائی! ڈرون کو ٹی وی میں دیکھنے اور کھلی آنکھوں سے میزائلوں سمیت اپنے سر سے چند سوفٹ کی بلندی پر اڑتا دیکھنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔۔۔۔

ساری رات اگر میزائلوں سے لیس ڈرون آپ کے سر پر اڑتا رہے اور اس کی مکروہ آواز آپ کے کان میں پڑتی رہے، جب کہ آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ آپ اس کا ممکنہ ہدف ہو سکتے ہیں تو کیسا محسوس کریں گے آپ؟

اور پھر کسی ایسی ہی رات میں کمر پر من ڈیڑھ من کا وزن لاد کر فلک بوس پہاڑوں میں میلوں پیدل چل کر دشمن کے مرکز پر جانا اور اس پر حملہ کرنا۔۔۔

اور جوابی فائر، زمینی وفضائی بمباری کے دوران میں اپنے مورچے میں ثابت قدم رہنا۔۔۔

اور پھر اپنی جان سے زیادہ پیارے ساتھیوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے شہید اور زخمی ہوتے دیکھنا اور پھر یا تو انہیں اپنے کندھوں پر اٹھا کر واپس لانا یا پھر اللہ اور مقامی مسلمانوں کے سپرد کر آنا۔۔۔۔۔‘‘ اس کی آواز بھرا گئی، میں نے مڑ کر دیکھا تو آنسو اس کی داڑھی کو بھگو رہے تھے

’یہ سب کام گولی، بم یا میزائل کھا کر شہید ہونے سے پہلے کرنے پڑتے ہیں بھائی۔۔۔ شہادت اگر ایسا ہی شارٹ کٹ ہوتا تو یہ جو شہروں میں آپ کو دعوت و تبلیغ اور ذکر و تدریس کے ذریعے جنت کے طلب گار نظر آتے ہیں، یہ سب محاذوں پر ہوتے‘

اس نے اپنے آنسو پونچھ لیے لیکن مجھے لاجواب کر دیا۔ میرے دلائل کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا لہٰذا میں نے خاموشی میں ہی عافیت جانی۔ زبیر نے اپنے بیگ سے ایک سی ڈی نکال کر گاڑی کے پلیئر میں لگا دی۔ انتہائی پرسوز آواز میں جہادی ترانے کی آواز گاڑی میں گونجنے لگی

اے دین کے مجاہد تو کہاں چلا گیا ہے
یہ جہاد کی فضائیں تجھے یاد کر رہی ہیں
اپنوں کے خوں میں ڈوبی کشمیر کی وہ گلیاں
جلتا ہوا فلسطیں، روتا ہوا وہ شیشاں
کچھ ہوش کر مسلماں، حرمین کی صدا ہے
اے دین کے مجاہد تو کہاں چلا گیا ہے
یہ مصطفیٰ ﷺ کی امت کب سے سسک رہی ہے
کیا غیرت مسلماں ناپید ہو گئی ہے
ہر سمت خون مسلم یہ تجھ سے پوچھتا ہے
یہ جہاد کی فضائیں تجھے یاد کر رہی ہیں
محشر کے روز رب کو تم کیا جواب دو گے
ان بھائیوں کے خوں کا کیسے حساب دو گے
اللہ کے نبی کی قرآن کی صدا ہے
اے دین کے مجاہد تو کہاں چلا گیا ہے
یہ جہاد کی فضائیں تجھے یاد کر رہی ہیں

مجھے لگا شاید ترانہ پڑھنے والا مجھ سے ہی مخاطب ہے۔ چند لمحوں کے لیے تو مجھے بھی لگا کہ جہاد ہی میری پہلی اور آخری ذمہ داری ہے لیکن میں نے خود کو فوراً ہی اس سحر سے نکالنے کی کوشش کی کیونکہ مجھے تو زبیر کو واپس لانا تھا کجا یہ کہ الٹا وہ میری برین واشنگ شروع کر دے۔ لیکن زبیر کی باتوں اور اس کے لہجے میں چھلکتی تڑپ نے مجھے مخمصے میں ڈال دیا تھا۔ میرا دل اس کے اخلاص اور سچّائی کی گواہی دیتا تھا تو دماغ اس حقیقت کو ماننے کے لیے راضی نہیں تھا۔ میں نے دل ہی دل اللہ سے دعا کی وہ زبیر کو ہدایت دے اور اگر میں غلطی پر ہوں تو مجھے بھی حق کو حق سمجھنے کی توفیق دے۔ اسی سوچ و بچار میں فجر کا وقت ہو گیا۔ ایک پٹرول پمپ پر گاڑی روک کر ہم نے نمازِ فجر پڑھی۔ فجر پڑھنے کے تقریباً ایک گھنٹے میں ہم ساہیوال پہنچ چکے تھے۔

زبیر کے گھر پہنچ کر میں نے گھنٹی بجائی جبکہ زبیر ابھی گاڑی میں ہی بیٹھا تھا۔ دروازہ زبیر کے چھوٹے بھائی عزیر نے کھولا۔

’بھائی!۔۔۔آپ؟؟؟‘ صبح صبح مجھے یوں اچانک دیکھ کر وہ خاصا حیران ہوا۔

’بیٹا ساری حیرت مجھ پر ہی نہ ختم کر دینا۔۔۔اصل سرپرائز اُدھر ہے‘ میں نے گاڑی کی طرف اشارہ کیا جہاں سے زبیر باہر آ رہا تھا۔

’بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔‘ عزیر تقریباً چیخ اٹھا اور دوڑ کر اس کے گلے لگ گیا۔

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی عزیر نے خالہ کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ ہم تینوں لاؤنج میں داخل ہوئے تو وہ مصلّے پر بیٹھی تھیں۔ شاید اشراق کے نوافل سے فارغ ہوئی تھیں۔

’امی! دیکھیں کون آیا ہے؟‘ عزیر نے جوش میں کہا

’چلّا کیوں رہے ہو؟ مجھے پتا ہے زبیر کے علاوہ کون ہو سکتا ہے‘ انہوں نے نہایت اطمینان سے پیچھے مڑے بغیر جواب دیا۔ ہم تینوں حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔

کہاں تو ان کی وہ بے قراری کہ بیٹے کو یاد کر کے روتی تھیں اور کہاں یہ بے نیازی کہ بیٹا موجود ہے اور وہ پورے خشوع وخضوع سے تسبیحات میں مشغول تھیں۔

زبیر آگے بڑھ کے ان کے مصلے کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تو وہ بھی متوجہ ہوئیں۔ پہلے کچھ پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں میں پھونکا اور دونوں ہاتھ زبیر کے سر، سینے اور کمر پر پھیرنے کے

بعد اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ مجھے ڈر تھا زبیر کو چھ ماہ بعد اچانک سامنے پا کر کہیں ان کو شاک نہ لگے لیکن ان کا اطمینان حیرت انگیز ہی نہیں قابل رشک بھی تھا۔

زبیر کا ہاتھ پکڑ کر وہ مصلے سے اٹھیں تو میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور میرے اوپر بھی شاید آیۃ الکرسی پڑھ کر پھونکی اور سر پر ہاتھ رکھ کر حسب معمول خوب دعائیں دیں۔

'اسی دوران زبیر کی دونوں چھوٹی بہنیں آمنہ اور خدیجہ بھی آ کر بھائی سے لپٹ گئیں۔

'تم دونوں نہا دھولو، میں ناشتہ بناتی ہوں' دعا سلام سے فارغ ہونے کے بعد خالہ جان نے مشورہ دیا۔

نہانے کے بعد جب ہم دونوں واپس آئے تو پراٹھوں اور آملیٹ کی خوشبو نے ہمیں فوراً کھانے کی میز پر کھینچ لیا۔ کھانے کی میز پر چاروں بہن بھائی اکٹھے ہوئے تو طمانیت کے بہت مختصر سے احساس کے ساتھ ہی مجھے اس بے چینی نے گھیر لیا، زبیر جس راستے کا مسافر ہے اس میں ایسے مواقع شاید ہی ملیں کہ بھائی بہنوں اور ماں کے ساتھ مل بیٹھے۔

'امی! آپ نے بھائی سے پوچھا نہیں کہ یہ کہاں گم ہو گئے تھے؟' عزیر کا تجسس اسے چین نہیں لینے دے رہا تھا لیکن خالہ جان نے گویا اس کی بات سنی ہی نہیں۔ لیکن یہ بات میری بھی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ آخر کس چیز نے انہیں ایسا سکون اور اطمینان بخشا ہے کہ انہوں نے اب تک زبیر سے یہ تک نہیں پوچھا کہ وہ کہاں گیا تھا؟

'بھائی! آپ پھر تو گم نہیں ہو جائیں گے؟' سب سے چھوٹی خدیجہ سے بھی رہا نہیں گیا اور اس نے اپنے اندیشوں کے بارے آپ کے بھائی سے پوچھ لیا۔ اس کے سوال پر سب مسکرا پڑے۔

'بیٹا! آپ کے بھائی تھکے ہوئے آئے ہیں، ان کو آرام کر لینے دو پھر ان سے باتیں کر لینا' خالہ جان نے پیار سے خدیجہ کو سمجھایا۔

ناشتے کے بعد مجھے امید تھی کہ خالہ جان زبیر کی کچھ گوشمالی کریں گی لیکن انہوں نے زبیر کے کمرے میں ہم دونوں کے بستر لگوائے اور آرام کرنے کا حکم دے دیا۔

'یار ماں جی تو تم سے یوں برتاؤ کر رہی ہیں جیسے تم چھ ماہ بعد افغانستان سے نہیں بلکہ ویک اینڈ پر لاہور سے گھر آئے ہو' لیٹتے ہوئے میں نے زبیر کو کہا۔

'میں تو خود حیران ہوں کہ ماشاء اللہ امی جان کس قدر صبر وسکون میں ہیں۔۔۔ اللہ ان کو استقامت دے۔'

'خیر ابھی تو سو جاؤ، اٹھیں گے تو بات ہوگی۔'

سو کر اٹھے تو بچے سکول کالج وغیرہ جا چکے تھے اور خالہ جان دوپہر کے کھانے کی تیاری میں تھیں۔ ہمیں جاگتا دیکھ کر چائے بنا لائیں۔

'ماں جی! ایک بات پوچھوں؟' چائے کے دوران میں نے موقع غنیمت جان کر بات شروع کی

'پوچھو بیٹا'

'! ابھی کچھ دن پہلے تک تو آپ زبیر کے حوالے سے بہت پریشان تھیں یہاں تک کہ آپ کی صحت بھی متاثر ہونے لگی تھی، لیکن آج میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بہت مطمئن ہیں اور آپ نے تو پوچھا بھی نہیں کہ یہ برآمد کہاں سے ہوا ہے'

'بیٹا! ایک تو مجھے تم لوگوں کے سفر کی تھکاٹ کا خیال بھی تھا اس لیے میں نے کچھ پوچھ تاچھ نہیں کی۔ لیکن اصل بات تو بیٹا یہ ہے کہ میں اپنے رب کا جتنا شکر کروں کم ہے۔ میں بے صبری ہو گئی تھی، لیکن اس نے میرا دامن تھامے رکھا اور مجھے خود سے جوڑے رکھا اور پھر بالآخر مجھے صبر اور سکینت سے بھی نواز دیا'

'وہ کیسے ماں جی؟'

'بس بیٹا کیا بتاؤں، میں گناہ گار تو نعوذ باللہ اس باری تعالیٰ سے مایوس ہو چلی تھی۔ لیکن کچھ دن پہلے نہ جانے کیسے مجھے یہ خیال آیا اور میں اپنی قرآن مجید کی استانی صدیقہ بی سے ملنے چلی گئی۔ وہ اللہ کی بڑی نیک بندی ہیں۔ میں نے ان سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا اور زبیر کے لیے دعا کی درخواست کی تو انہوں مجھے صرف اتنا کہا کہ بیٹی! اگر تو نے اسے حلال کا رزق کھلایا ہے تو پھر بے فکر ہو جا، وہ جہاں بھی ہوگا اپنے اور تیرے لیے ان شاء اللہ خیر ہی لائے گا۔ پھر انہوں نے دعا بھی کی۔ بس اس دن سے اللہ نے مجھ پر اپنا کرم کر دیا ہے۔'

'اللہ آپ سے بہت راضی ہو امی جان اور آپ کو بڑی استقامت دے' زبیر ماں کے قدموں میں بیٹھ گیا اور سر ان کے گھٹنوں پہ رکھ دیا۔

'لیکن بیٹا اگر تم کسی خیر کے کام کے لیے گئے تو پھر یوں چھپ کر چوروں کی طرح جانے کی کیا ضرورت تھی؟ تم مجھ سے پوچھ کر یا کم از کم بتا کر ہی چلے جاتے'

'امی جان! اس کام کی مصلحت کچھ ایسی ہی تھی کہ بغیر بتائے جانا پڑا۔ اور پھر اللہ نے آپ کی آزمائش کر کے آپ کو بھی تو سرخرو کرنا تھا'

'لیکن بیٹا کچھ کام کی نوعیت کے بارے میں بھی تو بتاؤ؟'

'کام تو وہی ہے امی جس کے لیے اللہ نے اس دنیا میں بھیجا ہے یعنی اللہ کو راضی کرنے کے لیے جہاد کرنا'

'بیٹا جہاد سے تمہاری مراد کافروں سے لڑنا ہے نا'

'جی امی'

'اللہ تیرا شکر ہے، تو نے میری اولاد کو اپنے راستے میں قبول کر لیا اور مجھے بھی اس پہ صبر عطا کیا...... اچھا بیٹا اللہ تمہیں تمہارے مقصد میں کامیاب کرے، یہ بتاؤ کہ اب رہنے کے لیے آئے ہو یا جانے کے لیے'

'جانا تو ہے امی جان، بس کچھ دن کے لیے ہی آیا ہوں'

دونوں ماں بیٹا اپنے راز و نیاز میں مصروف تھے اور میں حیرانی سے یہ سوچ رہا تھا کہ یہ کس دنیا کے لوگ ہیں۔ ایک طرف بیٹا ہے جو اپنا کیریئر، بہن بھائی ماں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جہاد کرنے نکل پڑا ہے اور دوسری طرف بیوہ ماں ہے جس نے ہنسی خوشی اپنا سب سے بڑا بیٹا اللہ کے راستے میں روانہ کر دیا ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

امیر المومنین کے فیصلے (قسط دوم)

محمد ابوبکر صدیق

امر بالمعروف ونہی عن المنکر اسلام کی نظر میں انتہائی اہم اور ضروری ہے۔قرآن مجید میں مسلمانوں کو باقاعدہ حکم دیا گیا ہے کہ ان میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے ،انہیں نیکی کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔اسلام نے اس شعبے کے قیام پر بہت زور دیا ہے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔کیونکہ یہ ایسا دین ہے جو برائی کو اس کی جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش وسعی کرتا ہے۔اسلام نہ صرف برائیوں کا خاتمہ چاہتا ہے بلکہ اس بُرے ماحول کے بھی انسداد کا حکم دیتا ہے جو برائیوں کو جنم دیتا ہے۔

طالبان نے اپنی حکومت میں جو قوانین نافذ کیے وہ اسلام کی عطا کردہ اسی حکمت عملی کے مطابق تھے اور اس طریقہ کار کے جو نتائج وثمرات سامنے آئے وہ بھی دنیا نے کھلی آنکھوں سے دیکھے۔ذیل میں طالبان حکومت کے قائم کردہ شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے احکامات پیش کیے جا رہے ہیں۔یہ احکامات شعبہ امر بالمعروف کی طرف سے حکومت کے مختلف شعبوں کے ذمہ داروں اور عوامی طبقہ سے تعلّق رکھنے والے مختلف حلقوں کے ذریعے عوام تک پہنچائے گئے اور ان کی تنفیذ عمل میں لائی گئی۔

۱۔ترک نماز کے خاتمے اور بازاروں میں نماز باجماعت کے سلسلہ میں

ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہر جگہ اطلاع پہنچا دی جائے کہ نمازیں ہر علاقے میں بروقت ادا کی جائیں،نماز باجماعت کے اوقات شعبہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر مقرر کرے گا۔اس مقررہ وقت سے پانچ منٹ قبل ٹریفک اور دیگر کاروبار روک دیا جائے گا اور سب لوگ نماز کی تیاری میں مشغول ہو جائیں گے اور تمام افراد کو مساجد میں پہنچنا ضروری ہوگا۔اوقات مقررہ کے دوران میں شعبہ امر بالمعروف کے افراد گاڑی میں تمام صورت حال کی نگرانی کریں گے۔اگر کسی دکان میں کوئی بالغ فرد نظر آیا تو اسے گرفتار کر لیا جائے گا اور پانچ افراد کی ضمانت پر رہا کیا جائے اور اگر پانچ افراد کی ضمانت نہ ملی تو دس دن بعد رہا کیا جائے گا۔

۲۔بت پرستی کے خاتمہ کے سلسلے میں

پہلے تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعے عام اعلان کیا جائے گا کہ تمام گاڑیوں، دکانوں،حجروں اور ہوٹلوں وغیرہ سے جانداروں کی ہر قسم کی تصاویر ختم کر دی جائیں۔اس کے بعد شعبہ امر بالمعروف کے کارکنان مختلف جگہوں پر گھومیں گے اور انہیں جہاں کہیں اس قسم کی کوئی ممنوعہ تصویر نظر آئی اسے پھاڑ ڈالیں گے اور اس مکان یا گاڑی کے مالک کو طلب کر کے تنبیہ کی جائے گی تاکہ آئندہ وہ ایسا نہ کرے۔

۳۔سودی لین دین کی ممانعت کے سلسلہ میں

بڑے نوٹوں کے عوض چھوٹے نوٹ (سود) پر لینے اور ہنڈی کے کاروبار کی روک تھام کے لیے تمام منی چینجروں کو مطلع کیا جائے گا کہ رقوم کے ان تینوں تبادلوں پر عاید پابندی کی خلاف ورزی پر مناسب عرصے تک قید کی سزا دی جائے گی۔

۴۔خواتین کی بے پردگی کے فتنے کے خاتمے کے لیے

اگر کوئی عورت ایرانی چادر میں (جس سے حجاب کے تقاضے پورے نہیں ہوتے) گھر سے نکلی تو کسی بھی رکشہ یا ٹیکسی والے یا کسی بھی ڈرائیور کو اجازت نہیں ہوگی کہ وہ اسے اپنے ساتھ سوار کر لے،بصورت دیگر اس ڈرائیور کو گرفتار کر لیا جائے گا اور اگر کوئی عورت ایسی حالت میں کہیں سر راہ چلتی پھرتی نظر آئی تو اس کا گھر تلاش کر کے اس کے شوہر کو سزا دی جائے گی اور اگر کوئی عورت شہوت انگیز لباس پہنے ہوئے ہوگی اور اس کے ساتھ کوئی محرم مرد نہیں ہوگا تو اسے کوئی ڈرائیور اپنے ہمراہ سوار نہیں کر سکے گا۔

۵۔ساز،باجے کی ممانعت کے سلسلہ میں

تمام ذرائع ابلاغ سے یہ بات نشر کی جائے کہ دکانوں،ہوٹلوں اور رکشوں میں گانے بجانے کی کیسٹیں رکھنا ممنوع ہے۔پانچ دن تک ادارۂ تفتیش اس پابندی کا جائزہ لے گا،اس کے بعد اگر کیسٹ کسی دکان سے گانے بجانے کی کیسٹ برآمد ہوئی تو دکان دار کو گرفتار کر لیا جائے گا اور دکان کو تالا لگا دیا جائے گا۔پھر پانچ افراد کی ضمانت پر دوکان دار کو رہا کیا جائے گا اور دکان کھول جائے گی۔اگر کسی گاڑی سے گانے بجانے کی کیسٹ برآمد ہوئی تو گاڑی کا مالک گاڑی سمیت گرفتار کر لیا جائے گا اور پانچ افراد کی ضمانت پر رہا کیا جائے اور گاڑی چھوڑی جائے گی۔

۶۔داڑھی کٹوانے اور منڈوانے کے سلسلہ میں

پورے ملک میں یہ اطلاع پہنچا دی جائے کہ آج سے ڈیڑھ ماہ بعد جہاں بھی کوئی شخص داڑھی منڈا یا ریش تراش نظر آیا،اسے گرفتار کر لیا جائے گا اور اس وقت تک گرفتار رکھا جائے گا جب تک اس کی مکمل ڈاڑھی نہیں نکل آتی۔

۷۔جوئے کے خاتمے کے سلسلے میں

تفتیشی طریق کار سے جوئے کے ٹھکانوں کا پتہ لگایا جائے گا،پھر جوئے بازوں کو گرفتار کر کے ایک ماہ تک تحویل میں رکھا جائے گا۔

۸۔کبوتر بازی اور بٹیر بازی کی روک تھام کے سلسلے میں

تمام ذرائع ابلاغ سے یہ اعلان کر دیا جائے کہ کبوتر باز اور بٹیر باز دس دن کے اندر اندر ان مشغلوں سے باز آجائیں۔۱۰ دن بعد تفتیشی ادارہ نگرانی کرے گا اور مناسب اقدام کرے گا۔ایسی صورت میں کبوتر اور بٹیر حلال طریقے سے ذبح کر دیے جائیں گے۔

۹۔منشیات کے خاتمے اور ان کو استعمال کرنے والوں کے بارے میں

نشہ کرنے والوں کو گرفتار کیا جائے گا اور تفتیش کر کے منشیات کے مرکز کا پتہ لگایا

جائے گا اور منشیات فروشی کی دکان بند کر دی جائے گی۔ دکان میں تخریبی مواد اور منشیات کو قبضہ میں لے لیا جائے گا اور مالک اور نشہ کرنے والے، دونوں کو گرفتار کر کے سزا دی جائے گی۔

۱۰۔ پتنگ کی ممانعت کے سلسلہ میں

پہلے اس حکم کی بھرپور اشاعت کی جائے گی، پھر اس کی قباحت مثلاً جوا، بچوں کی ناگہانی اموات اور بچوں کی تعلیم و تربیت سے محرومی جیسی برائیاں بیان کی جائیں گی، پھر شہر میں جہاں کہیں بھی پتنگ فروشوں کی یا اس کے لوازمات کی دکانیں ملیں گی ان کا سامان ضبط کر لیا جائے گا۔

۱۱۔ نوجوان لڑکیوں کے سرعام کپڑے دھونے کی ممانعت کے سلسلہ میں

تمام مساجد میں اس بارے میں اعلان نصب کیا جائے گا، اور پھر شعبہ امر بالمعروف اس سلسلہ میں کڑی نگرانی کرے گا اور جہاں کہیں نوجوان لڑکیاں سرعام کپڑے دھوتی نظر آئیں انہیں پورے اسلامی آداب واحترام کے ساتھ وہاں سے لے جا کر اُن کے گھروں تک چھوڑا جائے گا اور ان کے خاندان کے سربراہوں کو سزا دی جائے گی۔

۱۲۔ شادی بیاہ کے مواقع پر ناچ و رقص کی ممانعت کے بارے میں

تمام ذرائع سے یہ منادی کر دی جائے کہ ان منکرات کو ترک کر دیا جائے، اگر کسی گھر کے اندر اس قسم کے کاموں کی خبر ملی تو خاندان کے سربراہ کو حراست میں لے کر سزا دی جائے گی۔

۱۳۔ ڈھول بجانے کی ممانعت کے سلسلے میں

اولاً علمائے کرام کے توسط سے عوام الناس کے سامنے اس کی حرمت بیان کی جائے گی، پھر اس کے مرتکب افراد سے علمائے کرام ہی کی رائے کے مطابق باز پرس کی جائے گی۔

۱۴۔ خواتین کے لباس سینے اور ناپ لینے کی ممانعت کے بارے میں

غیر محرم خواتین کا لباس سینے اور درزیوں کو ان کا ناپ لینے کی ممانعت ہوگی، دکانوں میں اگر فیشن میگزین پائے گئے تو درزی کو حراست میں لے لیا جائے گا۔

۱۵۔ جادو ٹونے کی ممانعت کے سلسلے میں

جادو ٹونے کی کتابیں جلا دی جائیں گی اور ان پر عمل کرنے والوں کو اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا جب تک وہ توبہ نہ کر لیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: ان چراغوں کو تو جلنا ہے......

کچھ سرکاری و درباری قسم کے علما نے اپنی چرب زبانی اور عقلی فتنہ سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے۔

اس نے اپنے محسن دوست عمر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا وہ کچھ مصروف ہے۔ آج وہ اس کی کمی کو شدت سے محسوس کر رہا تھا۔ اس کی دیوانگی کی وجہ کچھ کچھ اس کی سمجھ میں آ رہی تھی۔ پھر وہ روز شام کو ترجمہ کی کلاس میں جانے لگا۔ گھر والوں نے اس کی اس کیفیت کا خوب مذاق اڑایا 'ان صاحب کا تو دماغ گھوم گیا ہے۔ آج کل دین پر اتنا کون چلتا ہے؟'۔ دفتر والوں کو بھی تفریح کے لیے ایک نیا موضوع ہاتھ لگ گیا، مگر اسے کسی کی پرواہ نہ تھی۔ اس کو راہ راست مل چکی تھی۔ سب کے ساتھ اس کا رویہ بہتر ہو گیا، ایک پرسکون مسکراہٹ، جو کبھی عمر کے چہرے پر اس کے لیے معمہ تھی، آج اس کی ذات کا حصہ تھی۔ وہ اللہ سے تجارت کا امیدوار تھا۔ اب موسیقی کی بجائے قرآن اس کی روح کی غذا تھا۔ دنیا منزل سے راستہ بن چکی تھی۔ اس کا چہرہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سج گیا۔ اس کی آنکھیں جنت کے خوابوں سے چمکتی تھیں۔ وہ سب کچھ لٹا کر اللہ کی رضوان کا طالب تھا۔ اس جھنڈے کا امین جسے سید الشہداء امیر حمزہؓ اور خالد بن ولیدؓ نے اٹھایا تھا۔

وہ جان چکا تھا کہ 'جہاد جنت کا مختصر ترین راستہ ہے۔' مگر وہ خاموش تھا، کیونکہ اس کے ذمہ داران کی طرف سے خاموشی کا حکم تھا۔ ایک دن پتہ چلا عمر جو کہ سرحدی علاقے میں تھا، اپنی منزل پا گیا۔ صلیبیوں کی 'فرنٹ لائن اتحادی' فوج کی بمباری سے شہید ہو گیا۔ ابراہیم کے دل میں سوال پیدا ہوا کہ مسلمانوں کی باہمی جنگ میں شہید کون؟ چند دن بعد جب عمر کی ذاتی استعمال کی چیزیں اور اسکے کپڑوں کے ٹکڑے موصول ہوئے تو ان سے آتی ناآشنا خوشبو سوال کا جواب دے گئی۔ اب اس کو وہ ساری باتیں سمجھ آ گئیں جو استاد کرتے تھے۔ عمر جاتے جاتے اسے اس قافلے کا سراغ دے گیا جو فلاح پانے والا تھا۔

آج ابراہیم تربیت کے لیے جا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عمر کے لیے عقیدت کے آنسو تھے۔ اسے عمر کی روح مسکراتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی، جو آخرت میں بھی آگے نکل گیا اور اپنے پیچھے نہ جانے کتنے چراغ روشن کر گیا......

☆☆☆☆☆

عمر حنیف بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ سید شاہ نامی ایک مجاہد تھا جو حافظ قرآن، زاہد، اور بہت تہجد گزار شخص تھا۔ اس نے بہت سے سچے خواب دیکھے تھے اور اس کی بہت سی کرامات بھی ظاہر ہوئی تھی۔ جب سید شاہ شہید ہو گیا تو ڈھائی سال کے بعد ہم اس کی قبر پر آئے، میرے ساتھ ایک محاذ کے قائد نور الحق بھی موجود تھے پھر ہم نے ان کی قبر کو کھولا تو دیکھا وہ اپنی اصلی حالت پر ہے۔ بلکہ اس کی داڑھی مزید طویل ہو چکی ہے، پھر میں نے اسے اپنے ہاتھ سے دفن کیا۔ اور سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ میں نے اس کے اوپر کالے رنگ کی ریشمی عبا دیکھی، ایسی بہترین عبا میں نے زندگی میں نہیں دیکھی تھی۔ اس میں سے مشک و عنبر سے زیادہ اچھی خوشبو پھوٹ رہی تھی۔

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کررہے ہیں۔اس ماہ ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل اورآخر میں صلیبیوں اوراُن کے حواریوں کے جانی و مالی نقصانات کے میزان کا خاکہ پیشِ خدمت ہے، یہ تمام اعدادوشمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں جبکہ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://islaam.megabyet.net/urdu پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

16/جولائی

☆صوبہ ہرات سے موصولہ اطلاعات کے مطابق صوبائی ائر پورٹ کے قریب نیٹو فوجی کاروان پر امارتِ اسلامی کے مجاہد نے فدائی حملہ کیا۔فدائی جانثار شہید محمد اولیاء نے اپنی بارودی گاڑی دشمن کے کاروان سے ٹکرا دی ،جس سے تین ٹینک تباہ اور13 فوجی ہلاک ہوئے۔ اَللّٰہُ اَکۡبَر۔

☆ضلع میزان کے علاقے تکیر میں فوجی گاڑی پرحملہ کیا گیا۔گھات کی شکل میں کیے جانے والے اس حملے میں دشمن13 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ فراہ میں مجاہدین نے نیٹو سپلائی کو نشانہ بنایا۔جس سے کافی مقدار میں اشیائے خوردونوش جل کر خاکستر ہوگئیں اور کانوائے میں شامل 10 سیکیورٹی اہلکار بھی مارے گئے۔ مجاہدین باقی بچ جانے والے سامان کو لے کر بآسانی اپنے مرکز لوٹ گئے۔ فَلِلّٰہِ الحَمۡدُ وَالشُّکر

17 /جولائی

☆صوبہ فراہ کے علاقے بالا بلوک میں صلیبی فوجی قافلے پر امارتِ اسلامیہ کے فدائی جانثار سید عبدالہادی نے فدائی حملہ کیا۔جس کے نتیجے میں دو بکتر بند گاڑیاں مکمل تباہ ہوگئیں اور ان پرسوار10 صلیبی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں بازار اور آس پاس کے علاقوں میں واقع کٹھ پتلی افغان فوج اور پولیس کی 28 چوکیوں پر ایک ہی وقت میں حملے کیے گئے۔جس میں 16 افراد جہنّم واصل ہوئے۔ اَللّٰہُ اَکۡبَر

18/جولائی

☆صوبہ ارزگان کے صدر مقام ترین کوٹ شہر میں فوجی گاڑیوں کو امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے بارودی سرنگ کے دھماکوں سے تباہ کیا۔دوگاڑیاں سرنگوں کی زد میں آکر تباہ ہوئیں، جس سے9 فوجی خون میں نہاگئے۔

☆صوبہ فراہ سے موصولہ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے سینٹرل جیل پر حملہ کرکے وہاں قید 70 مجاہدین کو رہا کرالیا۔

☆امارتِ اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید اختر اللہ نے بارود بھری گاڑی صلیبی کارواں سے ٹکرا دی۔ یہ مبارک کارروائی صوبہ پروان میں ہوئی۔12 اعلیٰ اہلکار ہلاک ہوئے اور ایک کروزین گاڑی مکمل تباہ ہوئی۔اَللّٰہُ اَکۡبَر

☆صوبہ پکتیکا میں شام کے وقت خوشامند اور جانی خیل اضلاع کے درمیانی علاقے میں مجاہدین نے امریکی جاسوس طیارے پر فائرنگ کرکے اسے گرادیا۔

21/جولائی

☆صوبائی رکن اسمبلی حبیب اللہ خان کو امارتِ اسلامیہ کے شیر دل مجاہدین نے کاروائی کرکے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ کارروائی صوبہ قندھار،ضلع ڈنڈ کے مرکز کے قریب پیش آئی۔ مذکورہ رکن اسمبلی کوایسے وقت میں نشانہ بنایا گیا جب وہ گھر سے نکل رہا تھا۔

☆صلیبی کاروان ضلع گریشک سے نوزاد کی طرف جارہا تھا کہ واشیر کے مقام پر مجاہدین نے اسے گھیرے میں لیا، اور دشمن کی 6 ٹینکوں کو اللہ غنی اور دہ خیر کے مقامات پر بارودی سرنگوں سے تباہ کردیا۔اسی کے ساتھ مجاہدین نے جارح افواج کے مزید چار ٹینکوں کو بھی نشانہ بنایا۔ اس عملیہ کے نتیجے میں30 امریکی فوجی ہلاک وزخمی ہوئے۔ اَللّٰہُ اَکۡبَر

22/جولائی

☆صوبہ ہلمند کے صوبائی دارالحکومت لشکر گاہ شہر کے قریب مجاہدینِ اسلام نے امریکی جنگی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ہیلی کاپٹر مذکورہ دارالحکومت کے جنوب میں پانچ کلومیٹر دور نیچی پرواز کررہا تھا کہ جب اسے راکٹ سے نشانہ بنایا گیا۔جس کے نتیجے میں اس میں سوار6 امریکی فوجی اور عملے کے دیگر افراد ہلاک ہوگئے۔

☆ صوبہ ہلمند ،ضلع سنگین میں امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے ایک جھڑپ کے نتیجے میں 5 فوجی ٹینک تباہ اور اس پر سوار تمام فوجیوں کو جہنّم واصل کیا۔ ہلاک ہونے والے فوجیوں کا تعلّق برطانیہ سے تھا۔اسی دن غاصب دشمن کے خلاف مزید کارروائیاں بھی کی گئیں،جس میں دشمن کو بھاری جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑا اور تین مجاہدین بھی زخمی ہوئے۔

23/جولائی

☆ صوبہ بغلان ضلع دوشی کے سکاک درہ میں امریکی جاسوس طیارہ پر فائرنگ کرکے اسے مار گرایا گیا۔طیارے کا ملبہ مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقے میں آگرا۔

24/جولائی

☆ صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترین کوٹ شہر کے قریب دوریشان نادہ کے علاقے میں ایک امریکی فوجی ٹینک مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگ کی زد میں آگیا۔اسی طرح دو مزید

دھماکے عبدالرشید کے مقام پر امریکی پیدل دستوں پر کیے گئے۔ چوتھا دھماکہ ناصر غونڈئی کے مقام پر فوجیوں پر کیا گیا۔ ان چاروں دھماکوں میں 15 فوجی مردار ہوئے۔

25/جولائی

☆ صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں 5 فرانسیسیوں کو گھات کی شکل میں کیے جانے والے حملے میں موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔

☆ صوبہ لوگر کے ضلع چرخ کے علاقے دشت قلعہ میں دو امریکی فوجی اپنے فوجی مرکز سے نکل کر امارتِ اسلامیہ کے زیر کنٹرول علاقے میں آگئے اور بعد ازاں لاپتہ ہوئے۔ جارح فوجوں نے ان کی گمشدگی کی اطلاع دینے والے کے لیے بیس ہزار ڈالر بطور انعام مقرر کیے۔ امارتِ اسلامیہ کے ترجمان کے مطابق ان دونوں کا سامنا مجاہدین کے ساتھ ہوگیا۔ مجاہدین ان کو گرفتار کرنا چاہتے تھے، مگر دونوں فوجیوں نے پہل کرتے ہوئے فائرنگ شروع کر دی۔ مجاہدین کے جوابی فائر کے نتیجے میں ایک فوجی ہلاک ہوگیا، جبکہ دوسرے کو اس کے ساز و سامان سمیت گرفتار کرلیا گیا۔ واضح رہے کہ مجاہدین نے گزشتہ برس بھی صوبہ پکتیکا کے علاقے مربوطہ میں امریکی فوجی برگڈال کو گرفتار کرلیا تھا، جو تاحال مجاہدین کی حراست میں ہے۔

26/جولائی

☆ صلیبی ہیلی کاپٹر جلال آباد کی طرف سے آرہا تھا کہ صوبہ لغمان میں مجاہدین نے اسے اینٹی ائیر کرافٹ سے نشانہ بنایا۔ ہیلی کاپٹر میں آگ لگ گئی، جو بعد میں وفاقی دارالحکومت کابل شہر کے پل چرخی علاقے میں گر کر تباہ ہوگیا۔ اَللّٰہُ اَکۡبَر

28/جولائی

☆ صوبہ قندوز ضلع قلعہ ذال میں جارح صلیبی فوجوں کے جاسوسی طیارے کو مجاہدینِ اسلام نے صحیح حالت میں اپنے قبضے میں لے لیا اور محفوظ مقام پر منتقل کر دیا۔ اس طیارے پر جاسوسی کے خصوصی آلات اور کیمرے نصب تھے۔

☆ صوبہ قندھار کے ضلع ارغنداب میں پولیس کی گشتی پارٹی پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں دشمن کی ایک رینجر اور ایک کرولا گاڑی راکٹوں کی زد میں آ گئی۔ بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ کارروائی کے نتیجے میں 9 فوجیوں کی جہنّم میں جانے کی اطلاعات موصول ہوئیں۔

30/جولائی

امریکی فوجیوں پر امارتِ اسلامیہ کے 80 سالہ فدائی مجاہد شہید حاجی لالئی نے ایک کامیاب فدائی حملہ کیا۔ 10 امریکی فوجی ہلاک جبکہ 3 زخمی ہوئے۔ یہ مبارک کارروائی صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین کے چرخکیاں ماندہ نامی علاقے میں ہوئی۔ فَلِلّٰہِ الحَمۡدُ وَالشُّکۡر۔

31/جولائی

☆ صوبہ قندوز میں فدائی جانباز شہید زاہد اللہ جان نے قومی لشکر کے کمانڈر سیلاب پر شہیدی حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسے موقع پر کیا گیا کہ جب کمانڈر سیلاب گھر کے باہر اپنے محافظوں سمیت کھڑا تھا۔ کمانڈر کے ساتھ اس کے 10 محافظ بھی اس فدائی جانباز کا نشانہ بنے۔ واضح رہے کہ مذکورہ کمانڈر صوبائی دارالحکومت اور تین اضلاع میں امریکی حمایت یافتہ نام نہاد قومی لشکر کا سربراہ اور سپیشل فورس کا بااعتماد جاسوس تھا۔

3/اگست

☆ امارتِ اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ قندھار کے ضلع ژڑئی کے علاقے میں ایک امریکی جنگی ہیلی کاپٹر کو مار گرایا۔ اس ہیلی کاپٹر کو اینٹی ائیر کرافٹ سے نشانہ بنایا گیا۔ عینی شاہدین کے مطابق ہیلی کاپٹر کا ملبہ قندھار، ہرات قومی شاہراہ پر پڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں سوار تمام افراد ہلاک ہوئے۔

صوبہ لغمان میں مہتر لام شہر کے قریب مجاہدین اور صلیبی و کٹھ پتلی ادارے کی فوجوں کے درمیان گھمسان کا رَن پڑا۔ دشمن کے فوجی پہلے ہیلی کاپٹر کے ذریعے اُترے، پھر انھیں زمینی کمک ملی۔ جس کے بعد انھوں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملہ کیا۔ مجاہدین نے بہترین حکمتِ عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ دشمن کے 27 فوجی خاک و خون میں نہا گئے۔ 14 زخمی جبکہ 8 کو مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے گرفتار کیا۔ اس کارروائی میں دو مجاہدین بھی حیاتِ جاوداں پا گئے۔

☆ قندھار ائیرپورٹ میں منگل کے روز دوپہر میں امارتِ اسلامیہ کے 7 فدائی مجاہدین داخل ہوئے۔ یہ لڑائی کئی گھنٹوں تک جاری رہی۔ اسی دوران ایک مجاہد نے ایک ہیلی کاپٹر کو ایسے وقت میں نشانہ بنایا، جب وہ ائیرپورٹ سے پرواز کر رہا تھا۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق شدید دھماکوں اور فائرنگ کے نتیجے میں 173 امریکی فوجی مردار ہوئے۔ اَللّٰہُ اَکۡبَر۔

5/اگست

☆ قندھار شہر میں سرپزہ کے مقام پر کٹھ پتلی ادارے کے صوبائی انٹیلی جنس سروس کے اہلکار کو ایسے وقت میں نشانہ بنایا گیا جب وہ سینٹرل جیل کے قریب موٹر سائیکل پر سوار تھا۔

☆ صوبہ قندھار کے ضلع پنجوائی کے مرکز کے قریب امریکی ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کر رہا تھا کہ اسے راکٹ کا نشانہ بنا کر مار گرایا گیا۔ ہیلی کاپٹر چند لمحات میں آگ کی لپیٹ میں آ گیا اور زمین پر آ گرا۔ ہیلی کاپٹر میں سوار 30 امریکی درندے جہنّم واصل ہوئے۔ اَللّٰہُ اَکۡبَر

☆ صوبہ قندوز میں صبح آٹھ بجے ضلع امام صاحب کے جنگل علاقے میں صلیبی، کٹھ پتلی فوجی اور نام نہاد قومی لشکر کے ارکان مجاہدین کے خلاف آپریشن کی منصوبہ بندی میں مصروف تھے کہ امارتِ اسلامیہ کے فدائی مجاہد حمد اللہ شہید نے اپنی بارود بھری کار ان سے ٹکرا دی۔ اس مبارک عملیہ میں 20 صلیبی، 15 افغان فوجی، 30 نام نہاد قومی لشکر کے جنگجو اور 6 کمانڈر ہلاک ہوئے۔

☆ صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانی کے نکڑخیل علاقے میں امریکی فوجی مقامی لوگوں کے گھروں میں چھاپے مار رہے تھے کہ ان کی جھڑپ مجاہدین سے ہوگئی۔ تین گھنٹوں تک جاری رہنے والی اس لڑائی میں 31/امریکی فوجی مردار جبکہ 8 مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا۔

6/اگست

☆ صوبہ قندھار کے ضلع میوند کے مزرعی علاقے کے قریب شنہ قلعہ نامی کے مقام پر برطانوی قافلہ گاڑیوں کی تلاشی لے رہا تھا کہ امارتِ اسلامیہ کے فدائی جانباز شہید طالب محمد نے رکشہ نما زرنج نامی موٹر سائیکل ان کے درمیان لے جا کر اُڑا دی۔ جس پر پانچ سو کلو دھماکہ خیز مواد تھا۔ دھماکے میں 17 انگریز فوجی، جن میں ایک خاتون فوجی بھی شامل تھی، ہلاک جبکہ متعدد

زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشاں، ضلع کران منجان کے ناوہ منجان علاقے میں 9 غیر ملکی جاسوسوں اور ایک افغان مترجم کو مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ نے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ یہ جاسوس مقامی وقت کے مطابق صبح آٹھ بجے مجاہدین کی جاسوسی کرنے کی غرض سے علاقے میں داخل ہوئے تھے کہ ان کا سامنا مجاہدین سے ہوگیا۔ مقتولین سے اہم دستاویزات ملی ہیں۔ دو مقتولین کے نام جانسن اور ٹام بتائے جاتے ہیں اور دونوں امریکی شہری ہیں۔

7/اگست

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں امریکی فوجی قافلے پر مجاہد اسد اللہ نے فدائی حملہ کیا۔ امریکی قافلہ ضلعی مرکز کے قریب قندھار ہرات قومی شاہراہ پر دریائے ہلمند کے کنارے سے گزر رہا تھا کہ فدائی مجاہد 9/امریکیوں کو خون میں نہلا کر خود جنت کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ فَلِلّٰہِ الحَمْدُ وَالشُّکْر۔

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع منجان میں 9 صلیبی جاسوسوں اور ایک افغان مترجم کر ہلاک کر دیا گیا۔ ہلاک شدگان سے اہم دستاویزات بھی برآمد ہوئیں۔ ان مقتولین میں سے دو کے نام جانسن اور ٹام بتائے گئے، ہ دونوں مایرکی شہری تھے جبکہ دیگر کا تعلّق جرمنی سے تھا۔

8/اگست

☆صوبہ ہرات کے ضلع گذرہ میں امارتِ اسلامیہ کے فدائی جانباز نے صلیبی و افغان فوجوں کے مشترکہ قافلے پر فدائی حملہ کر دیا۔ اس عملیہ کی سعادت شہید محمد نسیم رحمتہ اللہ کو حاصل ہوئی، جو 12 صلیبی و کٹھ پتلی فوجیوں کو نشانِ عبرت بنا کر خود زندہ و جاوید ہو گئے۔

9/اگست

☆صوبہ میدان وردگ کے ضلع جغتو میں مجاہدین نے بازار کے قریب امریکی جاسوس طیارے کو ہیوی مشین گن سے نشانہ بنا کر مار گرایا۔

10/اگست

☆دارالحکومت کابل سے موصولہ اطاعات کے مطابق شہر کے وسط تایمنی کے علاقے میں واقع غیر ملکی کمپنی ART اور گیسٹ ہاؤس پر امارتِ اسلامیہ کے چار فدائی جانبازوں نے حملہ کیا۔ دو جانبازوں کے فدائی حملوں میں 22 غیر ملکی ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں دریائے ہلمند کے کنارے امریکی فوجی ہیلی کاپٹر کو اینٹی ائیر کرافٹ سے نشانہ بنایا گیا۔ جس سے اس پر سوار 30 فوجی مردار ہوئے۔

14/اگست

☆صوبہ زابل میں ضلع میزان میں صلیبی ہیلی کاپٹر کو اینٹی ائیر کرافٹ گن سے نشانہ بنایا گیا۔ اس میں سوار تمام فوجی جہنّم کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق دو ہیلی کاپٹر مجاہدینِ اسلام کے خلاف سرچ آپریشن میں مصروف تھے کہ ایک کو مجاہدین نے نشانہ بنایا جبکہ دوسرا ہیلی کاپٹر فرار ہونے میں کامیاب ہوا۔

15/اگست

☆صوبہ ہرات کے ضلع رباط سنگی میں نیٹو سپلائی کانوائے پر حملہ کر کے کانوائے کی 8 گاڑیوں کو تباہ کر دیا گیا۔ جبکہ 17 سیکیورٹی اہلکار بھی خاک میں خاک ہوئے۔ مجاہدین کو بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ اَللّٰہُ اَکْبَر

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر کے قریب علی خان قلعہ کے مقام پر مجاہدین نے امریکی فوجی کارواں پر گھات لگا کر حملہ کیا۔ جس نے گھمسان کی جنگ کی شکل اختیار کر لی۔ دو گھنٹے تک جاری رہنے والی اس جھڑپ میں 8 امریکی فوجی ہلاک جبکہ 5 زخمی ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

16 جولائی 2010ء تا 15 اگست 2010ء

فدائی حملے:	11 عملیات میں 20 فدائین نے شہادت پیش کی	گاڑیاں تباہ:	246
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	101	ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	292
ٹینک، بکتر بند تباہ:	304	میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	68
کمین:	197	جاسوس طیارے تباہ:	5
آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	200	ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	7
مرتد افغان فوجی ہلاک:	967	صلیبی فوجی مردار:	1759
سپلائی لائن پر حملے:	47		

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

اورکزئی ایجنسی سے چند کارروائیوں کی تفصیلات موصول ہوئی ہیں:

۲۵مارچ: کلایہ ہیڈکوارٹر پرمجاہدین نے تعارض (حملہ) کیا،جس میں ۱۰۰مجاہدین نے حصّہ لیا۔اس کارروائی کے نتیجے میں ۳۰فوجی ہلاک ہوئے،جن میں ایک کرنل اور ۵لانس نائیک شامل تھے۔بھاری مقدار میں مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا۔

۱۶اپریل: مجاہدین نے سانگڑہ میں فوجی مورچوں پر تعارض کیا۔اس حملہ میں ۶فوجی ہلاک ہوئے۔

۱۹اپریل: مجاہدین نے شیرین درّہ کے علاقے میں ایک تعارض کیا۔اس کارروائی میں ۹فوجیوں کو ذبح کیا گیا جبکہ فوجیوں کی کل ہلاکتوں کی تعداد ۳۵رہی۔اس معرکہ میں بھاری مقدار میں مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا۔جس میں کلاشن کوف،G3،LMG،مارٹروغیرہ شامل ہیں۔

۹مئی: مجاہدین نے ایک حکومت حامی سردار تخی حافظ کو ہلاک کردیا۔

۹مئی: کرم ایجنسی کے تورغر کے علاقے میں ایک ریموٹ کنٹرول کارروائی میں فوجی کانوائے میں شامل ایک گاڑی کو نشانہ بنایا گیا۔۹فوجی ہلاک جبکہ ۱۸شدید زخمی ہوئے۔

۹مئی: ہنگو میں ریموٹ کنٹرول کے ذریعے پولیس وین کو نشانہ بنا گیا۔جس میں ۹پولیس اہل کار ہلاک اور ۲شدید زخمی ہوگئے۔

۱۲مئی: مجاہدین نے ستوری خیل انجنی نامی علاقے میں تعارض کیا۔جس میں ۱۲فوجی ہلاک ہوئے۔

۱۳مئی: مشتی بازار میں فوج پر مجاہدین نے کمین (گھات) لگا کر حملہ کیا،ایک فوجی کانوائے پر راکٹوں کے ذریعے حملہ کیا گیا۔اس کارروائی میں ۳لیفٹیننٹ کرنلوں سمیت ۲۰فوجی مارے گئے۔

۱۵مئی: مجاہدین نے درے سوئی نامی پہاڑ پر فورسز کے مورچوں پر تعارض کر کے ۷فوجیوں کو ہلاک کردیا۔غنیمت میں ایک آسٹریلوی سنائپر سمیت کئیG3اورLMG گنیں حاصل ہوئی۔

۲۵جولائی: پشاور کے علاقے اچینی میں چیک پوسٹ پر مجاہدین نے دھاوا بول کر آگ لگا دی۔حکومتی ذرائع نے ایک اہل کار کے ہلاک اور ۳کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔متنی تھانے پر بھی راکٹ اور مارٹر گولے داغے گئے۔

☆☆☆☆☆

۲۵جولائی: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل ماموند کے علاقے بینہ میں باجوڑ لیویز فورس کی ایک چیک پوسٹ کو دھماکے سے اڑا دیا گیا۔

۱۱اگست: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی میں ساگی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملوں میں ۱۳اہل کار ہلاک ہوگئے۔

۱۳اگست: متنی غازی آباد چیک پوسٹ پر مجاہدین نے ۳راکٹ داغے۔

۱۵اگست: اورکزئی ایجنسی کی اپر تحصیل میں سیکورٹی فورسز پر ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ حملہ کیا گیا۔فوجی ذرائع کے مطابق ا سیکورٹی اہل کار ہلاک۔

۱۵اگست: باجوڑ ایجنسی کی تحصیل سلارزئی میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ سے حملہ کیا گیا۔سرکاری ذرائع کے مطابق ۲اہل کار زخمی ہوگئے۔

۱۷اگست: خیبر ایجنسی میں مجاہدین نے ایف سی چیک پوسٹ پر بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا۔سرکاری ذرائع نے دو ایف سی اہل کاروں کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۷اگست: متنی ادیزئی میں مجاہدین نے امن لشکر کے رکن ملک جہانگیر پر حملہ کیا۔

۱۷اگست: شمالی وزیرستان سے بنوں آنے والی سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر دوسلی کے مقام پر ریموٹ کنٹرول حملہ کیا گیا۔سیکورٹی ذرائع نے ایک اہل کار کے ہلاک اور ۲۹کے زخمی ہونے کی تصدیق کی۔

۱۸اگست: خیبر ایجنسی میں پولیس اسٹیشن سر بند پر مجاہدین نے حملہ کیا۔۳پولیس اہل کار ہلاک

۲۱اگست: مہمند ایجنسی میں کوڈاخیل پوسٹ پر مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول بم حملہ کیا۔اس حملے کے نتیجے میں صوبےدار سمیت ۶خاصہ دار ہلاک اور ۵زخمی ہوگئے۔

۲۲اگست: شمالی وجنوبی وزیرستان میں امریکہ کے لیے جاسوسی کرنے پر ۱۳افراد کو قتل کر دیا گیا۔ہلاک ہونے والوں میں ۲کا تعلّق شمالی اور ایک کا تعلّق جنوبی وزیرستان سے تھا۔

۲۳اگست: پشاور کے متنی بازار میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں مقامی امن کمیٹی کے ۳ارکان ہلاک ہوگئے۔

پاکستانی فوج کی مدد سے امریکی میزائل حملے

۱۴اگست: شمالی وزیرستان کے صدر مقام میران شاہ کے مشرق میں ایسوری گاؤں میں امریکی میزائل حملے میں ۱۳افراد شہید ہوگئے۔یہ حملہ اس وقت کیا گیا جب لوگ رمضان المبارک میں نماز تراویح میں مصروف تھے۔

۲۱اگست: شمالی وزیرستان کے صدر مقام میران شاہ سے تین کلومیٹر جنوب میں واقع قطب خیل گاؤں میں امریکی ڈرون طیاروں سے چار میزائل داغے گئے،۱۴افراد شہید جبکہ متعدد گاڑیاں تباہ ہوگئیں۔

۲۳اگست: میران شاہ کے قریب درگاہ منڈی میں دو گھروں پر امریکی جاسوس طیاروں سے ۳میزائل داغے گئے۔۲۰افراد شہید جبکہ ۴خواتین اور ۳بچوں سمیت ۱۳افراد شدید زخمی ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

نوید صدیقی

القاعدہ نے اسلام کا غلط تصور پیش کیا: اوباما

اوباما نے کہا ہے کہ ''القاعدہ نے اسلام کا غلط تصور پیش کیا اور اسلام کا چہرہ مسخ کر دیا ہے۔ القاعدہ کے خلاف جنگ جاری ہے اور ان کے خلاف یہ جنگ صرف طاقت کے ذریعے نہیں بلکہ اپنی اقدار کے ذریعے جیتیں گے''۔

انگریزی کا محاورہ ہے Look who is talking? (دیکھو کہ کون بول رہا ہے؟)۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم کرے جن کی کمزوریوں کے سبب اسلام کو یہ دن دیکھنے پڑے کہ اوبامہ جیسے مرتد میں بھی اتنی جرأت پیدا ہوگئی کہ وہ بتائے کہ اسلام کا صحیح تصور کس نے پیش کیا اور غلط کس نے؟ وگرنہ اوباما کو اسلام کے بارے میں تو اتنا ہی علم ہے جتنا ایک عام امریکی کو اپنے باپ کے بارے میں ہوتا ہے۔

افغانستان میں القاعدہ پھر آ گئی تو اس کی گونج ہمالیہ سے بیروت تک سنائی دے گی: ہالبروک

رچرڈ ہالبروک نے کہا ہے کہ اگر افغانستان میں القاعدہ دوبارہ آ گئی تو اس کی گونج ہمالیہ سے بیروت تک سنائی دے گی۔ اب اگر اس جنگ کا مثبت نتیجہ برآمد نہ ہوا اور القاعدہ اور طالبان افغانستان میں دوبارہ آ گئے تو علاقائی سطح پر اٹھنے والی گونج ہمالیہ سے بیروت تک سنائی دے گی چنانچہ ہمیں ان سے نمٹنا پڑے گا۔ ۱۱/۹ کے حملے نہ کیے جاتے تو دنیا کی مشکل ترین پہاڑیوں میں جنگ کا انتخاب نہ کرتے۔

لگتا ہے کہ یا تو ہالبروک کے کان پک گئے ہیں یا اس کی بصارت انتہائی کمزور ہے (بیوقوف چشمہ بھی نہیں لگاتا) کیونکہ نہ تو اس کو افغانستان میں القاعدہ نظر آ رہی ہے اور نہ ہی ہمالیہ سے بیروت تک جہاد کی گونج سنائی دیتی ہے یا پھر وہ تجاہل عارفانہ سے کام لے کر 'سادہ' بن رہا ہے کیونکہ القاعدہ اور طالبان تو ایک دن کے لیے بھی افغانستان سے نہیں گئے البتہ جہاد کی جس گونج سے وہ ڈر رہا ہے وہ ہندوکش کے پہاڑوں سے نکل کر عرب وعجم میں پھیل چکی ہے۔ جہاں تک اس کا یہ کہنا ہے کہ ۱۱/۹ کے حملے نہ کیے جاتے تو دنیا کی مشکل ترین پہاڑیوں میں جنگ کا انتخاب نہ کرتے تو اس احمق کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ اس کے ملک امریکہ نے جنگ تو اسی دن چھیڑ دی تھی جس دن اس نے اسرائیل کو پہلی گولی مہیا کی تھی۔

پاکستان کی دہشت گردی اور القاعدہ کے خاتمے کے لیے کوششیں اطمینان بخش ہیں۔ اوبامہ

بارک اوباما نے کہا ہے کہ وہ افغانستان میں استحکام چاہتا ہے، اس سلسلے میں پاکستان کا کردار اہمیّت کا حامل ہے۔ پاکستان کی دہشت گردی اور القاعدہ کے خاتمے کے لیے کوششیں اطمینان بخش ہیں۔

پاکستان کو طالبان پر دباؤ برقرار رکھنا چاہیے: رابرٹ گیٹس

امریکہ وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے کہا ہے کہ پاکستان کو افغان سرحد کے قریب طالبان پر دباؤ برقرار رکھنا چاہیے۔ طالبان سے لڑنے کے لیے پاکستان پرعزم ہے۔ گذشتہ کچھ عرصہ میں دونوں ممالک کی افواج کے تعلقات میں کافی بہتری آئی ہے

پاکستان کا مغربی بارڈر القاعدہ کا عالمی ہیڈ کوارٹر ہے، کیانی نے انتہا پسندوں پر قابو پانے کے لیے اہم کردار ادا کیا: مولن

امریکہ کے چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف ایڈمرل مائیک مولن نے کہا ہے کہ پاکستان کا مغربی بارڈر القاعدہ کا عالمی ہیڈ کوارٹر ہے۔ حقانی گروپ افغانستان میں موجود بیرونی افواج کے لیے سنگین خطرہ ہے۔ پاکستان کی حکومت نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کامیابی کے لیے مشکل فیصلے کیے ہیں۔ پاکستانی فوج کے سربراہ کیانی نے اپنی سرزمین پر انتہا پسندوں سے خطرہ کے پیش نظر اہم اقدامات کیے ہیں اور انتہا پسندوں پر قابو پانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

پاکستان کی افغانستان میں امن کوششیں اطمینان بخش نہیں: ہالبروک

ہالبروک نے کہا ہے کہ پاکستان افغانستان میں امن کے لیے بہت کچھ کر رہا ہے لیکن اب بھی کوششیں اطمینان بخش نہیں ہیں۔

پاکستان اور افغانستان کے پھیرے لگا لگا کر ہالبروک کا تو دماغ چل گیا ہے۔ کبھی ہاں کبھی ناں کی صورت ایک سانس میں وہ اپنے پٹھوؤں کی پیٹھ ٹھونکتا ہے اور دوسرے میں ان کے کیے کرائے پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یہی حال اوبامہ اور امریکی انتظامیہ کے دیگر عہدے داروں کا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ امریکی اب اپنی دہشت گردی کے خلاف جنگ کو پاکستان کے گلے میں ڈال کر خود اس سے جان چھڑانا چاہتا ہے لیکن اس کے پاکستانی غلام حیرت کی تصویر بنے یہ سوچ رہے ہیں کہ ان کا 'مائی باپ' بھاگ گیا تو ان کا کیا بنے گا؟؟؟

اسامہ کی گرفتاری اب بھی امریکی افواج کا بنیادی ہدف ہے: پیٹریاس

افغانستان میں ایساف کمانڈر اور امریکی جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے کہا کہ ''القاعدہ راہنما اسامہ بن لادن کی گرفتاری اب بھی امریکی افواج کا بنیادی ہدف ہے۔ کسی کو معلوم نہیں کہ القاعدہ راہنما کہاں ہیں۔ اسامہ دور کہیں پاک افغان سرحد پر پہاڑوں میں روپوش ہیں۔ اسامہ کی گرفتاری دہشت گردی کے خلاف جنگ کے تمام اتحادیوں کے لیے سب سے اہم کام ہے۔ کرسمس کے موقع پر امریکہ جانے والے طیارے کو تباہ کرنے کی ناکام کوشش پر اسامہ بن لادن کی جانب سے مبارک باد کا پیغام اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ زندہ اور دور دراز کسی خفیہ ٹھکانے میں روپوش ہیں''۔

☆☆☆☆☆

اک نظر ادھر بھی

صبغۃ الحق

جنگوں سے امریکہ کنگال ہوگیا، جرنیلوں کی ۵۰ اسامیوں سمیت کئی اہم فوجی عہدے ختم کردیے گئے۔

امریکی محکمہ دفاع نے معاشی بحران کے پیش نظر اصلاحات کے نام پر دفاعی اخراجات میں بڑے پیمانے پر کمی کا اعلان کیا ہے۔اس سلسلے میں ۱۰ بڑی فوجی کمانڈز میں شامل ۵ہزار فوجیوں پر مشتمل جوائنٹ فرسز کمانڈ، جرنیلوں اور ایڈمرلز کی ۵۰ اسامیاں اور ۲ خفیہ ادارے ختم کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ایک پریس کانفرنس میں امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس کا کہنا تھا کہ امریکی محکمہ دفاع آئندہ برس سے بیرونی ٹھیکیداروں کی خدمات کے حصول میں بھی ۱۰ فیصد کمی کرے گا۔ان فیصلوں سے ۵ سالوں میں ۱۰۰ ارب ڈالر کی بچت ہوگی۔

برا ہو امریکی سیاستدانوں کا اور سرمایہ داروں کا جنہوں نے جنگ کی آگ بھڑکا کر اپنے مفادات تو حاصل کر لیے لیکن امریکی فوج کو ان کی اس مہم جوئی کی قیمت پہلے اپنے سورماؤں کے خون کی صورت اور اب اپنے جرنیلوں کی نوکریوں کی صورت ادا کرنی پڑ رہی ہے۔پہلے میک کرسٹل کو ذلیل کر کے نکالا گیا اور اب مستقلاً ۵۰ جرنیلوں کی اسامیاں ہی ختم کی جارہی ہیں۔بہر طور امریکی اگر کھربوں ڈالر خرچ کر کے شکست کی ذلت سے نہیں بچ سکا تو ۱۰۰ ارب ڈالر کی بچت کر کے اپنی روبہ زوال معیشت کو سنبھالا نہیں دے سکے گا۔

۴۳ فیصد امریکی افغانستان فوج بھیجنے پر پچھتاوے کا شکار۔

گیلپ سروے کے تازہ ترین سروے کے مطابق امریکہ میں افغان جنگ کے مخالفین میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔گزشتہ ہفتے افغان جنگ کے متعلق اہم دستاویزات کے شائع ہونے کے بعد کیے گئے تازہ سروے سے معلوم ہوا ہے کہ ۴۳ فیصد امریکیوں کا خیال ہے کہ افغانستان میں فوج بھیجنا ایک سنگین غلطی تھی۔جبکہ دستاویزات کے منظر عام پر آنے سے قبل یہ شرح ۳۸ فیصد تھی۔

'اب پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت' کے مصداق امریکیوں کا یہ پچھتاوا اب بے معنی ہے کیونکہ امریکی فوج اب جس دلدل میں پھنس چکی ہے وہاں سے شاید اس کی لاش بھی باہر نہ آسکے۔ایسے سروے امریکی قوم کی جہالت کا بھی ایک بین ثبوت ہیں کہ اصولوں پر مبنی نہ تو کوئی سوچ ہے نہ رائے بلکہ میڈیا جو کچھ انہیں دکھاتا یا سناتا ہے قوم اسی پر ایمان لے آتی ہے۔

اعجاز جاکھرانی نے ڈالروں کی خاطر جیکب آباد میں امریکی ائربیس کو بچانے کے لیے بلوچستان ڈبو دیا: ظفر اللہ جمالی

سابق پاکستانی وزیر اعظم ظفر اللہ جمالی نے الزام لگایا ہے کہ وفاقی وزیر کھیل اعجاز جاکھرانی نے ڈالروں کی خاطر جیکب آباد میں 'امریکی' ائربیس کو بچانے کے لیے پانی کا رخ بلوچستان کی طرف کر دیا ہے جس سے نہ صرف ہزاروں افراد بے گھر ہوئے بلکہ ہزاروں ایکڑ اراضی پر کھڑی فصلیں بھی تباہ ہوگئیں۔جمالی کا کہنا تھا کہ جیکب آباد انتظامیہ نے زبردستی جمالی بائی پاس توڑ کر پانی کا رخ بلوچستان کی طرف کر دیا جس سے بلوچستان کے دو اضلاع جعفر آباد اور نصیر آباد میں ہر طرف پانی آگیا ہے اور خود میرے گاؤں روجھان جمالی میں بھی ۶ فٹ پانی آگیا ہے۔

معلوم نہیں جمالی کو اصل میں اضطراب کس بات کا ہے بلوچستان کے ڈوبنے کا؟ یا ڈالروں کے عوض امریکی ائربیس کی قیمت پر ڈوبنے کا؟ وجہ اضطراب جو بھی ہو ایک بات تو اظہر من الشمس ہے کہ پاکستان کے مقتدر طبقہ کے لیے ڈالروں کے عوض بلوچستان کو ڈبونا تو معمولی بات ہے، یہ لوگ تو ڈالروں کے عوض ایمان تک کا سودا کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔خود جمالی بھی کل تک ننگ ملت اور غدار دین پرویز کے ساتھ مل کر ضمیر اور ایمان کے سودے چکاتا رہا ہے آج اپنا گھر ڈوبا تو دوسروں پر انگلیاں اٹھا رہا ہے۔

۱۲ ہزار مجاہدین پر مشتمل فوج تیار کر لی، خطے کو کفر سے پاک کرنے کے لیے پرعزم ہیں: یمن میں القاعدہ کے فیلڈ کمانڈر سعید العومدہ

یمن میں القاعدہ کے فیلڈ کمانڈر شیخ سعید العومدہ نے اپنے ایک آڈیو پیغام میں کہا ہے کہ القاعدہ نے خلیج عدن اور اس کے اطراف میں ۱۲ ہزار مجاہدین پر مشتمل فوج تیار کر لی ہے جس کی مدد سے وہ خلافت اسلامیہ کے قیام کی جدوجہد کریں گے۔انہوں نے کہا کہ ہم یمن کی فوج اور حکومت کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ہماری تلواریں تیار ہیں اور ہم اس خطے کو کفر سے پاک کرنے کے لیے پرعزم ہیں۔

زیرکمان فوج سیکورٹی کا کنٹرول سنبھالنے کے قابل نہیں: سربراہ عراقی فوج

عراقی فوج کے سربراہ بابکر زیباری نے اعتراف کیا کہ اُس کی زیر کمان فوج ملک میں سیکورٹی کا کنٹرول سنبھالنے کے قابل نہیں اور اس کو ۲۰۲۰ تک امریکی فوج کی امداد درکار ہوگی۔

کانگریس نے پاکستان سے امریکی فوج کے انخلا کی قرارداد کی قرارداد مسترد کر دی۔

امریکی کانگریس نے پاکستان سے امریکی فوجیوں کی واپسی سے متعلق قرارداد بھاری اکثریت سے مسترد کر دی۔رپورٹس کے مطابق جنگ کے مخالف ری پبلیکن رکن کانگریس ڈینس کوسینچ اور ران پال نے کانگریس میں ایک قرارداد پیش کی جس میں کہا گیا کہ ایسی اطلاعات ملی ہیں کہ امریکی فوج پاکستان میں خفیہ جنگ لڑ رہی ہے کیونکہ اس خفیہ جنگ کی کانگریس سے کسی طور منظوری نہیں لی گئی لہٰذا امریکی فوجیوں کو پاکستان سے نکالا جائے۔قراردار پر رائے شماری کے نتیجے میں ۳۲۷ ارکان کی بھاری اکثریت سے مسترد کر دیا گیا جبکہ ۶ ری پبلیکن اور ۳۲ ڈیموکریٹس ارکان نے قراردار کے حق میں ووٹ دیا۔

طالبان کسی شکل میں ہوں، پاکستان ان کے خلاف کارروائی کرے گا: حسین حقانی

امریکہ میں پاکستانی سفیر حسین حقانی نے کہا ہے کہ طالبان کسی بھی گروپ یا شکل میں ہوں، ان کے خلاف پاکستان مناسب انتظامات اور مناسب وقت پر ضرور کارروائی کرے گا کیونکہ پاکستان اصولی طور پر طے کر چکا ہے کہ طالبان دشمن ہیں اور تمام طالبان کے خلاف بلاامتیاز کارروائی کریں گے۔

☆☆☆☆☆

میں پھر آ رہا ہوں

تعجب سے کیوں دیکھتے ہو مجھے؟......میں وہی ہوں
جسے سالہا سال سے جانتے ہو
میں کیا اجنبی ہوں؟
نہیں......میں وہی ہوں جسے جانتے ہو، جسے مانتے ہو
بڑی مضحکہ خیز یہ حرکتیں ہیں
تجسس کی سو چھلنیاں تانتے ہو اور ان چھلنیوں میں مجھے چھانتے ہو
میں کل بھی یہی تھا، میں اب بھی وہی ہوں
وہ میں جو ہمہ راستی ہوں
ہمہ زندگی ہوں
ہمہ کشمکش ہوں، ہمہ آشتی ہوں
میں حکم خدا ہوں! میں دین نبی ہوں!
میں صدق وصفا ہوں! میں شرم وحیا ہوں!
میں بے لاگ انصاف ہوں! میرے ہاتھوں میں میزانِ قانون تقدیر ہے!
میں درسِ مساوات ہوں، میری آنکھوں میں انساں نوازی کی تنویر ہے!
میں پیغام توحید ہوں، میرے ہونٹوں پہ رقصندہ آہنگِ تکبیر ہے!
مرا نغمۂ 'لا' ہے تخریب باطل!
میں 'الا' کا نغمہ جو گاؤں تو اُس سے نظام اخوت کی تعمیر ہے!
مرے دم سے تاریخ کے معرکے ہیں!
یہ دیکھو کہ میری کمر میں حمائل خدا کی مشیت کی شمشیر ہے!
میں کردار ہوں، ہاں وہ کردار ہوں میں
جو چیلنج کرتا رہا جاہلیّت کی ہر قوتِ فتنہ زا کو ہمیشہ!
میں گردش میں ہوں! اپنی تکرار ہوں میں!
میں وہ ہوں کہ جس نے تمہارے لیے
کبھی خوں بہایا، کبھی سر کٹایا، کبھی گھر لٹایا، کبھی مال اڑایا
کئی بار دیکھا ہے تم نے کہ پتھر مرے سر پہ برسائے رہے!
تمہیں یاد ہے یا نہیں ہے کہ کیا کچھ کرم مجھ پہ فرمائے جاتے رہے!
کئی بار آرے چلائے گئے
کئی بار چرکے لگائے گئے
خدا کی زمیں پر کئی بار میری سزا کو صلیبیں سجائی گئیں
کئی بار میرے لیے آسمانوں کے نیچے چتائیں جلائی گئیں
یہ میری کہانی! یہ خونی کہانی!
جو تخلیق آدم سے اس دورِ نو تک تسلسل سے دہرائی جاتی رہی
یہ خونیں کہانی کہ جس کا مزے لے کے ہر بار تم نے تماشا کیا ہے

یہ خونیں کہانی کہ جس کے مناظر کی تشکیل میں تم نے حصّہ لیا ہے
اسے تم نے دیکھا ہے ہر بار!......تم نے!
کبھی آہ بھر کے
کبھی 'واہ' کر کے
مجھے معلوم ہے تم نے پیہم
فسانے مرے بیچ کر پیٹ پالے
مری آن بیچی، مرا نام بیچا
میں مالِ تجارت بنایا گیا ہوں
میں لُوٹا گیا ہوں، لٹایا گیا ہوں
مجھے آج انجان بن بن کے تم دیکھتے ہو
یہ آخر تمہیں ہو گیا کیا
تمہاری شرافت، مروت کا احساس تم کو ذرا بھی دلاتی نہیں
مرے خون سے ہولیاں تم نے کھیلیں!
مری پیٹھ پر تم نے کوڑے لگائے!
مرے روئے زیبا پہ لیپی سیاہی
مرے گرد صد رنگ فتنے اٹھائے
مجھے بارہا قید میں تم نے ڈالا
مجھے زہر کے گھونٹ تم نے پلائے
یہ سب کچھ اور پھر تم ہی وہ تھے
جنہوں نے خود اپنی جفاؤں پہ ہو کر پشیماں آٹھ آٹھ آنسو بہائے
تمہیں میں ہیں وہ بھی
جو میری عداوت سے سرشار ہو کر مرا راستہ روکنے بڑھ کر آئے
بظاہر جو میرے بنے اور در پردہ ہر حال میں وہ رہے پرائے
میں تم سب کو اچھی طرح جانتا ہوں، مجھے تم بھی اچھی طرح جانتے ہو
میں جب بھی یہی تھا! میں اب بھی وہی ہوں
میں پھر آ رہا ہوں
رجز گا رہا ہوں
نئی اک قیامت کو پھر لا رہا ہوں
کہ تاریخ کا ارتقا رک نہ جائے!
نئے دور کی پرفتن جاہلیّت سے میدان میں آ کے ٹکرا رہا ہوں!
ذرا تم بھی اچھی طرح سوچ لینا
کہ اب خود تمہارا یہاں فرض کیا ہے؟

(نعیم صدیقی)



معرکہ گیارہ ستمبر کے شہید ابو العباس زہرانیؒ کی وصیّت سے چند اقتباسات

’’میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جب اس راستے میں نکلا، تو اس کی وجہ ہرگز یہ نہ تھی کہ مجھے معیشت کی تنگی کا سامنا تھا، جیسا بعض ظالم، جہاد کو مطعون کرنے کے لیے مجاہدین پر ایسے الزامات لگاتے ہیں۔ نہیں، اللہ کی قسم ایسا نہیں تھا! بلکہ جب میں اپنی جوانی کے عین عروج پر، اللہ کا نام لے کر اپنے گھر سے نکلا تو میرے پاس ہر وہ نعمت موجود تھی جس کی کوئی انسان تمنا کر سکتا ہے۔ انواع واقسام کے بہترین کھانے، عالی شان گھر، خوبصورت گاڑی...... یہ سب کچھ میرے پاس تھا۔ ایک پرکشش نوکری میری دسترس میں تھی۔ لیکن بالآخر ان سب کا انجام کیا ہوگا؟؟؟ بس یہی سوچ کر میں نے گھر چھوڑنے کا حتمی فیصلہ کر لیا، کیونکہ فرض کا تقاضا یہی ہے، یہ قرض اسی طرح ادا ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لاَ يُبْخَسُونَO أُوْلَـئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الآخِرَةِ إِلاَّ النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُواْ فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُواْ يَعْمَلُونَO(هود:۱۵۔۱۶) ’’جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا طالب ہو، ہم ایسوں کو ان کے تمام اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا وہ سب اکارت گیا اور ان سب کے اعمال محض باطل ہیں‘‘۔

میں دشمن سے ٹکرانے چلا ہوں، کیونکہ میں دیکھ چکا ہوں کہ بندروں اور خنزیروں کی اولاد مسلم خواتین پر ٹوٹ پڑی ہے، ان کی عزت کو پامال اور ناموس کو بگاڑا جا رہا ہے۔ کیا مسلمانوں کی نگاہ سے اس فلسطینی عورت کا منظر نہیں گزرا جسے ایک بدذات یہودی مارتا گھسیٹتا چلا جا رہا ہے؟ ان مناظر کو دیکھ کر دل پر آرے چل جاتے ہیں......کوئی عذر نہیں ہمارے پاس......اللہ کی پناہ کہ جس قوم پر ذلت اور مسکنت طاری کر دی گئی، جہاں بھی وہ ہوں، وہی بدنسل لوگ بیت المقدس کے معصوم بچوں اور پاک باز بیٹیوں کو اپنے نجس جوتوں سے کچل رہے ہیں، وہ مدد کے لیے فریاد کرتے ہیں لیکن جواب دینے والا کوئی نہیں! دلوں سے ایمان گم ہے! مردانِ کار کی مردانگی آخر کہاں سو گئی؟ اہل ایمان کی غیرت کہاں چلی گئی؟

کتنے یتیم بچے آج معتصم باللہ کو آواز دے رہے ہیں
سننے والے ان کی چیخیں سن بھی رہے ہیں
لیکن معتصم باللہ کی سی حمیت اب کہاں سے آئے؟

کیا حالات کی سختی اس بات کا تقاضا نہیں کر رہی کہ اب فرض پر لبیک کہا جائے؟ کیا گھروں سے قدم نکالنے کا وقت اب بھی نہیں آیا؟ ستم تو یہ ہے کہ اس حالت میں بھی کچھ لوگ جہاد کے بارے میں مختلف زاویوں سے طعنہ زنی کر رہے ہیں، من مانی آرا پیش کرتے ہیں۔ ان کے لیے تو بس میں یہی کہوں گا کہ اللہ ایسی آرا کو ان کے رائے پرستوں سمیت برباد کرے! یہ چاہے کچھ کہیں، میں نے تو آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا ہے، کیونکہ میں یہ دیکھ چکا ہوں کہ امریکہ، جو درحقیقت یہود ہی کا ایک چہرہ ہے، اپنے تمام لاؤلشکر سمیت بزدل اسرائیلیوں کی پشت پناہی کے لیے کود پڑا ہے، مسلمان اپنے گھروں سے بے گھر کر دیے گئے ہیں، قتل وغارت کا ایک بازار گرم ہے۔ کیا محمد نامی فلسطینی بچے کا سفاکانہ قتل اہل ایمان کی غیرت کو کچوکے دینے کے لیے کافی نہ تھا؟ آخر اس معصوم کا قصور ہی کیا تھا کہ ظالم یہودیوں نے اسے اپنی درندگی کی بھینٹ چڑھا دیا؟ ذرا سوچیے، ذرا سوچیے کہ انہوں نے مسجد اقصیٰ کے سائے میں، مسرائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں یہ ظلم ڈھایا!......اور ہمارا حال؟ ہمارا حال یہ ہے کہ

مسلمان قتل کیے جا رہے ہیں اور ہمیں کچھ بھی پروا نہیں
ہماری باتیں فضائل اور ان کی درجہ بندی تک ہی محدود ہیں
زندگی کے مزے اڑاتے ہوئے ہم نے اپنی عمر گنوا دی
اور اپنے ماہ وسال قیل وقال ہی کی نذر کر دیے!

میں ان سے کیوں نہ ٹکراؤں جبکہ میں صاف دیکھ رہا ہوں کہ یہودی ونصرانی اللہ کے دین کے خلاف اعلانِ جنگ کر چکے ہیں، مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔ فلسطین ہو یا شیشان، انڈونیشیا ہو یا عراق، افغانستان ہو یا سوڈان، ہر جگہ یہی حال ہے۔

میں تو نکل آیا ہوں، اس لیے کہ میں ذلت کی زندگی سے نفرت کرتا ہوں اور موت سے مجھے پیار ہے، اللہ کے وعدوں پر مجھے سچّا یقین ہے۔ میں اب ان کو مزہ چکھاؤں گا جنہیں زندگی سے پیار ہے، جو موت سے ڈرتے ہیں اور اللہ کی وعیدوں کی جنہیں خوب خبر ہے، اور وہ اسی عذاب کے منتظر ہیں۔ اب انہیں پتہ چل جائے گا کہ ہم مسلمان ہیں اور عزت سے جینا جانتے ہیں، بلکہ عزت دار صرف ہم ہیں اور کفار کے مقدر میں ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں!

میں صرف اپنے رب سے اجر کا طلب گار ہوں، فردوسِ اعلیٰ اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی جنتوں کی آرزو میرے دل میں ہے۔ ان کافروں کی جنت تو بس یہی دنیا ہے۔ ان کے جانوروں کی طرح کھانے پینے اور عیش کرنے کا انجام جہنّم کی آگ کے سوا کچھ نہیں، جب کہ آخرت کی جنت صرف ہمارے لیے ہوگی، جہاں ابدی قیام گاہوں میں ایسی ایسی نعمتیں تیار کی گئی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور نہ کسی دل میں ان کا خیال تک گذرا ہے‘‘۔